بعون خلّاق زمین و زمان و بفضل صانع مکین و مکان سبحانہ تعالیٰ

نسخہ ہذا از تصانیف شاعر نازک خیال شیرین سخن منشی کیول کشن صاحب موسوم بہ

جونی پسرد

دیوان فرخ

حسب فرمائش جناب سجاد اکتساب منشی رگھنندن لعل صاحب متوطن سکندرآباد ضلع بلند شہر

سنہ ۱۸۷۶ء

در مطبع کوہ نور لاہور باہتمام کارپردازان مطبع طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

کہون تعریف تیری حوصلہ اتنا کہان میرا
بڑی یہہ بات یارب اور یہہ چہوٹا دہان میرا

تُہی تجہکو ہے معلوم سب راز نہان میرا
نہین آتا ہجوم غم سے مطلب تا زبان میرا

تیری بخشش کے آگے کیا حقیقت میری عصیان کی
گناہون کو جو دیکہون تو ٹہکانا ہے کہان میرا

نہین ہستی گرفتہ عصیان سے ڈر نار جہنم کا
بہروسا تیری رحمت کا ہے یارب حرز جان میرا

ہے فضل و کرم پر یہی ہر دم نظر اپنی
نہین تیرے سوا کوئی خدائے دوجہان میرا

کرم پر ہے توکل اور نظر ہے تیری رحمت پر
مجہے کیا غم ہے گر دشمن ہوا ہے آسمان میرا

دعا شائق کی ہے ہر دم جناب کبریائی مین
کہ ہو دیوان قبول خاطر اہل زبان میرا

ابہی سے کس طرح دشمن ہوا ہے باغبان اپنا
کہان لیجائین سر پر ہم اوٹہا کر آشیان اپنا

زبان سے شعلے نکلین گر کرین قصہ بیان اپنا
نہین ہے قابل اظہار یہہ سوز نہان اپنا

نہ سب کچہہ شہرت کہتی نہ عالم مین کامل ہین
ہوا ہے مفت کیون دشمن عزیز و آسمان میرا

طفیل لاغری سے ہین غایب سب کی نظرون سے
برنگ نکہت گل ہے یہہ جسم ناتوان میرا

عیوض تجھسے مقرر لیگا چرخ پیر یہ اکدن
زمین کو شق کریگا گر ہوا نالہ جوان اپنا

کئے ہیں آہ و نالہ بسکہ ہمنے ہجر مہرو میں
نہ سمجھو چرخ سے جگر میں آہوں کا دہوان اپنا

پہ سر حاضر ہے بسم اللہ کیجے وار خنجر کا
ہوا ہے قتل ہی پر گر ارادہ امتحان اپنا

بجا ہے حضرت ناصح جو کچھ ارشاد فرماتین
ولے قابو نہیں چلتا ہے دل پر مہربان اپنا

ہوا ہے اب اوڑاتین پرزہ پرزہ جیب و داماں کے
گریبان ہو چکا ہے انکھوں سے دھجیان اپنا

کبھی ہے کوچہ گردی اور کبھی سیر بیابان ہے
بتائیں عالم وحشت میں کیا تمکو مکان اپنا

دہان یار سے کرتا ہے کب ہمسری پہلے
ذرا اے غنچۂ گل صاف تو کر لے دہان اپنا

خدایا روز محشر سب سے پہلے میری پرسش ہو
قیامت ورنہ سر پر لائیگا شور و فغان اپنا

جلایا آتش فرقت نے فرخ اسقدر ہمکو
پگھلتا ہے بڑنگ شمع ہر اک استخوان اپنا

حوصلہ دل سے نکال آج خفا ہو اپنا
سر کے دینے میں نہیں عذر ہے مولا اپنا

آئینہ رکھتے ہو کیوں آٹھ پہر پیش نظر
دیکھو او لٹ نہ کہیں تم پہ یہ جلوہ اپنا

رات دن لینے کے دینے ہی پڑے رہتے ہیں
موت آجائے تو ہو فیصلہ یکسو اپنا

ناصحا آپکا فرمانا بجا ہے لیکن
دل کمبخت پہ کب چلتا ہے قابو اپنا

شرم سے شرق کو اولٹا ہی سدہاری خورشید
اوٹھ لئے برقعہ جو کبھو رخ سے وہ مہرو اپنا

اوسکا ہم پہلو ہوا جیسے رقیب بد کیش
درد پہلو نہیں جاتا کسی پہلو اپنا

جان و دل دینے میں اصلاً نہ ہوا عذر کبھی
ہائے اسپر بھی ستمگر نہ ہوا تو اپنا

دل مضطر کا اگر ڈھنگ یہی ہے فرخ
پھینک دینگے اسے چیر کے پہلو اپنا

غیر سے بلکہ خفا وہ جانِ جان ہو جائیگا
کیا خبر تہی مہربان نامہربان ہو جائیگا

غیر اچہا ہم برے جانے ہی وہ جہگڑا ہی کیا
بات کیا ہے چار دن مین امتحان ہو جائیگا

ضبط گر یون ہی رہا سینہ مین اپنے سوزِ دل
شمع روشن اپنا ہر اک استخوان ہو جائیگا

آگئی جب دم ہمارے لب پہ آہِ شعلہ بار
ہچکیان فی النار جلکر آسمان ہو جائیگا

آئے تہے تنہا نہ جائینگے اکیلے یان سے ہم
حسرتون کا ساتہہ اپنے کاروان ہو جائیگا

سر پہ گلشن کو اوٹہایا ہے عبث نالون نے چپ
عندلیب زار دشمن باغبان ہو جائیگا

ہمسے ہی باتین بنائے جاتا ہے ناصحا
سامنے اوس شوخ کے تو بے زبان ہو جائیگا

بس چلیگا کیا رقیبِ روسیہ شیطان کا
میرے اوس بت کے خدا حبیب و مہربان ہو جائیگا

گر یون ہی ہر دم کا رونا ہے تیرا پہوٹ پہوٹ
رازِ دل اے چشمِ تر سب پہ عیان ہو جائیگا

یہان امیدِ وصل ہی پر تہا مدارِ زندگی
کیا خبر تہی یون ہی دشمن آسمان ہو جائیگا

دلکو سمجہاتے ہین یون ہم انقلابِ دہر مین
آج ہے نامہربان کل مہربان ہو جائیگا

تجہکو نالاش کمر دلبر سے فرخ فایدہ
وصل مین خود منکشف رازِ نہان ہو جائیگا

کیا کم گریہ ہمارا وصلدم افزون ہوا
روتے روتے تجہسے آنکہون سے جاری خون ہوا

پانی پانی ہو گیا ایک زمین سے تا فلک
پر نہ کم جوشِ سرشکِ دیدۂ پرخون ہوا

بعد مردن ہی رہا باقی وہی جوشِ جنون
خاک سے میرے بگولا جو بنا مجنون ہوا

دور تو نے بارِ سر گردن سے میرے کر دیا
آج اے شمشیرِ قاتل مین تیرا ممنون ہوا

آنکہہ بہر کر سوئے جنت ہی نہ دیکہون گا کبہی
زاہدا کوچہ مین اوسکے مین اگر مدفون ہوا

عشق کے مکتب کا مین استاد ہون اے مہرو
سب میرے شاگرد مین وامق ہوا مجنون ہوا

پان کی سرخی نہیں لعلِ لبِ جان بخش پر
چشمۂ حیوان پہ اُسکے دل یہ کیسا خون ہوا

مصرعِ شمشاد کب ثانی ہے قامت کا ترے
جو برابر کا نہ ہو مصرعہ وہ کب موزون ہوا

جامِ عشرت سب کو قسّامِ ازل تو نے دیے
اور یہ قسمت کا ہمارے طالعِ وارون ہوا

ایک بھی حسرت ہمارے دل سے نہیں نکلی ہنوز
پھر الٰہی کس لیے دشمن مرا گردون ہوا

دعوئے برگِ گل ہم تم کہتے ہو لب
جیسے لیے ہم ہیں جیسے ہرا ساحل

ہے دعائیں مرگ ہر دم تنگ ہو کر لیتے ہیے
جیسے اے فرخ کسی پہ اپنا دل مفتون ہوا

آہ کر نکلے کبھو اپنے جگر سے دیکھنا
پھونک ہی دیگی فلک کو شرر سے دیکھنا

تب چڑھ آئیگی یقین ہے آفتابِ حشر کو
گر مقابل ہو گیا داغِ جگر سے دیکھنا

دل کی جا سینہ میں ہے اپنی یہی چارہ گر
کھینچتا ہے گر نہ پیکان کو جگر سے دیکھنا

دیدۂ خونبار گر تعلیمِ گریہ دے اوسے
سختِ دل پر سا کرینگے ابرِ تر سے دیکھنا

خوابِ راحت کے عوض آیا ہے پیغامِ اجل
کیا دعا کو ضعف ہوئی اپنے اثر سے دیکھنا

کھولنا اچھا نہیں ہے کاکلِ خمدار کا
بال او بچینگے میان تیری کمر سے دیکھنا

اپنی آہِ گرم سے نخلِ شب کو ہے چارہ وطن فا
آگ کے شعلے سے اوٹھتے ہیں کدھر سے دیکھنا

کیا شکایت ہو عدو کی کیا رقیبوں کا گلہ
دیکھا جو قسمت میں تھا اوس فتنہ گر سے دیکھنا

خط میں شوقِ وصل لکھنے کو تو لکھا ہے مگر
خوب ہی بگڑے گی اوسکی نامہ بر سے دیکھنا

قتل کو فرخ کے کیا تیغ و سنان درکار ہے
بس کفایت ہے ترا ترچھی نظر سے دیکھنا

ناز سے گاہی گہے ترچھی نظر سے دیکھنا
خوب رو لیتے ہیں دل کس کس ہنر سے دیکھنا

ہے سراپا صانعِ عالم کی قدرت کا ظہور
زاہدا اوس بت کو وحدت کی نظر سے دیکھنا

سنتے ہی عزم سفر دنیا سے رخصت ہو گئے
ہم ہی پہلے چلدئے اونکے سفر سے دیکھنا

اوس خرام ناز نے برپا کیا ہی روز حشر
اب طلوع مہر ہوتا ہے کدہر سے دیکھنا

دن کو خورشید جہان او شب کو ماہ چاردہ
کیا ہی شرمندہ ہین اوس رشک قمر سے دیکھنا

گر رقیبون پر کرم یون ہی رہیگی آپکی
ہم گذر جاینگے اکدن اپنے سر سے دیکھنا

مژدہ اے شوق شہادت آج شوخ فتنہ گر
باندھکہ شمشیر نکلا ہے کمر سے دیکھنا

کل تلک واللہ اعلم کیا سے کیا صورت بنے
آج اک طوفان بپا ہے چشم تر سے دیکھنا

خون ہو کر بہ چلا دل تیرا فرح بے جگر
لخت دل گرتے ہین ہر دم چشم تر سے دیکھنا

چھیڑنا اچھا نہین ہردم کا نادان دیکھنا
کاٹ ہی کھائیگا مار زلف پیچان دیکھنا

تھا نصیب غیر اے دل کوئی جانان دیکھنا
اور مقدر مین ہمارے کوہ و بیابان دیکھنا

ہے اگر رونا یہی اوٹھیگی طوفان دیکھنا
غرق ہو جائیگا عالم چشم گریان دیکھنا

کیا ہی فارغ ہو کے بیٹھے ہین جنون کے ہاتھ سے
پرزہ پرزہ کر کے ہم جیب و گریبان دیکھنا

یاس و حسرت اضطراب و درد فرقت رنج و غم
کیسے کیسے خانہ دل مین ہین مہمان دیکھنا

جوش وحشت مین بہار ہی گرمی رفتار سے
خاک جلکر ہو گئے خار بیابان دیکھنا

تیرے بسمل کی تمنا ایک نگاہ ناز ہے
پھر نظر پھر خدا پھر اوسکو ایمان دیکھنا

بالیقین اے چرخ تو ہو جائیگا خاک سیاہ
لب تلک آئے جو اپنی آہ سوزان دیکھنا

کر دیا خاک سیاہ اغیار کو اک آہ سے
ہو گیا ہے جسسے کیا کار نمایان دیکھنا

قتل کر کے کہتے ہین غم سے ہوئی تجھکو نجات
اور اولٹا مجھپہ رکھتے ہین وہ احسان دیکھنا

جور گردون سے ہی فرح اپنا سینہ داغ داغ

خاک مین کیا کیا ملائے اسنے انسان دیکھنا

آنکھ اوٹھا کر جو سوے عالم بالا دیکھا | ایک ہی آہ سے عالم تہ و بالا دیکھا
آج ایک بام پہ وہ چاند سا مکھڑا دیکھا | اپنی طور پہ کیا حضرت موسے دیکھا
لامکان تک نہین ملتا ہے پتا گردون کا | آہ و نالہ مین اثر ہمنے بلا کا دیکھا
الامان شدت گریہ شب تنہائی مین | آنکھہ سے اشک گرا گرتے ہی دریا دیکھا
فاتحہ پڑھ کے لگے رونے مسیحا آخر | جب نہ بیمار تپ عشق کا چارا دیکھا
چشم خونبار سے کیا ابر مقابل ہوگا | کبھی خوناب بہی بادل سے برستا دیکھا
نہ زمانہ کی شکایت نہ فلک کا شکوہ | میری تقدیر نے جو مجھکو دکھایا دیکھا
نیم نظارہ نے بیمار بنایا مجھکو | دیکھنا یار کا اسے نرگس شہلا دیکھا
مین نہ کہتا تہا تجھے مان نہ مانا آخر | دل لگانے کا مزا او دل شیدا دیکھا
عشق مین جان بہی چلی ساتہ ہی انکو فصور | نہ کسی کو بہی برے وقت مین اپنا دیکھا
ایک ٹھوکر سے کئے زندہ ہزارون مردے | شور محشر تیری رفتار مین برپا دیکھا
فرقت یار مین پیغام اجل باقی ہے | اور سب کچھ جو نہ دیکھا تہا خدایا دیکھا
دل مین کیا تیرے سمائی ہے بتا کافر بتلا | دیکھ کر میری طرف کسلئے تیغا دیکھا

جو رسمجہتا ہے تو ان سنگدلون سے کیا کیا
ہمنے فرخ تیرا پتہر کا کلیجا دیکھا

کوہ دیکھا کبھی دریا کبھی صحرا دیکھا | وحشت دل تیرے اقبال سے کیا کیا دیکھا
دونون زلفون مین جو اوسکا رخ زیبا دیکھا | صبح اور شام کے ملنے کا تماشا دیکھا
تاب کیا تھی میرے نالون سے مقابل ہوتا | ایک ہی آہ مین گردون تہ و بالا دیکھا

مبتلا ہو مرضِ عشق سے گھبراتے ہو
حوصلہ آپکا بس رنگِ مسیحا دیکھا

غیر سے سر میرا کٹواتے ہو واللہ باللہ
یہہ نیا ظلم کا انداز تمہارا دیکھا

وا خلوتِ خانۂ دل میں اوسے تلاش کرو
کیا ہوا تمنے جو بتکدہ و مینا دیکھا

کوئی آتا ہے کوئی جاتا ہے ہیرا نہ کوئی
دارِ فانی میں عجب ہمنے یہہ میلا دیکھا

ضعف سے ہو گئے مجبور پڑی رو یون ہی
دل اوٹھانے کا نہ جب ہمنے سہارا دیکھا

چشم تر آہ بلب ہی تجھے پایا فرخ
عمر بھر ہمنے نہ تجھکو کبھی ہنستا دیکھا

ارض سے لیکے تا سما دیکھا
لیک تجھسا نہ بیوفا دیکھا

کون ہوگا کسی کا دنیا میں
سب کو مطلب کا آشنا دیکھا

مجھکو بوسہ اور نہیں گالی
آپ کا لبس یہہ چوچلا دیکھا

ہنسکے کہتے ہیں مجھکو دیکھہ حزین
دل لگانے کا کچھہ مزا دیکھا

ایک بوسہ پہ گالیاں لاکھوں
واہ واہ خوب حوصلا دیکھا

خاک اپنی نہ اوس تلک پہونچی
چل ہوا ہو تجھے صبا دیکھا

آہ پہونچی ہے چرخِ چارم تک
بارہا ہمنے آزما دیکھا

عمر ساری مصیبتوں میں کٹی
ہمنے دنیا میں آکے کیا دیکھا

یادِ حق ہی نہ بھول کبھی کبھی
ایسا فرخ جہان میں کیا دیکھا

بھول کر چشمِ دل جدہر دیکھا
تیرا ہی جلوہ جلوہ گر دیکھا

نالہ و آہ و گریہ و زاری
ہم سے جو ہو سکا سو کر دیکھا

جل گیا سینہ داغِ سوزان سے / نخلِ الفت کا یہ ثمر دیکھا
گم ہیں داغوں سے انجمِ گردون / شبِ ہجران شمار کر دیکھا
عرض کی سینے او بتِ کافر / ق / مجھسا جان باز بھی بشر دیکھا
تو لگے کہنے عشق او احسان / ہنسنے تم ہی ہیں یہ ہنر دیکھا

فرخ اپنا فکرِ عاقبت کیجے
اور سب کچھ تو عمر بھر دیکھا

ہمین نامہ جو اوس نے کاغذِ کشمیر پر لکھا / اشارہ سردمہری ہے سو کس تقصیر پر لکھا
ہیں صدقہ کاتبِ قدرت کے کیا ہی خط جو ہیں / ہمارے قتل کا مضمون تیری شمشیر پر لکھا
نہ نقشہ کھنچ سکا مانی سے جب اس جسمِ لاغر کا / تو ہمنے نام ہی بس کاغذِ تصویر پر لکھا
لکھی تھی بس تمنائے ملاقات اوسکو ای قاصد / جوابِ خط نہ اوس نے کون سی تقصیر پر لکھا
مقدم سے موخر کا نشان ایجانِ جان ہمنے / تیری خاکِ قدم سے نسخۂ اکسیر پر لکھا
نہیں چھینٹے لہو کے ہیں یہ تیری تیغ پر قاتل / ہے محضر خون کا میرے تیری شمشیر پر لکھا
نہیں ہے کہکشان کا خط ہماری آہِ سوزان نے / الف اک آہ کا ہے لوحِ چرخِ پیر پر لکھا

نہ تا امکان شکیبائی کہ دنیا ہاتھ سے فرخ
کہ ہوگا وہ جو کچھ ہے صفحۂ تقدیر پر لکھا

جور ہر روز نئے ظلم ہے ہر آن نیا / عاشقِ زار وہی ہوں نہیں انسان نیا
تیغِ ابرو کبھی کھینچی کبھی تیرِ مژگان / قتل پر میرے ہے ظالم تیرا سامان نیا
مصحفِ رخ پہ نہیں خال تمہارے کوئی / کھینچئے بے نقط یہ نازل ہوا قرآن نیا
ہچکیاں آتی ہیں گھر گئے دم ہونٹوں پر / تیری بیمار کا اب حال ہے ہر آن نیا

غرق عالم نہ ہو ڈرتا ہون خدا خیر کرے
روز اک دیدۂ تر اوٹھتا ہے طوفان نیا

دیکھہ کر خاک مری اوڑتی ہوا پہ لے
دیکھیو پیدا ہوا مرکز یہہ سلیمان نیا

بس کرے جوش جنون زور کہانسے لاؤن
روز سلواکے پہنتا ہون گریبان نیا

حسرت و رشک کبھی اور کبھی درد فرقت
اک نہ اک دل مین میرے رہتا ہے مہمان نیا

مصحف رخ کی تلاوت مین ہے مصروف مدام
زلف ہندو تیری لائی ہے یہہ ایمان نیا

وادی قیس مین دل اپنا بہلتا ہی نہین
جوش وحشت کوئی دکھلائے بیابان نیا

دیکھیے کیسے رسائی ہو در جانان تک
روز ہم پاتے ہین دروازہ پہ دربان نیا

تو ہی بتلا کہ ہو کسطرح سودا فرخ
روز نظرون سے گذرتا ہے پرستان نیا

رستے جان نہ دل دو کہا کسی کا
ہے کچھہ بہی بہروسا زندگی کا

معلوم نہین کہان ہون کیا ہون
عالم ہے یہہ اپنی بیخودی کا

لو جان بہی چلی ہے ہجر مین ہائے
ساتھی نہین کوئی بیکسی کا

اے چرخ تیری ستم سے ڈرکر
لیتے نہین نام بہی خوشی کا

آنکہون مین ہماری روتے روتے
باقی نہین نام بہی تری کا

بادل مین چمک رہی ہے بجلی
موباف نہین ہے یہہ زری کا

کہتے ہین کہ آج تیرا بیمار
مہمان ہے ایک دو گہڑی کا

آسکتی نہین ہے بات لب تک
کیا حال سناؤن لاغری کا

کہتا ہون مین ہان تجہسے فرخ
اچہا نہین نام عاشقی کا

جب مجھے خفا ماہ لقا ہو گیا
جی ہمارا جینے سے خفا ہوگیا

درد ہے پہلو مین میرے جای دل
دل میرے پہلو سے جدا ہوگیا

شکر خدا آئی اجل ہجر مین
وعدہ جو تہا اپنا وفا ہوگیا

بار بلا سر سے میرے تیغ یار
خون میرا تجھکو روا ہو گیا

فصل گل آئی ہے میرا اسے جنون
زخم کہن تہا سو ہرا ہوگیا

کاٹ کے سر میرا کہا ناز سے
حق محبت لو ادا ہوگیا

باندہے ہین تونے میرے قاتل کے ہاتھ
کام برا تجھسے حنا ہوگیا

کچھہ نہین کہلتا ہے خدا سے کریم
بیٹھے بٹھائے مجھے کیا ہوگیا

کردیا ہے چرخ کو خاکی سیاہ
نالہ میرا برق بلا ہوگیا

کٹ سکے تیرا ناخن پا شکل مہ
چرخ پہ انگشت نما ہوگیا

مردے نکل آئے ہین قبرون سے یار
حال ہے اک حشر بپا ہوگیا

خوب تو لائی تہی صبا بوے زلف
دم بہی تیرے ساتھ ہوا ہوگیا

فایدہ نسخہ نے یہ بخشا طبیب
درد دل اور اس سے سوا ہوگیا

زلف سنواری تہی جو اوس شوخ نے
پھر مین گرفتار بلا ہوگیا

لگئے اوس کوچہ مین اپنا غبار
تیرا یہ احسان صبا ہوگیا

اوس نے نہ بہیجا میرے خط کا جواب
تہا جو نوشتہ مین لکہا ہوگیا

رہتا ہے دل اوس سے خفا خود ... ہو
خیر ہے فرخ تجھے کیا ہوگیا

نہ ہو مضطر کبہی کو اک نہین برق تپان ہوتا
کہان تک ضبط سینہ مین کرین ایکبار باقی
ہماری آہ آتشبار سے سارا جہان ہوتا
جگر کو دل کو تونے سب ... سوزش نہان ہوتا

پہری ادہی صبا بالین سے صورت ہی پہچانی
میری آہون نے ایسا میرا جسم ناتوان ہوگا

جو اگر مونہہ بنا رون گالیان دیتے ہو کیون مجکو
رقیبون نے تمہارے کان مین کیا مہربان ہوگا

پھنکا بس جلایا سر بسر اے سوز دل تونے
زمین پہونچیگی نہ گاہے اور نہ گاہے آسمان ہوگا

الہی کسطرح مین تفتہ جان جنت مین جاؤنگا
دوہائی دینگے سوز دل سے سب اہل جنان ہوگا

قیامت مین جو فرخ داغ دل اپنے دکہا دینگے
پکار اٹہیگا ہمیرہی خورشید محشر الامان ہوگا

بسکہ سینہ مین شب ہجر کا دہڑکا ٹہیرا
وصل مین بہی نہ کسی طرح دل اپنا ٹہیرا

ہو گیا کیون میرے لاشہ پہ رقیبون کا ہجوم
میرا مرنا نہ ہوا ایک تماشا ٹہیرا

کبہی ہنسی کبہی کہیل سمجہتا ہے تو آنا دل کا
دل کا آنا نہ ہوا ناصحا ٹہٹہا ٹہیرا

آنکہ اب حسرت دیدار مین تیرے اپنا
دم کوئی دم کے لئے رشک مسیحا ٹہیرا

پہنک دینگے اسے چیر کے پہلو سے نکال
جب کسیطرح نہ اپنا دل شیدا ٹہیرا

گالیان دیتے ہو بد ذات کے بہکانے سے
ہم برے ٹہیرے رقیب آپکو اچہا ٹہیرا

طفل اشک اپنا یہ طوفان اوٹہانے والا
چین سے ایک گہڑی بہر بہی نہ سمجہا ٹہیرا

درد و غم رنج و الم رشک عدو نے بدکیش
خانہ دل مین میرے آکے نہ کیا کیا ٹہیرا

سنگدل کہتا ہے سن سن کے میرا درد جگر
آپکا حال نہ ٹہیرا کوئی قصا ٹہیرا

لو سستا ہے بہت مول نہین ہے جیکا
اک نگہ پر دل فرخ کا ہے سودا ٹہیرا

یون دیدہ تر اشک بہانا نہین اچہا
ہر روز کا طوفان اوٹہانا نہین اچہا

جادو ہی نگاہون مین نہ اولٹے کہین دیکہو
آئینہ سے آنکہون کا لڑانا نہین اچہا

قاتل اگر جی مین ہے اے ابروئے دلدار
ہر بار کا تلوار دکہانا نہین اچھا

طوفان اوٹہا دینگے مرے دیدۂ پرآب
محفل مین رقیبون کو بٹہانا نہین اچھا

بیمار محبت کی عیادت کے لئے شوخ
مہندی کے لگانے کا بہانا نہین اچھا

ہم چاہین تو اک آہ مین ہو خاک فلک کو
لیکن ہمین لب تک اوسے لانا نہین اچھا

تم ہنستے ہو غیرون سے جلاتا ہی مجہی رشک
جلتون کو مری جان جلانا نہین اچھا

ڈرتا ہون نہ دم میرا نکلجاے دل کہ
اسطرح شب ہجر ڈرانا نہین اچھا

گمراہ کرینگے تجہے بہکا کے یہہ شیطان
غیرون کا ترے کوچہ مین آنا نہین اچھا

یہہ وارفتہ ہجر نہین اکدم کا بہروسا
فرخ تمہین یہان دل کا لگانا نہین اچھا

ہر روز کا یارب یہہ خلل جائے تو اچھا
پہلو سے یہہ دل اپنے نکلجائے تو اچھا

یون خوب نہین آتش ہجر دل کا سلگنا
اکبار تب عشق سے جل جائے تو اچھا

نالہ مین اثر دیکہا نہ تاثیر فغان مین
دل اور کسیطرح بہلجائے تو اچھا

اوٹہتا ہی نہین ضعف سے سر تیرے قدم سے
قاتل تری شمشیر اوگل جائے تو اچھا

سب دہوم کر آئینگے عیادت کے لئے آج
یہہ جان بلب آمدہ نکل جائے تو اچھا

باز آتا نہین چرخ دنی جور و ستم سے
ہان آہ شرربار یہہ جلجائے تو اچھا

بے جلوۂ دیدار ذرہ چین نہین ہے
یہہ ڈہنگ طبیعت کا بدل جائے تو اچھا

کیون مفت مین دل کہوتے ہو پچہتاوگے فرخ
اب ہی یہہ سنبہالو سے سنبہلجائے تو اچھا

مہربان کس روز سے یہہ شوخ پرفن ہوگیا
اے فلک کس بات پر تو میرا دشمن ہوگیا

فرط گریہ اب تو بس کر کیا ڈبوئیگا مجھے
سیل اشک دیدۂ تر تا بگردن ہو گیا

ہو گیا ناسور دل میں جلوہ دیدار سے
جھانکنے کے واسطے کیا خوب روزن ہو گیا

عالم وحشت میں کیا بتلائیں ہم گھر کا پتا
گر پڑے جس جا پہ تھک کر وہ ہی مسکن ہو گیا

تار بھی باقی نہیں ہے پیرہن میں اے جنون
پرزہ پرزہ جیب سے لے تا بدامن ہو گیا

سیر گلشن کی نہیں خواہش ہمیں اے ہمدمو
کثرت داغ جگر سے سینہ گلشن ہو گیا

آہ کیا شعلے نکلتے ہیں زبان سے دمبدم
سوزش پنہان سے سینہ اپنا گلخن ہو گیا

عارضی ہے حسن غرہ کس لئے اے ماہ رو
چار دن میں آگیا مہمان جوبن ہو گیا

ہائے کیا ضد ہے جو میں کافر ہوا اسلام چھوڑ
داخل اسلام وہ طفل برہمن ہو گیا

گر کے بجلی آسمان سے خوف ہو کر دو نہ خاک
حسرتون سے تخم دل میں اپنے خرمن ہو گیا

دیدہ بازی کے سوا کچھ اور بھی کرتا تو تو
رہ کے ارتہ میں فیض تو تو کودن ہو گیا

دلا باور نہ کیجیو لے وفا کی آشنائی کا
وہ کافر ایک جھوٹا ہے جہان ساری خدائی کا

تمہارے حسن روز افزون نے سایا ماہ تابان کا
مہ نو آسمان پر ہے صنم کاسہ گدائی کا

عیان ہے واہ کیا اے وہ بہار دہر کا عالم
تمہاری آنکھ میں ہیجان پنجۂ طلائی کا

نہ کیوں جراح میرے زخم سے لہو جنا آئے
میں زخمی ہوں کسی کے پنجۂ دست حنائی کا

لبسان قوت دل چبھکے تیر گیا دل میں
ہوا ہوں دل سے قایل اوسکی پیکان کی صفائی کا

پھنسا ہے کاکل پرخم میں اوسکے اپنا دل ایسا
نظر آتا نہیں سامان اب کوئی رہائی کا

فراق یار میں ہر دم یہی رو رو کے کہتا ہون
نہو یارب نصیب دشمنان صدمہ جدائی کا

صنم باد صبا کے ساتھ آئیں خاک ہو کر ہم
یہی ہے مدعا تیرے در تک ہو اب رسائی کا

سنا ہی ہاتہ باندہی ہین حنائی شوخ پرفن کے
دلا کیا خوب ہو موقع ملے گر ہاتہا پائی کا

جفا و جور کی ہے دہوم ہر کوچہ و برزن مین
جہان مین ہوگیا شہرہ تمہاری بیوفائی کا

ہین فرخ آشنا دنیا مین سارے اپنے مطلب کے
بہروسا کیجیو نادان نہ بیٹے کا نہ بہائی کا

رخ زیبا کو تیرے ماہ منور سمجہا
نقطۂ خال جو دیکہا اوسے اختر سمجہا

قدرت صانع جتانے کو بنایا شیشہ
ہونگے مغرور حسین یہہ سکندر سمجہا

ترک الفت کا یہہ نادان تقاضا ہے عبث
ناصحا اپنا بہلا کب دل مضطر سمجہا

جان و دل دیدیئے تسپر بہی نہ ہمکو اپنا
ہائے افسوس ہے وہ شوخ ستمگر سمجہا

ایک دم بہی کہین باہر نہین جاتا شاید
غم فرقت دل محزون کو میرے گہر سمجہا

قافلے صبر و شکیبائی کے لوٹے لاکہون
رہزن چشم کو تو اپنے ستمگر سمجہا

توبہ سے کہین جنت بہی ملتا ہے
زاہدا گر یہہ ہی سمجہا ہے تو پہر سمجہا

فرقت یار مین آنکہون مین بہر آیا جو لہو
مین اوسے جام اوسے بادۂ احمر سمجہا

شورش دل سے نکلتے ہین شرارہ کیا کیا
جو گرا آنکہہ سے قطرہ اوسے اخگر سمجہا

فرخ اب دہوم ہے آنیکا شتاب وہ شوخ
جان بلب آمدہ کو اوسنے ہی دم بہر سمجہا

آہ سوزان سے میرے دریا بہی صحرا ہوگیا
سیل اشک چشم سے صحرا بہی دریا ہوگیا

ترش رو ہوکر وہ کیا کیا گالیان دیتا ہے آہ
تلخ ہوکر وہ شکر لب کیا ہی روکہا ہوگیا

کہو دیا طرز خرام ناز نے محشر کا ڈر
آج رفتار صنم سے کار قیصر وا ہوگیا

چپ رہا اپنا نہین بستہ سبب ہم کا ناصحا
دل تیری باتون سے میرا اپکا پہوڑا ہوگیا

نعش پہ میرے ہوا ہے کیون رقیبون کا ہجوم
میرا مرنا ہائے اورون کا تماشا ہو گیا

مرگ کو سنکر میرے رشک مسیح کہنے لگا
لو مبارک ہو مریض عشق اچھا ہو گیا

بے مروت بیوفا بیداد گر نا آشنا
جو کہا تجھکو ستمگر وہ ہی زیبا ہو گیا

زندگی ہے تلخ بے حاصل ہوئی ایجان جان
بوسہ لب کا تیرے کیا ہمکو لپکا ہو گیا

مر چلا تھا پیاس سے قاتل وہ جاتا ہی گیا
تیر بسمل پی کے آب تیغ ٹھنڈا ہو گیا

بہاگتا ہون کس لئے اوٹھ اوٹھ کے صحرا کیطرف
بیٹھے بٹھلاتے الٰہی کیا یہ سودا ہو گیا

خیر ہے دل تو نہین تمنے دیا فرخ کہین
دو ہی دن مین کیا سے کیا نقشہ تمہارا ہو گیا

غم جدائی سے تیرے مقابلہ دل کا
مدام رہتا ہے اللہ سے حوصلہ دل کا

ہون تنگ زیست سے جلدی سے دم نکل جائے
خدا چکائے کہین جلد فیصلہ دل کا

خدایا یہ دل مضطر نہین ہین درکار
کہینگے شکر جو کر دے تبادلہ دل کا

ہمیشہ کہتے ہو اکدن کرینگے قتل تجھے
نکالو ہی کہین اے جان یہ چوچلا دل کا

ہین پاس دل سے اگر جائیے وگرنہ صنم
ہزار کوس مین ہووے جو فاصلہ دل کا

چلے گئے جو مجھے آپ چھوڑ کر تنہا
سوائے رونے کے قابو نہ کچھ چلا دل کا

نگاہ ناز نے غمزہ نے اور ادا نے تیرے
ہمارا لوٹا ہے ایجان قافلہ دل کا

پھرایا کوہ و بیابان ابھی خدا جانے
کہان کہان مجھے لیجائے ولولہ دل کا

تیری جدائی مین اے ساقی پری پیکر
سمجھتا شیشہ مے کو ہون آبلہ دل کا

یہی دعا ہے خدائے کریم سے فرخ
پڑے کسی سے نہ اپنا معاملہ دل کا

آج میری قتل کا پھر ہو کے سامان رہ گیا
وائے قسمت دل کا دل ہی میں اپنے ارمان رہ گیا

زخم اوچھے پن پہ تیرے اپنا خندان رہ گیا
تسمہ گردن میں لگا کیون تیغ براں رہ گیا

خیر گذری ضبط گریہ کر لیا ہمنے فلک
او ہنستے او ہنستے چشم تر سے اپنے طوفان رہ گیا

تشنگی میری بجھائی کیا کیا کار ثواب
آب خنجر کا تیرے قاتل پہ احسان رہ گیا

چھوڑ کر تھا سبب ایمان گئے جب ہم تو مین
جب نہ کچھ بھی تھا تو چلا ناکام گریان رہ گیا

بل بے تابی ہمارا سے رشک ماہ تیرے حضور
شرم سے منہ لیکے اپنا ماہ کنعان رہ گیا

مسکرا کے ہی میں رہنا سیکھ ہم کب وشتاب تک
زاہدا اک جام پر اب اپنا ایمان رہ گیا

غنچہ شمشاد گلشن کو گیا شرم سے
پائے گل سکتے میں بس سرو گلستان رہ گیا

کر لیا ساتھ سے وہ دیکھ آنکھوں کی آنکھ
کیون پکڑ دامن مرا اک خار مغیلان رہ گیا

ہاں کوئی فتح سناوی اور تازہ سی غزل
محفل احباب میں تو ہی غزلخوان رہ گیا

غنچہ قاتل سے پہنچی دم بدم آہ کا
مکتب غم میں ہے پہلا زور بسم اللہ کا

وصف او نہ لکھے ہے یہ واعظ عشق کی درگاہ کا
اب کچھ رتبہ مساوی ہے گدا و شاہ کا

جان کے لالے پڑے ہیں دین و دنیا ہو لگ
ہے یہی انجام اسے نادان بتون کی چاہ کا

رنگ فق ہے جسطرح کوئی مریض عشق ہو
روئے روشن کے مقابل منہ تو دیکھو ماہ کا

ساتھ اپنے کیون اڑا لے جو چلی ہے باد نسیم
ضعف سے شاید گمان ہے مجھ پہ برگ کاہ کا

عاقبت کیواسطے سمجھا ہے بادہ کو حرام
ساقیا اللہ بلی زاہد گمراہ کا

عاملان عرش کیون ہیں مضطرب شاید کہ اب
ہے گذر عرش معلی پہ جاتی آہ کا

ہو لا ہوں یاد خدا اور دین و دنیا کی ...

جب سے فرخ شیفتہ ہوں اک بت بیداد خواہ کا

جیتے جی شامِ جدائی کا نہ ٹھہرا جائے گا
وصل میں بھی ہجر کا دل سے نہ کھٹکا جائے گا

ناتوانی روز افزوں ہے اگر یوں ہی مدام
کس طرح سے ہمسے پھر دنیا میں اوٹھا جائے گا

مرکے جانے کا نہ لیجے نام از بہرِ خدا
جائینگے ہم جان سے بس آپکا کیا جائے گا

قتل سے خوش ہوں و لے ارمان ہے فرطِ ضعف سے
تیغِ قاتل کے تلے کس طرح تڑپا جائے گا

غیر پر کرتے ہو دکھلا کر مجھے لطف و کرم
رشک سے مر جاؤنگا مجھسے نہ دیکھا جائے گا

کیوں مقابل کرتے ہم دلکو ہجومِ یاس کے
جانتے گر مفت اس بلوہ میں مارا جائے گا

گوہرِ دنداں کی الفت میں موا ہوں دوستو
آبِ گوہر میں مرا مردہ نہلایا جائے گا

روکنے سے اور ہوتے ہیں گلے کے ہار یہ
طفلِ اشکوں کو نہ اپنے ہمسے روکا جائے گا

داغِ دل دکھلائینگے روزِ قیامت میں اگر
ہے یقیں خورشیدِ محشر اس سے شرما جائے گا

تیغِ قاتل کے تلے دم توڑنا اچھا نہیں
ہے ابھی نامِ خدا ناداں گھبرا جائے گا

وہ مریضِ عشق ہوں فرخ مسیحا بھی اگر
آیا بالیں میرے ہنستا تو روتا جائے گا

عذرِ دل دینے میں اصلا نہ کیا
ہمنے کچھ اپنا پرایا نہ کیا

کس لئے جور و ستم ہے صاحب
دل دیا آپ کو بیجا نہ کیا

قیمت تھا ایک نگہ پر دل و دیں
کس لئے آپ نے سودا نہ کیا

یہ ہمیں ہیں بتِ کافر تیرے
کبھی بیداد کا شکوہ نہ کیا

نام ہی کو ہیں مسیحا لبِ ناز
مرضِ عشق کا چارہ نہ کیا

چشمِ فتاں نے تمہارے چھوڑا
کونسا فتنہ جو برپا نہ کیا

رخ ہماسے ہین سلیہ یہ لاکہون | عشق مین ہمنے ہی کیا کیا نہ کیا

بے گنہ قتل کیا شیخ کو
مہربان آپ نے اچہا نہ کیا

مستی جو تہی سو تہی پہ غضب پان ہو گیا | شبخون کا میرے واسطے سامان ہو گیا
ماہی سے لیکے ماہ تلک غرق آب ہین | سیلاب اشک نوح کا طوفان ہو گیا
ہر اک سے پوچہتا ہی کہ مارا ہے کس نے آہ | کیا قتل کرکے مجہکو وہ انجان ہو گیا
جان دیکے ہو گئی ہے غم ہجر سے نجات | دشوار کام تہا وہ لے آسان ہو گیا
مطلب نہ دین سے ہے نہ ایمان سے غرض | جام شراب اپنا تو ایمان ہو گیا
آئی ہے بیکسی مین کرین کیون نہ جان نثار | آئے موت ہمپہ یہہ تیرا احسان ہو گیا
اے چرخ کیا یہہ ہی ہے تیرا انقلاب تو | ہمپر نیا ستم تیرا ہر آن ہو گیا
کب چہوڑتا ہے خانہ دل کو غم فراق | مالک سے بہی زیادہ یہہ مہمان ہو گیا

ان بیوفاؤن سے ہے امید وفا تجہے
فرخ تو جان بوجہ کے نادان ہو گیا

اگر یہہ جانتا عاشق رخ پر نور کیون ہوتا | تپ غم سے پہلے چنگے بہلا رنجور کیون ہوتا
اگر قابو کا اپنے ناصح نادان دل ہوتا | تو پہر یون بے اجل مرنا ہمیں منظور کیون ہوتا
نہوتا مست نشہ حسن سے گر وہ بت کافر | تو اپنا شیشہ دل اوسکے ہاتہون چور کیون ہوتا
اگر اوچہی نہ پڑتی تیغ ابرو اوس ستمگر کی | تو شمشیر اجل کا مفت مین مشکور کیون ہوتا
ہر اک شی لازم و ملزوم خالق نے کری پیدا | نہوتی چشم گر بینا جہان مین نور کیون ہوتا
جو اوسکو روزن دیوار سے جہانکا نکرتے ہم | تو اپنے زخم سینہ مین نہان ناسور کیون ہوتا

الٰہی کیوں بنایا آئینہ دستِ سکندر نے / نہ ہوتا حسن سے واقف تو وہ مغرور کیوں ہوتا
کھٹکتی گر نہ چشمِ چرخ بدبین میں شبِ ظلمت / بلا کا سامنا ہمسے شبِ دیجور کیوں ہوتا

اگر دیتا نہ میں دل اوس بتِ ہرجائی کو فرخ
تو افسانہ مرا یہ کو بکو مشہور کیوں ہوتا

اے صنم تو ہی دکھا جلوہ رخِ پر نور کا / جابجا مشہور افسانہ ہے شمعِ طور کا
مفلسی میں مصرعہ سودا ہے یہ ناخن بدل / دل نہ اٹکا ہے کہیں اس مقدور کا
ہوں وہ میکش پانی بھر آئے دہانِ خم میں / نام سن پاؤں اگر جرّاح سے انگور کا
کعبہ میں ہے روشن دیکھ لو قندیلِ نور / ابروؤں میں اوسکے کب ٹیکا ہی یہ سیندور کا
تیری اے جرّاح اپنے داغِ سوزاں کے حضور / آب ہو دے دم میں زہرہ مرہم کافور کا
ناتوانی میں نہ تو نے بھی خبر لی اے اجل / کب کوئی ہوتا ہے پرسان حال مقدور کا
ہے دمِ آخر ذرہ تو بھی تو چل کر دیکھ لے / اور ہی نقشہ ہوا اب تو ترے رنجور کا
لیکے نقدِ دل بھی اک بوسہ نہ دو پھر کیا خوشی / مفت محنت کام ہے بیگار کے مزدور کا
اوسکے مو سے سر میں کیا یہ مانگ کی ہے روشنی / نور صبح سے ہے شق سینہ شبِ دیجور کا

نالہ جان سوز کو اپنے جو لکھا ہے یہ سا
واہ وا فرخ نیا مضمون باندھا دور کا

واعظا کرتا ہے کس سے ذکر شمعِ طور کا / ہے صنم نام خدا اپنا بھی پتلا نور کا
میں نہیں سنتا کسی کو آسمان پہ ہے دماغ / ناصحا عاشق ہوں جب سے اک بتِ مغرور کا
کرتے ہو ان ترک جیسے زاہدا ممکن نہیں / میں نہیں مشتاق جنت اور جمالِ حور کا
ناتوانی سے ہوئی ہے سانس لینی بھی محال / ہو گیا دشوار جینا اب ترے رنجور کا

صاحب دولت کی ہیں کیا کیا خوشامد مائیاں ہی
درد دل پوچھا کسی نے بھی نہ بمقدور کا

جھانکنے کو جلوۂ جانان کے اپنے سینہ میں
واہ کیا رخنہ بنا روزن پر اک ناسور کا

ہجو ساقی میں بقول استاد سودا آہ آہ
زخم نے دیکھا نہ میری منہہ کبھی انگور کا

کیا ساتھ کرے باد صبا خاک تمہارا
ہے برق بلا توسن چالاک تمہارا

پھر اونکو خیال اور بجز جور نہیں ہے
انداز جفا سیکھے ہیں افلاک تمہارا

از بہر خدا جلد خبر لیجیے صاحب
مرتا ہے کوئی عاشق غمناک تمہارا

اک دم میں ہلا ڈالے زمین اور زمان کو
جان دادہ جو مضطر ہو تہ خاک تمہارا

دل لیکے مکر جاتے ہو بوسہ نہیں دیتے
یاد کرے وعدے کا کوئی خاک تمہارا

حالت میں بری ہم ہیں گرفتار کہ تم ہو
ناصح میرا سینہ ہے کہ صد چاک تمہارا

اللہ سے محشر یاد کرینگے یہ رقیبو
کیوں رام ہوا ہے بت بیباک تمہارا

کیوں پرزے سے کئے جیب و گریبان کو اس نے
ہے گل ہی کہیں عاشق پوشاک تمہارا

مبتلا ہو کہ کیا خبط جنون سوجھا ہے فرخ
بے طرح گریبان ہے جو صد چاک تمہارا

معتذر نے سب سمجھے عاشق کیا کس شوخ قاتل کا
تماشا دیکھتا ہے شوق سے جو نیم بسمل کا

بلا سے کٹ گیا سر غم نہیں اسکا ہمیں اصلا
رہے باقی رہا احسان سر پر تیغ قاتل کا

لگے تارے بدلنے رنگ اپنا اس تماشا میں
نظر آیا ہے جب مضمون ہمارے یار کے تل کا

ملا دیکھے تو پہلے رو کے تابان آدھے ماہ و دن ہے
مقابل رو سے جانان ہو کہان منہہ ماہ کامل کا

سوال بوسہ لب پہ جواب تیغ دیتے ہو
ذرا سوچو تو کب دل توڑنا واجب ہے سائل کا

ہوئی بادہ پرستی مین کمال آخر ہماری عمر
بنا تا بعد مردن کا سبو ہے تو میری گِل کا

ابھی گھبرا گیا فرخ گذرنا جان سے باقی ہے
طریقِ عشق ہے آسان نہین قطعِ منازل کا

کچھ بھی حساب ہے ستم بے شمار کا
کافر خدا کا خوف نہ روزِ شمار کا

طفلی سے عشق ہے مجھے ابروی یار کا
تھا شیر دایہ مین مزا خنجر کی دہار کا

رکھ دیجیو آبِ دیدہ میری اے چشم اشکبار
درپیش ہے مقابلہ ابرِ بہار کا

غیرون کا کیا قصور رقیبون کی کیا خطا
ہے سب قصور اپنے دلِ بیقرار کا

ہرچند ڈہونڈا موت نے پایا نہ پر کہین
یہہ حال ضعف سے ہے میرے جسمِ زار کا

گل کو ہزار جان سے بلبل کرے نثار
اوٹھے نقاب رخ سے جو اوس گلعذار کا

سر کو اوٹھا کے پٹی سے پٹکا کیا ہون مین
کیا ماجرا سناؤن شبِ انتظار کا

اتنی سمائی خاک کو میرے بھلا کہان
کیونکر گذر ہوا تیرے دل مین غبار کا

ناکردہ کار زلفون مین بیچارہ پھنس گیا
سمجھین قصور آپ دلِ بیقرار کا

فرخ بھلا دیا بتان مین خدا کو بھی
کیا سمجھے خوف کچھ نہین روزِ شمار کا

دو جہان مین اوس صنم نے رخ سے گھونگٹ کر دیا
سب غرور یہہ حسینان دہر مین لپیٹ کر دیا

ایک بھی کہنا میرا تو نے نہ مانا ہے حیف
اور کہا غیرون نے جو کچھ تو وہ جھٹ کر دیا

جس نے آئینہ بنایا ہو گرفتارِ عذاب
حسن سے آگاہ کر کے اوس کو نٹ کھٹ کر دیا

واہ ری قدرت ملا ہے ایک کو فرشِ زمین
ایک کی قسمت مین سونے کا چھپرکھٹ کر دیا

روز مرتے ہین وہان دو چار مشتاقِ وصال
عاشقون نے کوچۂ جانان کو مرگھٹ کر دیا

اک نظر بھی دیکھنے پاے نہ قاتل کی طرف
قتل تیغ تیز نے کیون ایسے جھٹ پٹ کر دیا

اوس نے پھوڑا سنگ سے بھی ہمنے دل دلدار ایسے
ہمنے سر برہ کر دیا قیصر یا ذلے گھٹا کر دیا

رنگ بدلا کیون رقیب روسیہ کا جبکو دیکھہ
اے فلک الشان سے تونے اوسکو گرگٹ کر دیا

ہم نہ کہتے تھے کہ مرض عشق فرخ ہے برا
دیکھہ وہ بھی وصل مین تجکو کیسا چٹ پٹ کر دیا

ردیف باے موحدہ

دے جھپکی ہے زندگی کب کا جواب
نامہ بر اب تک نہ کچھہ لایا جواب

ہوگیا ثابت دہن معدوم ہے
مانگ کر بوسہ نہ جب پایا جواب

دل نہ قابو مین رہے تو کیا کرے
پوچھتا ہون ناصحا اسکا جواب

باغ مین اوسکے دہن کے روبرو
غنچۂ گل کو نہ کچھہ آیا جواب

ہے کمر کا سا تیری یہہ جسم زار
کون سی شے ہے نہین جسکا جواب

ہو گئے چپ سن کے وہ میرا سوال
کیا دیا ہے واہ در پردہ جواب

تجسے فرخ پوچھا گر روز حساب
یہہ بتا کمبخت کیا دیگا جواب

ہون غیر وصل یار سے دل شاد یا نصیب
اور ہون ہمارے واسطے بیداد یا نصیب

سو سو پیام غیرون کو آتے ہین آپکے
بھولے سے بھی نہ ہمکو کرو یاد یا نصیب

آنے کا وعدہ بھول گئے وہ تو غم نہین
کرتی نہین اجل بھی ہمین یاد یا نصیب

اکدم بھی دیکھنے نہ دیا اوسکو وقت قتل
تھا بسکہ تیز خنجر فولاد یا نصیب

یارب نہ کم تھی آفت قید قفس مجھے — نامہربان ہے تس پہ وہ صیاد یا نصیب

غیرون کو بوسہ لب لعلین سے ہو نصیب — ہمکو پڑے ہین بیر لب فریاد یا نصیب

قسمت مین تہا یہی ترے فرخ لکہا ہوا
پہلے ہی سے یہ پڑ گئی تہی افتاد یا نصیب

اوسکا مکھڑا ہے چاند سا کیا خوب — زلف شب گون کی ہے لٹ کیا خوب

اوس ہی پہنچ گیا وہ بت جیسے — جذب دل کا اثر ہوا کیا خوب

عوضِ بوسہ گالیان شاباش — سیکھے ہو تم نئی ادا کیا خوب

عمر بہر ساتھ مغبچون کے رہے — اب ہوئے آپ پارسا کیا خوب

ساقیا لا شتاب جام شراب — ٹہنڈی ٹہنڈی چلی ہوا کیا خوب

حال دل سنکے وہ بت کافر — سنکے کہتا ہے واہ وا کیا خوب

دام کرتا ہے بتون کو دل دیکر
سیکھا فرخ ہنر نیا کیا خوب

مت ستاؤ نہین بہلا صاحب — نہین بندہ کا کیا خدا صاحب

ایک بوسہ پہ گالیان لاکھون — دل مین تو سوچئے ذرا صاحب

کیجیے کیا گلہ رقیبون کا — اپنی تقدیر کا لکہا صاحب

حالِ غم سنکے سنکے کہتے ہین — ہان ذرا پہر کے کیا کہا صاحب

غیر جانے ہی دو ہے کیا تکرار — تم ہی اچھے ہو مین برا صاحب

لیکے دل قصد جان کرتے ہو — آپکا ہے یہ حوصلہ صاحب

دل دیا تمکو کی خطا مینے — کہو جو کچھ وہ ہے بجا صاحب

سر تسلیم خم ہے بیان تہہ تیغ
آ گئے ہو اگر غضب صاحب

بات کیا ہے وہ مدعا کیا ہے
کس لئے ہو گئے خفا صاحب

ذوق سے قتل کیجیے کا مجھے
ہان یہہ ہی ہے میری سزا صاحب

کیا کیا مینے کیون بگڑتے ہو
کچھہ بیان کیجیے ماجرا صاحب

جسکو لی جائے وہ سہاگن ہے
غیر ایسے ہین مین برا صاحب

دوستی سے کسے ڈراتے ہو
تم نہین ہو میرے خدا صاحب

لہو کے دل تمنے پایا کیا فرخ
مین کہتا تہا بار ہا صاحب

درد دل سے یہہ حال ہے صاحب
زندگی اب وبال ہے صاحب

دل کا دینا نہین ہے ناصح
جان دینی کمال ہے صاحب

خط کے آنے سے ہوگیا اندہیر
حسن کو اب زوال ہے صاحب

دور سے گالیان سناتے ہو
یہہ کوئی بول چال ہے صاحب

دل عشاق صید کرتی ہے
زلف ہے یا کہ جال ہے صاحب

زلف ناگن کو دام کون کہے
لام لفظ جمال ہے صاحب

جان دیدین تمہارے قدمون پہ
رات دن یہہ خیال ہے صاحب

چہوڑ دو اب ہی کہتا ہون فرخ
عشق کار محال ہے صاحب

جور و ستم اٹھانے مین یہہ طاقت کہان ہمین
بیطاقتی سے ناز بتان بہی گران ہے اب

اک دل تہا اپنے پاس سو وہ بہی نہین رہا
ورنہ ہمارے ہفت مین کیون آسمان ہے اب

ہم کوئے یار چھوڑتے ہیں زاہدا کہیں
دوزخ سے زیادہ نظر میں باغ جنان ہے اب

کس سے کرون میں گردش ایام کا گلہ
جو مہربان تھا اپنا سو نامہربان ہے اب

دیکھیں تو کیسے کھینچ کے لاتا ہے شوخ کو
اے جذبۂ دل اثر کا تیرے امتحان ہے اب

راتون کو چین سے کوئی سوتا نہیں ہے شب
نالون سے اپنے عام یہ شور و فغان ہے اب

کیا کیا ملے ہیں خاک میں ذیشان دودۂ کرم
باقی کسی کا کچھ بھی نہ نام و نشان ہے اب

اتنا کوئی یہ چپکے سے اوس سے جا کہے
بیمار درد ہجر ترا نیم جان ہے اب

جاتے رہے بہ ہجر فرح اک دل گیا گیا
کیون مبتلائے رنج ہی کا زیان ہے اب

ردیف باے فارسی

کس کے سایہ کا ہوا ہم پہ اثر ایسے آپ
ہوش آتا نہیں کیون دو دو پہر ایسے آپ

ہان ذرا جذبۂ دل کچھ تو اثر دکھلا دے
آئیں وہ شوق سے دوڑے ہوئے میرے گھر ایسے آپ

او مسیحا ترے بیمار کا حافظ ہے خدا
آج کس طرح اوٹھا درد جگر ایسے آپ

ہاتھ کیا آ گیا تیرے شب ہجران بتلا
تنگ سے جان سے یہ شوریدہ سر ایسے آپ

رغبت عشق نہیں جان کے خواہان فرح
شوق سے ڈھونڈتے ہیں عشاق مگر ایسے آپ

کہتے ہیں میرے ہی قتل کا کچھ خوف و خطر آپ
کیا ہو گا قیامت میں اگر جائیں مکر آپ

کہتے ہو کہ باندھی ہے کمر قتل پہ تیرے
کیا باندھی ہے دکھلایئے پہلو تو کمر آپ

بیمار تپ ہجر ہیں دن رات پڑے ہیں
اے رشک مسیح آئیں عیادت کو اگر آپ

اوس وقت ستاتا میرا معلوم صاحب ۔ میری طرح دل دیکھے ہون مفتون اگر آپ
کیا جانتے تھے لوگ میرا سوز نہانی ۔ طوفان اوٹھاتے ہین میرے دیدہ تر آپ
آتے نہین بہانے سے غیرونکی میرے پاس ۔ دکھلائیگا جذب محبت کا اثر آپ

فرخ نہین معلوم نہین لگ گیا کیا روگ
سینہ مین سلگتا ہے جگر دود ہو آپ

شیدا ہے یار ہوکے دل ناصبور آپ ۔ بیٹھے بٹھائے تونے اوٹھایا فتور آپ
نادم ہے تیرے رخ سے تجلی طور آپ ۔ وہ ایک روشنی تھی سراپا مین نور آپ
پہچان جائین غیر برے ہین کہ ہم برے ۔ منصف اگر ہون دل مین ذرا بھی حضور آپ
عاشق ہون جن نہین جو چھپ جاونگا نہین ۔ رہتے ہین کسلئے میرے پہچان دور دور آپ
دکھلا دیا جو آئینہ مین تماشا دوسرا ۔ جاتا رہیگا آپکا سارا غرور آپ
بوسہ کے بدلے گالیان ٹک دلمین سوچئے ۔ فرمایئے کہ کسکا ہے پہلے قصور آپ

دینے کو دل تو دیدیا اوس شوخ کو ولے
پچھتائیگا حضرت فرخ ضرور آپ

نہ زیادہ بس مجھے ترسائیے آپ ۔ ہنسنکے ٹک ذرا دکھلایئے آپ
سر بھی موجود ہے جان بھی حاضر ۔ جو کچھہ ارشاد ہو فرمایئے آپ
دم کوئی دم کا ہے مہمان اپنا ۔ مہربان وقت ہے گر آئیے آپ
حضرت ناصح نہ دل سمجھیگا ۔ چاہین جس طرح سے سمجھایئے آپ
ڈال دیجیے رخ روشن پہ نقاب ۔ مہر رخشان کو نہ شرمایئے آپ
سسکے لیتا ہے میرا درد فراق ۔ کوئی دن اور بھی غم کھایئے آپ

لب سے شہد ٹپکتے ہین جان آپکا ہم — بوسہ دینا ہے تو دلوائیے آپ

ہوویگا یہان ہونا ہے جو کچھہ — ذوق سے جانا ہے گر جائیے آپ

نہ رہیگا یہہ زمانہ یکسان — کیجیئے شکر نہ گھبرائیے آپ

درپئے قتل ہو کیون فرخ کے
کہین ایسا نہ ہو پچھتائیے آپ

ردیف تاے مثناۃ

تجھہ بن یہہ دل نے دھوم مچائی تمام رات — پھرون ہی جان تن مین نہ آئی تمام رات

تمام فراق ہاتھہ سے تیرے دل حزین — دیتا رہا خدا کی دوہائی تمام رات

ہم بوسہ مانگتے تھے وہ دیتے نہ تھے ہمین — تکرار یہہ رہی کہ گنوائی تمام رات

خنجر گلے پہ پھیرتے یا زہر کہاتے — تجھہ بن نہ دل مین کیا کیا سمائی تمام رات

غدر و جفا کے شکوہ شکایت کہان تلک — اب باتین کیجیے صلح کی آئی تمام رات

وہ ڈرکے سے روز ہجر کے میری شب وصال — اوڑتی رہی ہین منہہ پہ ہوائی تمام رات

نالہ کیا کبھی کبھی اختر شماریان — القصہ یون ہی نیند نہ آئی تمام رات

فرخ تو کیسی نیند مین سویا ہے بیخبر
افسوس تو نے مفت گنوائی تمام رات

رہی تجھہ بن یہہ بیقراری رات — زندگی ہو گئی تھی بھاری رات

دل کے داغون کا جب حساب کیا — تارے گنتا رہا ہون ساری رات

ہم بغل ہو کے سوئین یار کے ساتھہ — ایسی دکھلا فلک ہماری رات

شب نہ آسے تو صبح کہنے لگے
ق کس طرح کٹ گئی تمہاری رات

عرض کی سینے دل ہی جانے ہے
گذری جس طرح سے ہماری رات

غم و رنج و تعب نے لطف کیا
حال محزون پہ بھاری بھاری رات

ماہ پر تھا حباب کا وہو کا
اسقدر کی تھی اشکباری رات

شکوے کہنے لگے کہ جھوٹ ہے سب
یون گذاری تو کیا گذاری رات

غم فرقت مین جان دیتے تھے
گو سے کرتی تھی تمکناری رات

ایک مونس ہی تھی فرقت مین
جان فرخ ہی لو سدھاری رات

کل جو ہم تجھکو ہوے چھوڑکے گریان رخصت
روح قالب سے ہوئی آج میری جان رخصت

ایک کر دیگا تو چرخ و زمین کو دم مین
دو دن اگر تجھکو ذرا نالہ سوزان رخصت

عمر بھر رنج و مصیبت سے اوٹھائی ہم نے
عیش و عشرت کی بھی دی گردش دوران رخصت

یاد آئینگی تیری ہمکو فنا مین کیا کیا
لے ہوے دنیا سے ہم اے شب ہجران رخصت

زیادہ ہوتی ہے شام تجلی ہے کی
خط سے کیون ہوگیا حسن رخ جانان رخصت

نکہت گل سے دماغ اوسکا پریشان نہو
نار کی دیتی نہین تا بہ گلستان رخصت

رفت کا شور یہہ کیون تو نے مچایا ناصح
چل لیے چل دور ہو شیطان اے نادان رخصت

توشہ راہ لیا تونے نہ فرخ کچھ بھی
حیف دنیا سے ہوی بے سر و سامان رخصت

سیلاب کا شکوہ کہین طوفان کی شکایت
ہر مو سے ہے میرے دیدۂ گریان کی شکایت

تو اسنے ہی بل پیچ زنار اگیا نادان
ایدل ہے جنبش کاکل پیچان کی شکایت

تیغ ہی سے مجھے دیکھئے جلاوہ نہ ہم قتل
باقی ہے یہی خنجر بُرّان کی شکایت

سنگ سے پڑا سینہ میں دل تنگ ہی چھپکے
کس سے میں کرون سوزش پنہان کی شکایت

ہنستی ہی نہیں اسکی چھری پارہ سے سینے
برسات کو ہے وحشت گریبان کی شکایت

ہم سنگ ہوئے خاک وہ لے بار نہ پایا
محشر میں کرینگے تیرے دربان کی شکایت

کریون نہ گلا ہے مجھے قدر کا ہے شکوہ
ہے مجھکو فقط اس دل نادان کی شکایت

کیون آپ بُرا مانتے ہین میرے گلے سے
انسان کیا کرتے ہین انسان کی شکایت

جو بن پہ ہے تیری نہ کیا کرتے ہین فصیح
بیجا ہے تجھے تپش ہجران کی شکایت

ہے نہیں حسرت کہ ارمان ہے دشمنان رو دوست
تاب کیا دیکھو بہار ہر لحظہ الم ہوئے دوست

ابر میں خلد میں کیونکر لگیگا اپنا دل
ہو سکے تو ٹکا دو ہونگا کیونکر ہو بیکو دوست

اور کچھ اسکے سوا اپنی تمنا ہی نہیں
رات دن پیش نظر ہو اپنے یار پیارے دوست

لطف تھی سیدا ہو اسقدر کیا بات تھا
اے رقیب روسیہ تو لے گا کیسی ہی دوست

وائے ناکامی کہ وقت قتل خنجر تیز تھا
دیکھنے پائے نہ پھر اک نظر ہی ہوئے دوست

تاب رفتن ناتوانی نے نہ چھوڑی پاؤں
اے صبا جلد اٹھو ہی وکیلا لاکو یہ دوست

اسے ملتا نہیں فصیح کہیں اپنا علاج
کاش ہیچ رنج ہو اپنا روانہ ہوئے دوست

جو آسمان کی پوچھون ہے زمین کی بات
اٹھو کہی یار وہ ہے اوس شوخ ہمنشین کی بات

صریح وکیہ مرا ہے وے جو میں پوچھون
ڈال دیتے ہیں کیا کہ تی کسی حسین کی بات

ہزار بار مزاج رقیب پوچھتے ہو
کبھی نہ آپ نے پوچھی دل حزین کی بات

ابہی مفت مین دشمن ہوا فلک اپنا
مین اب تلک تو کوئی اس سی بھی نہین کی بات

پرائے نام کو اپنا سبک کہدا تا ہے
پسند ہمکو ہی فرخ یہ بس کہین کی بات

دل لیتا ہے پہلو مین میری جان کہ ہٹ
یارب کہین محبوب بلا ہو سے یہ نٹ کھٹ

جس طرح ملاتے ہین سے شہد مین پانی
ہم خون جگر آنسوؤن مین کرتے ہین غٹ پٹ

پانی سکے لئے دوڑتے ہین آگ لگا کر
اللہ رے کیا طفل سرشک اپنے ہین نٹ کھٹ

کیونکر نہ بھلا رشک سے دم اپنا فنا ہو
رہتی ہے سدا غیرون سے اوس شوخ کی سٹ پٹ

اے ابر ذرا دیکھ تو اشکون کا میرے تار
کیا نام خدا موتی برستے ہین یہ پٹ پٹ

آیا نہ عیادت کو میرے رشک مسیحا
آ موت کہین تو ہی خدا کے لئے جھٹ پٹ

کس طرح نہ گردش ہو بھلا اوسکو شب و روز
رہتی ہے سدا آہ میری چرخ سے کھٹ پٹ

مرنا ہے تو پہر ڈرنا ہی کیا آئیگا جب دم
قاتل کو لگا لیوینگے ہم چھاتی سے جھٹ پٹ

فرخ تمہین کیا ہو گیا کچھ منہ سے تو بولو
دل دیتے ہی دو روز مین کیا ہو گئے چپ چاپ

پہونچی کب اوسکو خنجر و تیر و تبر کی چوٹ
اے دل بری ہے یار کی ترچھی نظر کی چوٹ

کچھ درد سا کلیجے مین اوٹھتا ہی بار بار
بتلاؤن اور تجھکو مین نادان کدہر کی چوٹ

سوزش فزون ہے داغون کی سینہ مین چارہ گر
ہم آپ سینک لیوینگے اپنی جگر کی چوٹ

وہ بات کر کہ شاد ہو دل ورنہ ناصحا
پتھر سے بھی سوا ہے کلام بشر کی چوٹ

اوڑ جائینگے دہوئین تیرے آدم مین دیکھنا
کب سہ سکیگا چرخ تو آہ جگر کی چوٹ

فصل بہار آئی ہے پھر کچھ کسک سی ہے
لا ساقیا شراب کہ سینکین جگر کی چوٹ

پوچھا نہ اکدن بھی بتِ سنگدل نے آہ
فرخ بتا کہ دکھتی ہے تیری کدہر کی چوٹ

ردیف ثائے مثلثہ

ہائے ہمسے ہو گئی رخصت دل و جان الغیاث
سخت دشمن ہو گیا ہے چرخ گردان الغیاث

زلف شیدہ کی محبت مین دیا اسلام چھوڑ
کیا ہی پچھتاتے ہین کھو کر دین و ایمان الغیاث

جان و دل سب پھنک چکے اب ضبط کا یارا نہین
جل گیا سینہ میرا ہی سوز پنہان الغیاث

بس کر اے بہرِ خدا غل کر رہے ہین چرخ پر
حاملانِ عرش اب تو آہِ سوزان الغیاث

نام کو فرخ ہے لیکن تنگ ہون جینے سے مین
دم لبون پر ہے مری آ شامِ ہجران الغیاث

ہر دم کی آہ و زاری دل زار ہے عبث
بہتا ہمیشہ چشم گہربار ہے عبث

اک بوسہ دہن پہ شش و پنج اسقدر
اے جان ہیچ چیز پہ تکرار ہے عبث

پھر کیا کرو جو دیکھین تصور سے ہم تمہین
ہمسے حجاب آپکو اے یار ہے عبث

افشائے عشق سب نہین ہین ہر ایک سے
اس درد دل کا عام سے تکرار ہے عبث

جیتا رہا ہون ہجر مین ہو نہین وہ سخت جان
گردون تو میرے درپئے آزار ہے عبث

قسمت کی نارسائی کسی کا قصور کیا
گلۂ رقیب و طعنۂ اغیار ہے عبث

صیاد سے ہو محبت سے بیخبر
ناحق کا شور بلبل گلزار ہے عبث

حاضر مین سر کے دینے مین گر شوقِ قتل ہے
جب دل دیا تو جان سے انکار ہے عبث

بھولے سے بھی نہ تیری عیادت کو آئینگے

فیض تو جس کے واسطے بیمار ہے عبث

ہو کیا یار خفا کس باعث
اے دل زار ہے تا کیا باعث

کوئی تقصیر تو بتلا سیری
کیوں ہوئے ہیں مجھ سے خفا کیا باعث

چشم تر سے کیا سو بچی ہے
پھر ہے طوفان اوٹھا کیا باعث

اضطرا اتنا ہے تا دست طبیب کو
دل لینے کی مجھے دغا کیا باعث

جسنے دل اپنا دیا تجھکو
درد دل تو نے دیا کیا باعث

کیا ڈبو تیکی جب اپنی اے چشم
ہو نہ سکے کا ہے تا کیا باعث

فیض تنہا [illegible] دل [illegible]
آج پھر درد اوٹھا کیا باعث

بادہ گلرنگ پینا [illegible]
تجھ بن ہے [illegible] پینا ہے عبث

آج فصل بہاری ہے تو پیا
پاک پیراہن کا سینا ہے عبث

گر نہیں آتا عیادت کو وہ شوخ
چارہ گر پھر جینا ہے عبث

یا حبیب نظروں سے پوشیدہ رہا
وا غلط پھر چشم بینا ہے عبث

سمجھو تو سمجھی تھی واجب [illegible]
آپ سے دل مجھے چھینا ہے عبث

ایک دل تھا پاس اپنے سو گیا نہ
کوچک اب تیرا کینہ ہے عبث

الفت خوبان سن اے فیض نہیں
خواہ دل ہر وقت پینا ہے عبث

ردیف جیم

خالق نے جہاں میں خلق کو طوفان سے بچا آج
سلامت [illegible] ہر [illegible] آج

مجھکو مریض عشق کی کچھ بھی خبر ہے آج
عیسی بھی اوسکے بالین پہ کچھ نوحہ گر ہے آج

مہمان ہین کوئی دم کے تو اران نکال ل چک
شام فراق صبح تک اپنا سفر ہے آج

ڈرتا ہون جان جائے نہ اپنی کہین نکل
کچھ بے طرح سے درد جگر بیشتر ہے آج

کس بیگنہ کی قتل کا سامان ہے سنگدل
خنجر یہہ کس کے واسطے زیب کمر ہے آج

یہ ہو ہو ہوچکا سنینگے یہہ قصہ روز کا
قاتل کی تیغ تیز ہے اور اپنا سر ہے آج

اے حاملان عرش سنبھلنے کا وقت ہی
بالائے بام کوٹھے پہ وہ جلوہ گر ہے آج

کل تک پتا ملیگا نہ تیرا فلک کہین
مت جانیو کہ نالہ میرا بے اثر ہے آج

کہا لینگے زہر تہوڑا منگا کے ضرور ہم
قصہ شب طویل کا بس مختصر ہے آج

رہتا تہا یا تصور جانان کا یہہ مقام
یا رنج و غم نے دل مین کیا اپنا گھر ہے آج

بیٹھے بٹھائے حضرت فرخ یہہ کیا ہوا
کیون آہ سرد لب پہ ہوا اور چشم تر ہے آج

جور و ستم کا بدلہ ہے چرخ کہن سے آج
ٹھیرا ہے وعدہ وصل اوس گلبدن سے آج

سونچ سمجھکر یہ وہ ہوا ہے مقابلہ
اس آہ شعلہ بار کا چرخ کہن سے آج

دیکھینگے کیا تماشا بت سرو سے ہم قدم
دکھلا کے ہاتھ پوچھینگے یہہ برہمن سے آج

وعدہ پہ اوسکے کہینچے ہین کیا رنج انتظار
اے دل ضرور بگڑے گی پیمان شکن سے آج

اے بیکسی تو ہمکو اکیلا نہ چھوڑنا
رخصت ہوئے ہین اپنے ہم اہل وطن سے آج

خنجر یہہ دیکہی ہے قاتل کے ہاتھ مین
باہر ہین شوق قتل مین ہم پیرہن سے آج

فریاد سے نہ شور نہ نالہ ہے سنگدل
ناحق اوٹھاتے ہین مجھے کیون انجمن سے آج

ہوا دعاے ہمسری کیا کیا نہ باغ مین
غنچہ کو ہم ملائینگے تیری دہن سے آج

فرخ علیل طبع تپ عشق سے ہے ملن
شعلہ سے کیون نکلتے ہین تیرے بدن سے آج

ہوتی ہے جیسے ماہ کو اختر کی احتیاج
ہے اوس جبین نور کو جوہر کی احتیاج

گہنے سے چاند ہوتا ہے معیوب و بدنما
جو ہے حسین نہین اوسے زیور کی احتیاج

دیکھا جدہر کو قتل کیا دم کے دم اوسے
ابروان آپکو نہین خنجر کی احتیاج

ساقی لگالون مونہہ سے اوٹہا کے خم شراب
کم ظرف مین نہین جو ہو ساغر کی احتیاج

گہبرا گیا ہون خانۂ زنجیر دیکھکر
جوش جنون مین کب ہے مجھے گہر کی احتیاج

کیونکر نکالین سینہ سے داغون کے ہم درم
وہ کون ہے کہ جسکو نہین زر کی احتیاج

دیوے خدا خدائی بہی لیوین نہ ہم وسے
ہے ایک ہمکو کوچۂ دلبر کی احتیاج

گرد ملال کافی ہے رکنے کیواسطے
دل مین نہین ہے سد سکندر کی احتیاج

نام نکوئی اونکا ہے فرخ سدا بلند
کرتے ہین رفع جو کہ برادر کی احتیاج

ردیف جیم فارسی

خورشید قیامت ہے مرے داغ سے گہ ہیچ
محشر کا ترے چال سے ہے خوف و خطر ہیچ

کس خوبی پہ اتراتی ہو مبتلا و تو صاحب
کیا بات ہے خوبی کی دہن ہیچ کمر ہیچ

کیون سر بہ عبث اپنے اوٹہاتی ہے فلک کو
بس دیکھ لیا ہمنے ترا آہ اثر ہیچ

کیا لیگی ڈبو کر تو بہلا وار فنا کو
مشہور ہے یہ آپ ہی اے دیدۂ تر ہیچ

دیکھو تو سہی اوس رخ روشن کے مقابل
کیا ہوتی ہے معلوم بڑی روے قمر ہیچ

فرخ نہیں جہان دل کا لگانا ہیں زیب
اس ہستی کو کہتے ہیں سبھی اہل خرد ہیچ

ردیف حائے حطی

کچھ مضطرب ہے آج دلِ زار بے طرح
آتی ہے لب پہ آہ شرربار بے طرح

کرتی ہے سوت یاد وہ یا کہ گور جو
لیتا ہے ہچکیاں تیرا بیمار بے طرح

خالق بچائے خلق کو اوٹھا ہے ابکی پھر
سیلاب اشک چشم گہربار بے طرح

کس بیگنہ کی قتل کا ہے عزم جانِ جان
زیبِ کمر ہے آج جو تلوار بے طرح

لب آشنائے خندہ نہیں ہوتی خوف سے
پیچھے پڑا ہے چرخِ ستمگار بے طرح

کیونکر بچے گی جان الٰہی کہ دور سے
کرتی ہے وار ابروئے خمدار بے طرح

چھپتی ہے بزمِ غیر کی بادہ کشی کہیں
ہیں چشم مست آپکی سرشار بے طرح

گر ہو خدا ہی گور گوارا ہے اے اجل
لیکن بلا سے جان ہے شب تار بے طرح

آتی ہے کیا ہی اوس دہنِ تنگ کے حضور
بو تیرے مونہہ سے غنچہ گلزار بے طرح

کرتا عتبار عرض کا اپنے ہوئے اگر
بہکانے والے آپکے اغیار بے طرح

جان بر ہوا نہ کوئی بھی فرخ مریضِ عشق
ہے دشمنِ حیات یہ آزار بے طرح

ردیف خائے معجمہ

جیسے لب لعلیں ہیں ترے غنچہ دہن سرخ
ہوتے ہیں کہاں ایسے بھلا لعلِ یمن سرخ

جان دادہ سی دست حنائی کا ہون یارب
ہو لحد فا بہرستان اپنا کفن سرخ

خون سر پہ چڑہا اوسکے شہیدان ستم کا
کیا رنگ شفق سے ہے ولا چرخ کہن سرخ

کلدہ تیری الفت مین یہہ گل کہائی ہین ہمنے
ہے کثرت داغون سے یہان سارا بدن سرخ

کب سرخی گلہائے چمن ہوتی ہی ایسی
ہے آتش فریاد سے بلبل کے چمن سرخ

جسطرح کہ فانوس مین ہو شمع روشن
یون داغ دل اپنے ہین عیان زیر کفن سرخ

فرخ نہین معلوم ہوا کیسے چلے ہہر
کیون رنگ یہہ لائے ہین ترے زخم کہن سرخ

ردیف دال مہملہ

آتی آتی ہجر مین رستہ مین سو جاتی ہی نیند
اے صنم تجہسے زیادہ مجہکو ترسالی ہی نیند

خواب راحت کے عوض آنکہون مین دم آیا میرا
اے پری رو کیا یہہ ہے فرقت مین کہلاتی ہی نیند

یاد قامت مین نہین لگتی پلک سے کیون پلک
یون تو کہتے ہین کہ سولی پر بہی آجاتی ہی نیند

وصل مین آکر اتا ترسایا تہا تو نے اسی
فرقت دلدار ہو اب ہمکو ترساتی ہے نیند

موت کا آنا تو مشکل ہے شب فرقت مین آہ
خفتگی بخت برگشتہ سے پہر جاتی ہے نیند

وصل مین کس شوق سے آنکہون مین جا دی تہی ہم
کیون خدایا ہجر مین اب ہمسے شرماتی ہی نیند

سیکہی ہین شرم و حجاب یار کی انداز کیا
آتے ہی بس آنکہ کے پردہ مین چہپ جاتی ہی نیند

آنکہین پتہرائی ہین وعدہ پہ تیرے غفلت شعار
تو نہ آیا تہا ظالم او نہ اب آتی ہے نیند

دیدہ بیدار چاہین کیونکہ مشتاق وصال
سو طرح کے تار سے شب افسانہ کہاتی ہے نیند

ہجر مین سونے نہین دیتا یہہ درد دل مجہے
اے صنم فرقت مین کس کا ذکر اب بہاتی ہی نیند

لب پہ سوز جگر انکھون مین ہو آتش اشک گرم
صورت سیماب بنکر صاف اوڑ جاتی ہے نیند

ہوسکے فرخ دل تمہین سے خواب راحت کی طلب
جسکا کچھہ کھو گیا ہو اوسکو کب آتی ہے نیند

بہول جاؤگے یہہ سب جور و جفا میرے بعد
کس پہ بیداد و ستم ہونگے بہلا میرے بعد

قتل کیون کرتے ہو پچہتاؤگے دیکھو اے جان
کسکو دکہلاؤگے پہر ناز و ادا میرے بعد

ای شب ہجر غنیمت ہی سمجھہ دم اپنا
پہر ستائیگی بہلا کسکو سدا میرے بعد

مرگیا مین تو ہوئی چین سے خلقت آباد
چشم تر کوئی نہ طوفان اوٹہا میرے بعد

کوہ دل دادہ رخ یار ندیدہ سے یہہ
میری تربت پہ لکہا تہا یہہ پتا میرے بعد

ابتو کچھہ قدر نہین کرتے ہو صاحب لیکن
یاد آئیگی تمہین میری وفا میرے بعد

انتظاری مین مری جان لبون پر آئی
اب نہین آتے ہو تم آؤگے کیا میرے بعد

جیتے جی بہول گئے اپنے شفیق و مونس
یاد لائیگا تجہے کون دلا میرے بعد

اپنی تقدیر مین لکہا تہا یہہ فرخ سب کچھہ
مرض عشق کسیکو نہ ہوا میرے بعد

نہ جبکہ آپ سنین اپنے مہربان فریاد
تمہین کہو کہ کہین جاکے پہر کہان فریاد

عبث اوٹہایا ہے نالون سے سر گلشن کو
سنے ہے کون تیری مرغ بوستان فریاد

مین تنگ آیا ہون جینے سے تیرے ہاتہون سے
بروز حشر مچاؤنگا آسمان فریاد

ہوا ہے ضعف سے یہہ حال تیری فرقت مین
کہ سینہ سے نہین آتی ہے تا زبان فریاد

پہنچا اسکو اثر تک ہوا ہے کالے کوس
ہوئی ہے ضعف سے از بسکہ ناتوان فریاد

ہوا ہو سانس بہی لینا جسے صنم دشوار
تو لاسکے خاک زبان تک وہ نیم

بنایا اس دل محزون کو اس نے گو شاید
نہان ہے سینہ میں میرے جو ہر زمان فریاد

ہوا اپنا سوز دل اندر سے جو تحریر
زبان خامہ سے نکلے ہے الامان فریاد

یقین ہے سوز جگر سے زبان پہ لائے
عوض صریر میرا خامہ دو زبان فریاد

تیرا ٹھکانا ہے گا نہ لامکان تک پہنچ
کبھی جو ہو سکے آئی ہی تا زبان فریاد

ستم ہے یار کے نالان نہیں ہو کر فرخ
زبان پہ آئی ہے کیون ہر گہڑی فغان فریاد

چاک کرنے کو جنون پیرہن آتا ہے یاد
جوش وحشت پہر وہی دیوانہ پن آتا ہے یاد

وصل میں بہی اس سے [illegible]
شادمان خاطر کہان رنج و محن آتا ہے یاد

[illegible]
جوش وحشت مین بہلا کسکو وطن آتا ہے یاد

ذوق ہے ظالم [illegible]
بعد مردن بہی ہمین چرخ کہن آتا ہے یاد

[illegible]
آہ پیکر آب شیرین کوہکن آتا ہے یاد

[illegible]
غنچہ گل دیکہ کر غنچہ دہن آتا ہے یاد

چاندنی سے کیا خوشی [illegible]
چادر مہتاب سے ہمکو کفن آتا ہے یاد

دیکہہ ہوتے مین [illegible] ماہ نو
تیغ ابرو [illegible] بانکپن آتا ہے یاد

ہاتہ [illegible] دیوان ناسخ واہ واہ
ہے کیا فرخ ترا ہمکو سخن آتا ہے یاد

ردیف ذال منقوطہ

ہے عبث [illegible] کبھی پرچہ نہ دلبر کا کاغذ
سچ کہو کیا نہ ہوا ان کو میسر کا کاغذ

اپنی بیتابی دل کا میں لکھوں حال اگر
لوٹے جون طائر بسمل ابھی مضطر کاغذ

ضعف سے جسم میں یون ہڈیان ظاہر ہین پہر
جسطرح ہوتا ہے منقوش بہ مسطر کاغذ

ہمدمو خاک لکھوں شورش دل کا احوال
سوز دل سے مرے جل اوٹھتا اگر کاغذ

ہو گیا دیدۂ تر کا کہ تب ہے نامہ کا
آنکھہ سے ٹکنے نہ لگا نے دیا دم بہر کا کاغذ

دم تحریر یہ اللہ رے ملاقاتانکا شوق
کسطرح شوق مین اوڑتا ہے ہوا پر کاغذ

دہوم ہے خلق مین سب اوگری کی تیرے
بیوفائی کے تیری پوچہے ہین گہر گہر کاغذ

غیر چٹکی مین اوڑاتے ہین اوسے واہ نصیبا
لیگیا شوق کا اپنے جو کبوتر کاغذ

کیا پڑا ہے خدا جانے رقیبون نے اوسی
چاک کرتا ہے مرا دوست یہ پڑھکر کاغذ

نیک و بد کا ہے مقدر کی نوشتہ پہ مدار
ہم نے دیکہا ہے فرخ دم تحریر کاغذ

ردیف راے مہملہ

شمس و قمر فدا ہین ترے رخسار پر
اللہ رے آج کل ہے یہ جوبن بہار پر

دل لیتے ہی مگر تیرے ہوا ہین یون خفا
دل انکو کوئی دیوے تو کس اعتبار پر

اللہ رے ضعف نظرون سے غائب ہون یار
تہمت کا ہے گمان مرے جسم زار پر

جو رو جفا تو آپکے سب کچھ ہے مگر
نظر کرم بھی چاہئے کچھ خاکسار پر

سب کچھ بجا ہے حضرت ناصح مگر نہ باب
چلتا ہے کسکا قابو دل بیقرار پر

اللہ رے نازکی نہین اوٹھ سکتا ہے قدم
رنگ حنا کا بار ہے پاے نگار پر

مرنے کے بعد اپنی وصیت ہے دوستو
لکھوانا تم یہ شعر ہماری مزار پر

ناداں ہیں وہ جو دار فنا میں لگائیں دل
کیا اعتبار ہستیِ ناپائیدار کا

طوطی حسن عازم پرواز ہے مگر
پایا ہے سبزہ نکلا ہے رخسار یار پر

ہمکو جلایا غیروں نے مرنے کے بعد بھی
لاتے ہیں اونکو ساتھ ہماری مزار پر

فرخ ہوا سے سرد ہے آہوں کی بعد مرگ
جلتا نہیں چراغ ہماری مزار پر

تیغ کیوں کھینچے ہو آگ بگولا ہو کر
کام جلاد کا کرتے ہو مسیحا ہو کر

دل پہ ہوتا ہے کہیں ناصح مشفق قابو
کیسے ناداں ہے چاہتے ہو دانا ہو کر

اللہ اللہ رے میری آہ رسا کی تاثیر
رہگیا عالم بالا تہ و بالا ہو کر

دل وہیں مفت گئے کچھ نہ لگا ہاتھ اپنے
ہائے پچھتاتے ہیں کیا آپکے شیدا ہو کر

گرمی داغ سے جوں جام سبا و اشیرا
جل اوٹھے رہ ہم کافور فتیلا ہو کر

اٹھو بیٹھے ہی سپر اپنا کیا ہے سینہ
دل میں جو آرزو ہے وہ خود آرا ہو کر

بزم رنداں میں جو بھولے سے کبھی جا بیٹھے
شیخ جیو رقص کریں آپ جھمورا ہو کر

گرمی عشق کی دہکی ہے جگر میں آتش
دل بیتاب جو تھا اوڑ گیا پارہ ہو کر

یوں تو نابود ہی تھا فرخ
کونسا کام کیا آپ نے پیدا ہو کر

نہیں شکوہ جفا کر یا وفا کر
صنم راضی ہیں جو تیری رضا کر

جو یوں چاہا قتل کو خنجر اوٹھا کر
کیا تسلیم ہمنے سر جھکا کر

یہ مشت خاک اوس کوچہ میں پہنچا
خدارا ہمپہ احسان یہ صبا کر

ہماری دیکھ کر یہ حال مضطر
گری بجلی فلک سے تلملا کر

چرا کر نقد دل میرا ستمگر
چلا ہے اب کہاں مونہہ کو چھپا کر

غریق بحر غم عالم نہ اے چشم
نہ رو کر اسطرح طوفان بپا کیا

اوٹھایا تیغ فتنہ بیٹھے بیٹھے
یہ غیرون کی نقل بیٹھا کیا

نکالے گا تیرا بل آمد خط
کوئی دن پیچ تو زلف دوتا کیا

چڑہائی مین بجاے گل ہی تیوری
ہماری قبر پہ ظالم نے آ کیا

قرار و صبر و دل ہوش و خرد ہم
ہوس نے لے خانمان سب کچھ لٹا کیا

اوڑا مت تو یہ مشت خاک اپنے
نہ برباد ہی میری باد صبا کیا

کیا طرفہ تماشا شمع رو نے
پتنگ و شمع کو باہم لڑا کیا

غضب ہوتا ہے مرض عشق فرخ
دوا کرتا ہی او نادان دوا کیا

نہین ہے خال یہ اے جان تمہارے روی انور پر
[illegible] کیا ہے [illegible] اہ [illegible] پر

نہین ہے نقطۂ خال سیہ روی خط پہ
ہوا ہے نقطۂ قرآن واہ کیا نازل [illegible] پر

ازل سے اضطراب دل میری قسمت مین لکھا تھا
نہین تھا چین طفلی مین بھی گہوارۂ [illegible] مادر پر

خدا کے واسطے قاتل بجھا دے تشنگی میری
[illegible] آیا ہون تیری [illegible] پر

ہوے ہین بار [illegible] اور عدم ایسے کمر [illegible]
گمان تیری کمر کا ہے [illegible]

خط [illegible] اب جان [illegible] نہین [illegible]
[illegible] مین [illegible]

تصور مین [illegible] دندان کے روتے روتے [illegible]
ہوا ہی [illegible] انکھون کو [illegible]

[illegible] کشتہ مین [illegible]
لگایا [illegible] ایمان [illegible]

جلایا [illegible] کیا [illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible] مین [illegible]

عبث تلاش بیہودہ ہے تجکو فایدہ فرخ
قناعت کرکے اکجا بیٹھ رہ اپنے مقدر پر

اڑیگا دیکھنا تو جیب پر اکدن دہوان ہو کر
عیوض لیگا ستم کا اپنے بہی نالہ جوان ہو کر

نہین اک تار بہی باقی ہمارے جیب و دامن مین
دو ٹکڑے ہے پیرہن اپنا ہوئین سب دہجیان ہو کر

نکالین کس طرح سینہ سے اپنے اوسکو ہم ایجان
ہمارے دل مین رہتا ہے تمہارا تیر جان ہو کر

یہی ہین رنج و الم مین ناصح ناداں رہنے دو کہ
فلک کو کیون ستاتے ہین اپنا دشمن شادمان ہو کر

کسی کے دل مین کر جائیگی کس طور سے یارب کرینگے ہم
پہری ہے آہ بے تاثیر اپنی لامکان ہو کر

رقیب بدگہر تو یاد رکہنا رشک سے گر ہم
ملے بہی خاک مین تو رنج دینگے آسمان ہو کر

تمہارے جہوٹے وعدے پہ بہلا تسکین کہان ممکن
عبث باتین بناتے ہو ستم تم بے دہان ہو کر

بہلا دیتے ہین تم ہم رہتے ہین یا غیر دیتے ہین
تمہین معلوم اپنی قدر ہوگی امتحان ہو کر

طفیل لاغری اوسکو دکہلائی نہین دیتے
ترے کوچہ مین یون رہنے لگے ہم ناتوان ہو کر

ستم گر جیسے دل کیسے مضطر اور پریشان ہین
ہراسیمہ و سرگشتہ ہوئے بے خانمان ہو کر

رہے ہون منہ [illegible] آہ بہی ہو لب سے گرگا ہی
وہ اگر تا لب اپنے نکلتی ہے فغان ہو کر

[illegible] تیر ہدف تاثیر ہوتی تہی
میری فریاد پہر خالی ہے اب تو تا زبان ہو کر

خدا کے واسطے بس کر نیا دہ مت ستا اوسکو
ترے کیا کیا ستم سہتا ہے فرخ خستہ جان ہو کر

[illegible] اک تیر ان اسکے جب بیابان لیکر
ہوئے آباد جتنا گنج شہیدان لیکر

کہا [illegible] رونے سے تیر ہو [illegible]
ہوئے طوفان دیدہ گریان لیکر

[illegible] ہو جا [illegible] تا ہون
[illegible] فغان [illegible] نالان لیکر

نہ روکے گا نہ رکے گا دل شیدا اپنا
ای جنون تا بکے یہ دست درازی تیری
روز یون کس کو ستائیگی جو مر جاونگا مین
یون ہی مضطر تیری قسمت مین سدا رہنا تھا
ایک جا رہنے نہ دیگی مجھے یہ وحشت دل
ہو گئے مائل ہرجائی یہ تو نے ہمکو
ہو گیا ناک مین دم چالون سے تیرے اپنا

پھر کیون کہا ہے او ناصح ناوان بسکہ
ہو چکے پرزہ بہت جیب و گریبان بسکہ
جان آئی ہے لبون پر شب ہجران بسکہ
کیون نہین سر پہ اوٹھاتی دل نالان بسکہ
پاون پر کر نہ ستا خار بیابان بسکہ
خوب رسوا کیا اب تو دل ناوان بسکہ
اب نہین تاب ستم گنبد گردان بسکہ

کیا ہو سکا کہین اس دار فنا کا فرح
چار دن ہم بھی یہان ہو گئے مہمان بسکہ

اب ڈہونڈ کے دل دینگے کوئی رشک قمر اور
سر کٹنے ہی والے ہین لذتین کیا کیا
ہر پارہ دل اپنا ہے کیون دست تمنا
اوس شوخ کے وعدہ کا ہے انداز نرالا
ہون آپ ہی ڈوبا ہوا مین بحر الم مین
تو ہو گی نہ مین صبح تلک زندہ رہون گا
مین جاتا ہون دنیا سے جو تو مجھسے جدا ہو
کہنے سے تیرے باز رہین عشق سے ناوان
دل جلکے ہوا خاک ہے سینہ مین سویدا
ہو جائینگے افلاک و زمین سب تہ و بالا

دل مین کسی مہوش کے کرینگے گھر اور
تھا لطف بڑا ہوتے جو دو چار بھی سر اور
قاتل سے طلب کرتے ہین کیا زخم جگر اور
گر شام ہے کچھ اور تو ہے وقت سحر اور
کیون صبح کو ڈہونڈتے ہین میرے دیدہ تر اور
ای شب فرقت تو ستم تا بہ سحر اور
تیرا ہے سفر اور صنم میرا سفر اور
ناصح دو کوئی ہونگے ناوان بشر اور
پھرکے نہ آئی یہ کہین سوز جگر اور
دو چار یون ہی سہنے کئے نالہ اگر اور

مدد رکے وہ دل فرکی سچا آئی سکے منہ سے
پہونچے خسد اجان پہ فرخ کے قمر سا اور

دلبر کی تھی اپنا پینہ پیا ہے لب جان بخش جانان پر
کہتا ہے یہ وہم سے جالی ہوئی ہے آب حیوان پر

ہوا پیدا ہے تشنہ کہ پہرین اوسکے سیل اشک اپنا
بہروسا ہے ہمین کیا کیا نہ اپنی چشم گریان پر

قیامت ہے جدا کرنا اوٹھاون زخم تیغ سے
ابہی خورشید محشر کا گمان ہو داغ سوزان پر

ہوا جوش جنون پہر تازہ شاید فصل گل آئے
آلہی ہاتھ کیون جانے لگا اپنے گریبان پر

تہو خط سے تیرا مصحف رخ رشک گلشن ہے
گلستان کو تفوق ان نون اے جان ہے قران پر

شہیدان ہو گئی ہوئی تھی پیاس سے پانی پلایا ہے
ہے احسان آبلون کا اپنے لب خار بیابان پر

لب پر تشنہ لب کھینچتا ہے تیر جب اے جان ہو
ہماری مشتعل یون سخت دل ہین نوک مژگان پر

بتاتا ہے نہالی اپنا سمجھے کیا سخت مشکل ہے
نکلتا ہے دم اپنا ناصحا اک شوخ نادان پر

اسیران محبت جھانک کر دیکھین نہ گلشن کو
لگا ہین قمچیان بے رحم تیرے دیوار زندان پر

تیغ رخ روشن سے یون زیر نقاب اوس ماہ تابان کا
کہ جیسے ابر ہو چھایا ہوا مہر درخشان پر

سپر تہا سینہ تیغ ابرو کا اب اپنا خدا حافظ
نگہ سے اور مژہ سے نوبت آئی تیر و پیکان پر

کیا بانا مین وہ مول تم سے لیتے ہو الیسون کو
یہی تو فوق تمکو اے صنم ہے ماہ کنعان پر

ہوا دوچار ہی جوشکی مین خالی واسطے کم ظرفی
میرے زخمون کا طعنہ ہے تیرے خرقہ نمکدان پر

سلامت حق سے تجھکو تیرے اقبال سے اپنا
تسلط ہو گیا اسے ضعف اب شہر خموشان پر

نہین خال سیہ فرخ یہ اوسکے روی روشن پر
کوئی دیو سیہ قابض ہوا تخت سلیمان پر

وبال دوش ہے مدت سے ہمکو اپنا سر تن پر
خدا کے واسطے کہتی قاتل میرے [illegible] پہ

نہ دو تکلیف سیر باغ از بہر خدا ہم کو
یہاں خود سینۂ پر داغ کو ہی شوق گلشن ہے

ہوئے جیب و گریباں اپنے جنون گر پرزہ کیا غم ہے
ہوئے ہیں زخم کے پیاسے ہماری پیرہن تن پہ

ہوا تخت سلیمان پر کوئی دیو سیہ قابض
نہیں خال سیہ ایجان تمہارے روئے روشن پر

جگہ ہے جیب آنکھوں میں انہیں تجھ میں ہم لیکن
ٹپکتے ہیں یہ طفل اشک کیا کیا اپنے دامن پر

نہیں بار آیا تمہاری اس عنایت رشک آور اپنے
نہ لا ایسے کبھی غیروں کو اے جان میرے مدفن پر

سمجھا ہے وہ جانباز ہی کھیل لڑکوں کا
عبث تم جان فرخ دیتے ہو اوس طفل کو دن پر

خاک اوڑاتے جو پھرا عاشق شیدا سر پہ
سے یقین دم میں اوٹھا لی اوسی صحرا سر پہ

اک نہ اک مر کے بھی باقی رہا جھگڑا سر پہ
آج کا فکر بلا ہے غم فردا سر پہ

باغ میں جائے اگر شہرت شمشاد میرا
شہپر قمری ہے ہوس سرو کے آرا سر پہ

تیری کب سنتے ہیں ہم ناصحا ہمنے سنا
ملک الموت نے آکر جو پکارا سر پہ

خوف سے جان نکلتی تھی ہماری تن سے
اک قیامت تھی بلا تھی شب یلدا سر پہ

[illegible] تیر کیا میری سے کبھی اونچا کیا
جور چرخ اوٹھائے تیری کیا کیا سر پہ

ناز ہی اوڑا دیا ہی اک وار میں تسمہ سے
تیغ ابرو کا تیر سے ہے یہ اشارا سر پہ

[illegible] نہیں وہ با سودا کہیں عالم ہو غرق
چشم تر آگیا اب تو میرے دریا سر پہ

تشنگی باقی نہ دم چھوڑا ابھی سے بسمل
اور ہے خنجر قاتل کا تقاضا سر پہ

ہمنشیں باغ کو کیا جائیں کہ ہمنے اپنے
داغ سودا سے نیا باغ کھلایا سر پہ

غیر کے ساتھ نہ آیا ہے عیادت کو میرے
ملک الموت کو لایا ہے مسیحا سر پہ

ہو گئے تنگ سے سب تنگ جیسے اپنے
[illegible] خنجر قاتل کا جو سنا یا سر پہ

ہاتھ سے تیرے جنون اب یہ ہی باقی ہے لباس
زیر پا فرش زمین عرش معلے سر پہ

دم گذرنے کو سمجھ قطع حیات اے فرخ
موت ہر وقت کھڑی ہے لئے تیغا سر پہ

ابتر محبوب ہوے جسکو گریبان دیکھکر
گر پڑے بجلی تڑپ کر اوسکو خندان دیکھکر

نے مروت نے وفا نے رحم نے خوف خدا
دل دیا اوس شوخ کو کیا تونے نادان دیکھکر

چھپ گیا مہر درخشان ابر مین شرمندہ ہو
اے صنم رخ پہ تیرے زلف پریشان دیکھکر

جوش وحشت مین ہمارا رنج و غم دونا ہوا
یاد مجنون آگیا خالی بیابان دیکھکر

یون نکلتا ہے دم میری سینہ مین فرط گریہ سے
اوٹھ جاتے جس طرح بارش کو مہمان دیکھکر

بل بے کمظرفی وہ دو چشمکی مین خالی ہو گیا
ہنستے ہین زخم جگر ظرف نمکدان دیکھکر

کس تماشا جانتا ہے قتل عاشق کو وہ شوخ
دل مین خوش ہوتا ہے کیا بسمل کو غلطان دیکھکر

باغبان سر سبز رکھے حق سدا تیرا چمن
شادمان جاتے ہین ہم سیر گلستان دیکھکر

کیا کہین کیا حالت ہوئی فرخ تیری دو دن مین آہ
رحم آتا ہے تجھے ہر وقت گریان دیکھکر

الف دعوے ابر کو ہے دیدہ خونبار پر
آنکھ کو میرے شرف ہے ابر دریا بار پر

عمر گذری انتظاری مین نہین جھپکی پلک
آفرین کہئے ہمارے دیدہ بیدار پر

ہے تعجب حافظ قران اب ہندو ہوے
خال کاجل کا بنایا یار نے رخسار پر

شکر ہے صیاد کچھ ہو گیا ہے مہربان
شاد ہون کنج قفس مین اب نہین درکار پر

لاغری نے کر دیا ایسا بہ رنگ مو مجھے
ہے کمر کا تیرے دھوکا میرے جسم زار پر

آگ پر سر سبزی سبزہ کبھی ممکن نہین
خط طلسم طرفہ ہے اے جان تیری رخسار پر

کردیا سیراب فرخ تشنہ لب تہی کب سی یہہ
آبلون کا اپنے احسان سے زبان جاری یہہ

کیا ہی دلشاد ہے وہ جیتا دلِ شیدا لیکر
لڑکے خوش ہوتے ہین جسطرح کھلونا لیکر

جو سہتے ہین ترے آہ رسا ہوتی تک
اے فلک چھوڑینگے ہم بھی کبھی بدلا لیکر

نہین امید بچے تیرا مریضِ فرقت
نبض کو ہاتھ مین روتے ہین مسیحا لیکر

کیا کیا ہجرِ خدا اتنا بتادے قاصد
میرے نامہ کو جب اوس شوخ نے دیکھا لیکر

جان بلب ہون لب جان بخش کی الفت مین صنم
امتحان کیجیے بچ جاؤنگا بوسہ لیکر

گر یونہی دھیان شبِ ہجر رہا زلفون کا
جان چھوڑیگی ہماری شبِ یلدا لیکر

جی مین آتا ہے اسے پھینکدین پہلو سے نکال
کیا کرینگے دلِ پُر داغ خدایا لیکر

سخت برباد کیا خاک مین روندا اوسکو
کیا کیا آپ نے دل جان ہمارا لیکر

دل کی دل ہی مین رہی حسرت و ارمان فرخ
ہائے دنیا سے چلے لاکھون تمنا لیکر

ردیف رائے ہندی

ناصح نکر تو مجھ کو تجہ سے چھیڑ چھاڑ
کیا چاہیے میان کسی بشمشد سی چھیڑ چھاڑ

دامن پکڑتے ہین کبھی تلوے کھجاتے ہین
رکھتے ہین خار کیا ترے مضطر سی چھیڑ چھاڑ

پھونکا ہزار بار جلایا ہے لاکھ بار
رکھتی ہے آہ چرخ ستمگر سی چھیڑ چھاڑ

آنے سے روکتا نہ دلا طفلِ اشک کو
اچھی نہین ہے کودن و ابتر سی چھیڑ چھاڑ

اللہ رے لاغری کہ نہین ملتا پتا کہین
پیکِ قضا کو ہے مری بستر سی چھیڑ چھاڑ

ہے تیغ تیز تو میان اور جا تنگی تیری / اے دل نہ کھینچو ابرو سے دلبر سے چھیڑ چھاڑ

کیوں روٹھتے ہو شکوہ تمہارا نہیں کیا / ہم کر رہے ہیں اپنی مقدر سے چھیڑ چھاڑ

اوسکی گلی سے کوسوں ہی لیجاتی ہے مجھے / باد صبا کو ہے تن لاغر سے چھیڑ چھاڑ

فرخ سے نہ بوسہ تو دشنام ہی سہی / ہاں کچھ ضرور چاہیے دلبر سے چھیڑ چھاڑ

ردیف زائے معجمہ

ہے ہم میں اوسکے سے تغیر فتنہ گر کا امتیاز / پھر نکالا ہے نیا اوس نے کدہر کا امتیاز

بوئے گل تک بھی نہیں لاتی چمن سے تا قفس / اپنی نظروں سے گرا باد سحر کا امتیاز

نامہ بر کہکر مہر سے اوسکی دیا ہے اوس نے خط / قابل تحسین ہے اپنے نامہ بر کا امتیاز

خود تو ڈوبے آسمان کو بھی ڈبویا اپنی ساتھ / دیکھنا ابر سے اس چشم تر کا امتیاز

حور جنت کے لیے کیونکر کریں ترک صنم / زاہدا تجھکو نہیں حور و بشر کا امتیاز

شیخ اسقدر ہم سے سیاہ ہی جو کچھ تم کہو / معنی مشکل ہے گر عیب و ہنر کا امتیاز

ذبح کرتا ہے مجھے اولٹی چھری سے دیکھنا / ہو سو گیا ہے ناداں فتنہ گر کا امتیاز

تیغ میں دونو ہیں برابر ہم اور اون کی کمر / ہے برابر اپنا اور اونکی کمر کا امتیاز

جام خالی مجکو غصہ سے دلکو دو ساغر بھر / واہ جی تمنے نیا سیکھا کدہر کا امتیاز

آنکھ ملتا ہو شراب بید بر کی تو کیا ہوا / عشق میں رہتا نہیں صاحب نظر کا امتیاز

[illegible] سحر کی جا ملتا [illegible] / بیخودی میں نہ خیال پا نہ سر کا امتیاز

بلبل و بانگ کا تو سب اپنی سب کچھ [illegible] / چرخ کر دکہلا ہیں ہم آہ جگر کا امتیاز

اسفل و اعلیٰ مین کچھ باقی نہین اصلا تمیز
آج کل فرخ ہے سب دنیا مین کا اعتبار

ناز و نیاز سے ہے وہ بت نا بخبر ہنوز
واقف نہین ہے حسن سے رشک قمر ہنوز

کیا جانے جور کیا ہے ستم کیا ہے ظلم کیا
نادان ہے وہ نام خدا فتنہ گر ہنوز

دم آتا ہے لب پہ میرے اضطراب سے
شام فراق دور پڑی ہے سحر ہنوز

ارض و سما کو سر پہ اوٹھانے سے فائدہ
پیدا نہین ہے آہ مین اے دل اثر ہنوز

اللہ رے دید عشق کی اپنی حرارتین
سر کٹ گیا و لے نہ گیا درد سر ہنوز

ڈہونڈتا ہے جسنے ہستی سے لیکر عدم تلک
لیکن ملا نہ اوسکا سراغ کمر ہنوز

ق

غفلت شعار سے میرے کہنا پیامبر
جاندادگان عشق سے ہو بیخبر ہنوز

آتا ہے گر تو آؤ کہ یہان وقت نزع مین
ٹھیرا ہوا ہے لب پہ دم منتظر ہنوز

فرخ تو دل لگانے کو سمجھا ہوا ہے کھیل
پوچھا نہین ہے جان پہ تیرے خطر ہنوز

ردیف سین مہملہ

بیٹھے جو دیکھا غیر کو اوس فتنہ گر کے پاس
پہلو مین میرے درد اوٹھا ہے جگر کے پاس

جاتی صدائے نالہ او آتی صدائے ناز
اے کاش میرا گذر نہ ہوا تیرے گھر کے پاس

کیا پوچھتا ہے مجھسے ٹھکانا تو ہمنشین
جون سایہ اوسکے رہتا ہون دیوار و در کے پاس

اللہ رے ناتوانئی دل کا سیر اثر
پہنچی نہ آہ ضعف سے اپنی اثر کے پاس

حیران ہون کہ قاصد جانان کو دیجے کیا
جز نقد جان کچھ نہین شوریدہ سر کے پاس

اے ابر اپنا رونا ہی بس وہ طلسم ہے
دریا ہے بند کوزہ مین اس چشم تر کے پاس

زلف سیاہ اور رخ روشن پہ کب ہی یہ
آئی ہے شام ملنے کو اے دل سحر کے پاس

دل مین ترے گر ستاؤ نہین ہے تو کیسلئے
سو بار آکے تیغ ترا کا پھری سر کے پاس

فرخ تمہارے عشق مین مرتا ہو اند نون
بھیجا ہے یہ پیام کوئی بھیجکر پاس

دوستو بیٹھے ہو کیا مضطر مرے بستر کے پاس
بھیجو مجھکو اوٹھا کر اوس پری پیکر کے پاس

پھیلایا ہے تپ فرقت نے اپنا جسم زار
سو رہی آکر قضا اوٹھی مرے بستر کے پاس

تو نہ آوے تو صبا اے نازنین آیا کرے
بس تمنا ہے کہ میرا گھر ہو تیرے گھر کے پاس

سینہ اپنا ہے کہ لاکھون داغ سب کہتے ہین نہان
کیا ہوا دو چار گو ہین لالہ احمر کے پاس

آمد فصل بہاری ہے جنون کا جوش ہے
ہے عجب دامن سیئے زنجیر آہنگر کے پاس

یون جبین ناز پر اوسکے ہے افشان کی چمک
جیسون ستارے جگمگاتے ہون مہ انور کے پاس

جیتے جی تک ہین فرخ مال و دولت دنیوی
کیا رہا بعد از قضا ہو تو سکندر کے پاس

ردیف شین منقوطہ

دور کر جوش جنون جیب و گریبان شاباش
لیچل اے وحشت دل سوئے بیابان شاباش

ہاتہ ہے ہو کے صحبت ہرجائی پشیمان تو نے
خوب رسوا کیا مجھکو دل نادان شاباش

ملکو نکہتے ہیں تباکون جو سایہ کرتا
چادر گور ہوا گنبد گردان شاباش

چرخ کو ہمکا زمین پہ ہوا پانی پانی
آفرین تو نے کیا دیدہ گریان شاباش

دل لیجیا سے کا جانا تھا ولیکن تو نے / گڑ گیا دل مین مرے ناوک جانان شاباش

غیر پہ لطف و کرم ہم پہ ستم ہین کیا کیا / خوب یہ طرز مروت سے یہ پہچان شاباش

دل پہ جان سکے دینے سے نہ انکار کیا / ایکدن آپنے اس پہ نہ کہا ہان شاباش

یون کبھی سوتے تہ آتی ہمین واسد یا اسد / تو نے جھگڑون سے چھوڑا یا شب ہجران شاباش

جوش وحشت مین [illegible] جاتا ہون بہلاتے ہو / آفرین [illegible] سے خار بیابان شاباش

حضرت عشق سلامت رہو دنیا مین مدام / خوب دکھلائے مجھے کوہ و بیابان شاباش

لے لیا توشۂ عقبےٰ کوئی فرخ تم نے
اور یہ ساتھ لئے حسرت و ارمان شاباش

ردیف ضاد منقوطہ

خون دل [illegible] بادۂ احمر کے عوض / چشم پر آب ہی ہے ہمین ساغر کے عوض

[illegible] بیابان مین [illegible] ہم آئے ہین / کھلتے ہین داغ جگر لالون کو اختر کے عوض

[illegible] نامہ لیجا سے / کام آ [illegible] جان تو ہی کبوتر کے عوض

کہہ [illegible] کی گل کا مین دیوانہ ہون / پھول برسائین [illegible] پتھر کے عوض

[illegible] ترے قدم کی تاثیر / چاہئے مرہم کے لئے ہین [illegible] چادر کے عوض

[illegible] سے اپنے تسلیم / لخت دل [illegible] سینے [illegible] گوہر کے عوض

کیون لئے قتل [illegible] ہو تم شمشیر / تیغ ابرو ہی [illegible] خنجر کے عوض

ہون [illegible] نشان وحشت میرا / داغ سودا [illegible] افسر کے عوض

ہم [illegible] آگے [illegible] سے فرخ

چادر خاک ملیگی ہمین بستر کے عوض

نہ ہو کیا ہمکو ہے سیر گلستان سے غرض
ہم ہیں وحشی ہمکو ہے کوہ و بیابان سے غرض

خواہش فردوس ہے ہمکو نہ جنت کی ہوا
ایک ہمکو زاہدا ہے کوئے جانان سے غرض

ایک بوسہ پر عبث تکرار ہے دیدیجیے
مہربان ہوتا ہے انسان کو انسان سے غرض

فتنہ سازی سیکھتا ہے اوس سے ہنگام نگاہ
آسمان کو نہ کیونکر چشم فتان سے غرض

جبسے عاشق ہو گئے ہم اک بت دلخواہ کے
دین سے مطلب ہے ہمکو اور نہ ایمان سے غرض

دیکھنے والے ہیں اوسکے چہرۂ پرنور کے
الفلک کیا ہمکو تیرے ماہ تابان سے غرض

نے زمین کا ہے پتا نے آسمان کا کچھ پتا
جلگئے ارض و سما اک آہ سوزان سے غرض

تنگ سے کچھ آمد فصل بہاری کا قریب
پنجۂ دست جنون کو ہے جو داماں سے غرض

آگیا دھیان یاد نقشہ کوئے جانان کا مجھے
خوب ہی بگڑی میری جنت میں رضوان سے غرض

ہان اوڑا دے دھجیاں اے پنجۂ دست جنون
جوش وحشت ہے کسی جیب و گریبان سے غرض

کسلیے گھبرا رہے ہم وہ بخشیگا ہے رحیم
زاہد نادان تجھے کیا ہے عصیان سے غرض

وصل کے بدلے دعائیں مانگتے ہیں موت کی
تنگ آئے ہیں بس ہم درد ہجران سے غرض

آہ کھینچی کی ٹکٹکی بندھ رہی رات بہت
کٹ گئی سب شب حساب داغ دوران سے غرض

کیا لب جو ہو سیر چراغان کیجئے
لخت دل سے ہمکو ہے اونکی مژگان سے غرض

اپنی قسمت پر قناعت کرکے فرح شادرہ
نے گدا سے رکھتا اور نے سلیمان سے غرض

ردیف طا مہملہ

اس زمانہ میں نہیں دیکھا کسی سے اختلاط
ہے مگر داغ جگر کو دل سے کیا اختلاط

لے لیا بوسہ تو بولا یوں خفا ہو کر وہ شوخ
واہ واہ تمنے یہ خوش کیا کا نکالا اختلاط

خاک میں مجھکو ملایا مہربانی نے تیرے
خوش نہیں آتا مجھے آئینہ رخ تیرا اختلاط

کر دکھائیں جب یہ دل کا اثر جائے نکل
اے رقیب روسیہ تیرا یہہ سارا اختلاط

دور ہی سے دیکھکر ہمکو چھپا لیتے ہو منہہ
واہ صاحب خوب سیکھے ہو نرالا اختلاط

سونے تجھسے الجھا سے جو تیری وحشت ابہی
عہد ہو تمکو مبارک ہو تمہارا اختلاط

ہے تعجب زلف ہندو کو تمہارے رخ جان جان
ہو گیا ہے مصحف رخ سے یہہ کیسا اختلاط

کاش مر جائیں تو ہم اس رشک سے آنکہیں نکال
غیر سے دیکھا نہیں جاتا تمہارا اختلاط

فی الحقیقت بیقرار ہیں سب اپنا ہی دہر
اس زمانے میں نہیں دیکھا کسیکا اختلاط

ردیف ظاء منقوطہ

لیا پہر ہے فغان خدا حافظ
آپہنچا آسمان خدا حافظ

چشم گریان سے پہر اوٹھا طوفان
اے زمین و زمان خدا حافظ

سینہ اپنا ہوا ہے تنگ تنور
دل ہے سوز نہان خدا حافظ

پیر گردون سنبہل ہوا اب تو
آلہ اپنا جوان خدا حافظ

مرض عشق یہ بلا ہے روگ
الامان الامان خدا حافظ

آپ سے جائیں دل جو ہو مطلوب
جان کا مہربان خدا حافظ

دل تو رخصت ہوا تیرے ہمراہ
جان کا او میان خدا حافظ

تیرے بیمار کو ہوا افسوس
دم بھی لینا گران خدا حافظ

ہو گئے خاک ہم دلے اوسکو
ہے وہی امتحان خدا حافظ

جب یہ میں نے کہا کہ جاتا ہوں
سن کے بولے کہ ہاں خدا حافظ

دلِ مضطر کا اپنے اے فرخ
اضطراب الامان خدا حافظ

ردیف غین منقوطہ

غم نہیں ہے گر نہو اپنے سرِ مدفن چراغ
گور کے اندر تو ہونگے داغِ دل روشن چراغ

بل بے تابِ حسن اوس نے یک نظر جھانکا جو ہیں
ہو گئے ہیں پرتوِ رخسار سے روزن چراغ

خط میں ہیں قطرے پسینہ کے زنخدان کے قریب
یا کئے ہیں یہ کنوئیں پہ خضر نے روشن چراغ

آتشِ داغِ جدائی سے اگر روشن کیا
کیا سبب جو کر رہا ہے اسطرح شیون چراغ

بل بے تابِ حسن تابِ عارضِ پرنور سے
کرمکِ شب تاب سے یا ہیں گلِ گلشن چراغ

سینہ میرے میں چھپایا چاہئے ہاں داغِ عشق
جسطرح گل کرتے ہیں اکثر دمِ خفتن چراغ

داغِ دل ہے تو ای فرخ چھپاتا ہی عبث
کب نہاں رہتا ہے ناداں زیرِ پیراہن چراغ

دیکھئے فرقت کے صدمے تھا کہاں اتنا دماغ
جان دیکر ہو گئی بس قیدِ غم سے کیا فراغ

رشتۂ جانان چھپ گیا کھلتے ہی زلفوں کی گرہ
سانپ کے کاٹے کے ہاں سچ ہی نہیں جلتا چراغ

رنج و غم درد و الم رہتے ہیں دل کو رات دن
غم غلط ہو جائے ساقی دے جو ہیں بھر کر ایاغ

داغِ دل ہوتے ہیں سینہ میں ہمارے مثلِ گل
فرقتِ جانان میں ہماری ہو کسی بیان سیر باغ

رشکِ گل کے ہیں مطالعہ میں گلستان بوستان
ہو گئی ہو گی خوشی سے روحِ سعدی باغ باغ

یار پہنچیں مست آتی ہے سکے محبوب کی
سامنے سے ساقیا جلدی اوٹھا بھر دو ایاغ

غم نہین تاریکی مرقد کا ہمکو بعد مرگ
داغ دل روشن رہینگے گور مین مثل چراغ

موت کے پیغام کا رہتا ہے دہڑکا رات دن
یہہ تقاضا ہی جو دل جلنے تو ہو جاے فراغ

کثرت غم تل ہی دہرنے کو جگہہ باقی نہین
ہوگیا ہے سوز الفت سے یہہ سینہ داغ داغ

کیا رقیب روسیہ کی قدر میری سامنے
کب ہما کے روبرو ہوتی ہی ایسی قدر زاغ

آگ سینہ مین دبی رہتی اپنی جانے دل
بسکہ سوز ہجر سے سینہ ہوا مثل اوجاغ

کون سنتا ہے تیری پند و نصیحت ناصحا
مفت مین کیا بک کے بیہودہ نکو خالی دماغ

اے فلک کجرو تیری چالون سے کیا کیا پیش چشم
دیکہتی ہی دیکہتے لاکہون ہوے گہر بےچراغ

آفتاب حشر کا مونہہ دم مین فق ہو جائیگا
ہم دکہا دینگے اگر محشر مین اپنے دلکو داغ

اپنے ہی مطلب کی فرخ ہمکو ہی مطلب مدام
سنتے کیا ناصح کی باتون کو نہین اتنا دماغ

تہی اپنے جانے دل کبہی نشو و نما سے داغ
آگ اگ سی سلگتی ہے اب تو بجہا نے داغ

تاریکی لحد کے لیے ہو گیا چراغ
ہولون گا مین حشر تلک ہی دوا نے داغ

بہڑکین سے اور یہہ ہم کا فور سے ہوا
جراح بالضرور میرے شعلہا ے داغ

کیا مونہہ ہے اوسکے رخ سے کرے ہمسری کبہی
جبتک نہ ماہ چہرہ سے اپنے مٹا سے داغ

جل جاے گا یقین ہے خورشید حشر ہی
روز جزا جو ہمنے ہی اپنے دکہا ے داغ

پوشیدہ زیر داماں رہتا ہے کب چراغ
کن حکمتون سے سینہ مین ہمنے چہپا ے داغ

دامن پہ چہینٹے خون کے گواہی ہے قتل کی
گو لاکہہ تمنے تیغ سے اپنے چہڑا ے داغ

عریانی جنون نہین زیبا ہے سر مین
تن پر ہمارے خوب ہی ہے قبا سے داغ

دلکو جلایا مفت مین فرخ ہزار حیف

الفت میں کچھ ہوا نہ میسر سواے داغ

ردیف فاء

ستم سے ظلم سے یار نے کی ہے کمر حیف
نہیں کا ذخیرہ اکا ہی خطر حیف

چلی جان انتظاری میں ہماری
جواب خط نہ لایا نامہ بر حیف

بچاسے سیر گلشن ناسے اپنے
نصیبوں میں لکھے تھے داغ جگر حیف

فراق یار میں روتا ہوں ہر دم
برابر ہیں سبھی شام و سحر حیف

عبث جانبازیوں میں جان کھوئی
پسند آیا نہ اونکو یہ ہنر حیف

دکھاتے غیر کو ہم بھی تماشا
نہیں ہے آہ میں اپنے اثر حیف

شب فرقت ہوں مہمان رات کی اشا
سحر سے اپنا دنیا سے سفر حیف

نہیں یہاں جان تک باقی بدن میں
نہیں وہاں غیر کو کچھ خبر حیف

حساب داغ دل میں ہم شب ہجر
رہے تارے ہی گنتے رات بھر حیف

ہوئے نالوں سے اپنے کوہ پانی
ہوا دل میں نہ تیرے کچھ اثر حیف

ستم کیا کیا سہے فرخ نے اوسپہ
نہ رحم آیا تجھے بیداد گر حیف

اسطرفہ جوش جنون کھینچے ہے زندان کیطرف
جوش وحشت کا اشارہ ہے بیابان کیطرف

جس نے دیکھا اوسکی پیشانی پہ افشان کیطرف
پھر ہوا مائل نہ وہ سیر چراغان کیطرف

منھ بنا کر زلف ہندو کو کیا ہے بے ادب
پانون پھیلاتے ہیں کیا کافر نے قرآن کیطرف

تشنگی سے دل اٹھایا ایسا تو حیرت نے
تشنہ لب ہون پر نہ دیکھون آب حیوان کیطرف

ابر تر پانی بہریگا اسکے آگے شرم سے / چشم کم سے دیکھنا مت چشم گریان کیطرف
مستعد صف بستہ پہرانہ پہر جگہ استادہ ہین / کس کا سینہ ہے جو دیکھے فوج مژگان کیطرف
دل مین حسرت زخم کہانے کی ہے کچہہ باقی ہنوز / تیر سے گوشہ کی نظر سے تیغ بران کیطرف
داغ سینہ کے سوا مین سیر گلشن ہو چکے / دل ہمارا اب نہین ہے سیر گلستان کیطرف
تو بی خال و خط و ابرو بہلا اوس مین کہان / کیون نہ دیکہین چشم کم سے مہ تابان کیطرف
اے نمک پاش جراحت دے چہڑک یکبار گی / دیکہتا ہے زخم دل ظرف نمکدان کیطرف
رو بقبلہ ہو مون نہ لے گرچہ دفنایا ہے مجہے / قبر مین پہر گیا مونہہ کوے جانان کیطرف
آج کل ہے تیرے دیوانہ کا یہہ کچہہ اشتیاق / پانون پڑ کر لے گئے زنجیر زندان کیطرف
کیجون کیا آمد فصل بہاری ہے قریب / ہاتہہ کیون جانے لگا اپنا گریبان کیطرف
کسقدر جان باز شوق قتل مین قاتل ترے / حسرتون سے دیکہتے ہین تیغ عریان کیطرف

بخشنا فتح کو تو اپنے خدای ذوالجلال / رحم پر اپنے نظر کر نہ عصیان کیطرف

ردیف قاف

جان گزا مرض لا دوا ہے عشق / سچ جو پوچھو تو اک بلا ہے عشق
جور ہے ظلم ہے جفا ہے عشق / دشمن زندگی سدا ہے عشق
یاس و غم درد و رنج ہین کیا کیا / کیا انہین سے بنا ہوا ہے عشق
جسکو کہتے ہین لوگ بن آئی / درحقیقت وہی قضا ہے عشق
سیکڑون خاک مین ملائے ہین / گردش چشم فتنہ زا ہے عشق

دارِ فانی سے دارِ باقی کو
رہنمائی کو رہنما ہے عشق

لیکے دل مانگتا ہے جان اپنی
کیا ہٹیلا کوئی گدا ہے عشق

کہتا ہے اس سے مدعا اصلی
بس حقیقت کا رہنما ہے عشق

تہا عدوے حیات دل اپنا
دل کا دشمن میرے ہوا ہے عشق

جیتے جی وہ یہہ ساتھ جاتا ہے
بیوفا حسن باوفا ہے عشق

آپکا دل کہیں جو آجائے
تب ہو معلوم تمکو کیا ہے عشق

بہاگتے ہین وہ نام عاشق سے
جانے اونکی بلا کہ کیا ہے عشق

جان جاتی ہے دل کے آنے سے
دوستو کیا بڑی بلا ہے عشق

فائدہ پند و وعظ سے ناصح
دمبدم اور یہان سوا ہے عشق

ناصحو دل کہین لگا دیکہو
ہمسے کیا پوچہتے ہو کیا ہے عشق

کیونکہ بتلاؤن شوخ نادان کو
پوچہتا ہے وہ مجہسے کیا ہے عشق

دین و دنیا کو بہولے ہم فرخ
جبسے اک بت سے ہوگیا ہے عشق

ردیف کافِ تازی

شبِ فرقت نہین چہوڑیگی سحر ہونے تک
دیکہئے جان بچے کیسی لبِ ہونے تک

فائدہ شور و فغان سے دلِ نادان آخر
دم نکلجائیگا کافر کو خبر ہونے تک

کیون خفا ہو کہ ہون مہمان کوئی دم شبِ وصل
زندگی اپنی ہے اےجان گجر ہونے تک

جان سکے لالے سرِ شام پڑے ہین افسوس
کون جیتا ہے شبِ ہجر سحر ہونے تک

کھینچکر دم کو ہی ساتھہ اپنے لئے جاتی ہے
جینے دیگی نہ ہمین آہ اثر ہونے تک

خونِ دل بہتِ جگر ہی کبھو پٹکا تجھسے
پس مشیخت سے تیری ابر گہر ہونے تک

صاف کر شوق سے ہان خنجرِ خونخوار کے تہہ
سر کو پہرینگے نہ ہم ٹکڑے جگر ہونے تک

خاک ہو جائینگے ہم پیسکے برنگِ سرمہ
نگہِ لطفِ صنم تیری ادہر ہونے تک

ناصحا ترکِ محبت کا تقاضا ہے عبث
دل نمانے کا یہان جان کے صرف ہونے تک

بند کر اشکون کو آنکھون مین صدف کی مانند
قدرِ قطرہ نہین اسے چشم گہر ہونے تک

گردشِ چرخ سے فرخ نہین معلوم ہمین
اور کیا رنج ملین عمر بسر ہونے تک

انکار کب ہے آپ سے تاب و توان تلک
دل چھین لیا ہے نذر ہے ایجان جان تلک

پتھر نہین جگر میرا انسان ہی تو ہون
ہر روز کے ستم یہ میری جان کہان تلک

ذاتِ خدا صفت تیری نازک کمر کی ہے
ڈھونڈا ہے پر نہ پایا پتا لامکان تلک

آہون سے یا تو سر پہ اٹھاتے تھے ہم زمین
یا نالہ ضعف سے نہین آتا زبان تلک

ماہی سے لیکے ماہ تلک غرقِ آب ہین
سیلابِ اشک پہنچا کہان سے کہان تلک

بچھڑا ہون قافلہ سے ثوابِ عظیم ہے
پہنچا دے کوئی بہرِ خدا کاروان تلک

مانا کہ قدر ہوگی میری امتحان کے بعد
لیکن امیدِ زیست کسے امتحان تلک

جب خون ہی نہ ہووے تو فصاد کیا کرے
نشتر تو جا چکا ہے میری استخوان تلک

وصفِ کمر مین باندہی گئے شاعرون سے ہم
عشقِ بتان مین ہو گئے لاغر میان تلک

لگ جائے آگ لائین زبان پہ جو گفتگو
سوزِ نہان بیان کرین اپنا کہان تلک

دارِ فنا سے سیکڑون فرخ گذر گئے

باقی نہیں کسیکا بھی نام و نشان تلک

عیش و خلقت کا منغص رہے نادان کب تک
شورِ محشر یاد و فغان اہلِ نالان کب تلک

صحبت مصحفِ عارض سے تمہاری دیکھیں
زلف کافر نہیں ہوتی ہی مسلمان کب تک

دیکھیے گردشِ دوران کے ہاتھوں سے رہیں
یون سراسیمہ و سرگشتہ و حیران کب تک

ایسے جینے سے تو بہتر ہے کہ موت آجائے
روز کے صدمے سہون اے شبِ ہجران کب تک

دیجیے بوسہ نہیں دینا تو کیجے انکار
اے شہِ حسن یہ ہر روز کی ہون ہان کب تک

خط کے آنے پہ یہ بل تیرے نکل جائینگے
پیچ یون کہاسے گی تو زلفِ پریشان کب تک

انتظاری مین ترے آگیا دم آنکھوں مین
راہ دیکہین تیرے آنے کی میری جان کب تک

یہ تو بتلا دے کہ اغیار کے بہکانے سے
قتل پر میرے رہینگے ترے سامان کب تک

لب پہ لا نہ خبردار تو فرخ شکوہ
جور سے اپنے نہ ہونگے وہ پشیمان کب تک

خدا آپ کا پایا نہیں ہم رنگ اب تک
کسی محبوب کا دیکھا نہیں یہ ڈھنگ اب تک

ہو وہ یہ حسن کی میزان مین تیرے غیرتِ حور
چڑھ گئے چرخ پہ لیکن نہیں پاسنگ اب تک

ضعف سے سانس ہی لینا ہوا مشکل ہمکو
منزلِ عشق ہے باقی کئی فرسنگ اب تک

بعد مردن بھی رہی شہرتِ وحشت اپنی
لڑکے برساتے ہیں مدفن پہ میرے سنگ اب تک

حالت رنجشِ بیمار کی تیرے ظالم
تیری غفلت کا نہیں بدلا ہی کچھ ڈھنگ اب تک

سرکشی قد سے تیرے سرو نے کی آخر کار
ہے گرفتارِ بلا باغ مین وہ لنگ اب تک

آگر آنا ہے او رشکِ مسیحا تجھکو
زندہ ہے فرخ سرگشتہ دل تنگ اب تک

ردیف کاف فارسی

جسطرح آہ پھونکی میری جان وتن مین آگ
خوش ہون اگر لگے یونہی چرخ کہن مین آگ

کیا فایدہ ہے شور سے تاثیر گر نہ ہو
لگ جائے آہ و نالہ سے بلبل چمن مین آگ

میری طرف سے کیا کیا لگاتے ہین شوخ سے
پھر دیکھیو قیبون کے یارب دہن مین آگ

ہم ضبط آہ رکھتے ہین اسے قیس اسلیئے
ہے خوف لگ نہ جائے کہین پیرہن مین آگ

گر داغ دل دہکتا رہا یون ہی بعد مرگ
لگ جائے گی یقین ہے اپنے کفن مین آگ

اللہ رے سوز عشق کہ ققنس کیطرح سے
نالون سے لگ اوٹھے میری بیت الحزن مین آگ

ہے سوز دل عیان ترے مضمون گرم سے
فرخ غضب ہے تیرے تو شعر و سخن مین آگ

بلبل کو جسطرح سے کہ ہووے چمن سے لاگ
اسطرح ہمکو رہتی ہے اوس گلبدن سے لاگ

دیکھین تو کون ہوتا ہے دونون کامیاب
ہے آہ شعلہ بار کو چرخ کہن سے لاگ

ہم کرتے ہین سفید یہ کرتی ہے سیاہ
ہے شام ہجر کو میرے بیت الحزن سے لاگ

اک تار چھوڑتا نہین باقی بدن پہ کیا
ہے پنجۂ جنون کو میرے پیرہن سے لاگ

ہم مرتے ہین آپ شب غم کی فکر مین
کیا چاہیئے فلک کو تجھے اس خستہ تن سے لاگ

جوش جنون جو بعد فنا بھی یون ہی رہا
ہاتھون کو اپنے ہو گی تار کفن سے لاگ

جاتا ہون مین جہان وہین ہوتا ہے اک ہجوم
لڑکون کو ہے ہماری یہ دیوانہ پن سے لاگ

کسکو لسند زیست ہے ایسی برائے نام
عنقا ہو گئی ہے تمہارے دہن سے لاگ

فرخ اک اور تازہ غزل کہہ کے لائینگے

ہمکو بھی ہو گئی ہے بس اس انجمن سے لاگ

ردیف لام مہملہ

کس منہ سے کروں میں جا کے بیان ماجرائے دل
دشمن کو بھی نہ میری طرح سے ستائے دل

ایسا کیا ہے ہمیں پہ جفا اس نے دوستو
وہ ناچ ناچتا ہوں جو مجھکو نچائے دل

لکھا ہوا یہی تھا میری سرنوشت میں
ناصح قصور میرا ہے کچھ جتلائے دل

اٹکھیلیوں کی چال بت سنگدل نہ چل
قدموں تلے کہیں نہ ترے پس نہ جائے دل

معلوم ہو کہ لذت الفت ہے چیز کیا
میری طرح تمہارا کسی پر جو آئے دل

مت چھیڑ ہو نہ ہنسی سے ڈرتا ہوں تھامنا
پہلو میں ایک پھوڑا ہے میرے جو کہائے دل

فرخ بتاؤ کیا ہوا کس نے چرا لیا
چھاتی پہ ہاتھ رکھ کے جو کہتے ہو ہائے دل

ناحق مجھے خراب کیا تو نے ہائے دل
خوش ہوں جو اسکی تو بھی جزا خوب پائے دل

کہنا میرا نہ مانے تو پھر سب کو کیا غرض
ہو جائے خاک یا کہ جہنم میں جائے دل

سچ ہے کسی کی آنچ میں پڑتا نہیں کوئی
ہاں خود یہ میرے دل کی لگی کو بجھائے دل

پیاسا ہے میرے لہو کا یہ دشمن بغل کا ہے
مدت سے دور ہووے یہی ہے رضائے دل

تم کو تو کھیل ہے دل عاشق کا روندنا
کیسے کہاں سے روز نیا کوئی لائے دل

ممنون ہونگا آپکا سر تن پہ بار ہے
خنجر کا وار کیجئے حاجت روائے دل

اے آہ شعلہ بار نہ جا چرخ کی طرف
بیچارہ بے قصور ہے سب ہے خطائے دل

کرتے نہیں کسی پہ ترحم سوائے ظلم
پھر کس امید پر کوئی تم سے لگائے دل

قطع غرور تجھ کو سبب پوچھتے ہو
یارب کسی شیشہ کا کسی پر نہ آئے دل

فریاد و آہ و زاری سے ہے برہم لوا سئے دل
آئینہ اور شیشے کیا نہ کیا لاسئے دل

آئینہ گر بنایا تو قابل نہیں ہیں ہم
ٹوٹا ہوا کسیکا مکسند بناسئے دل

میں ہی نہیں ہوں کشتۂ اندازِ دلبری
پہلے ہیں تجھسے نازسے لاکھوں پڑے دل

سنگین دلوں کے ظلم و ستم کیا تلک سہوں
پتھر ہی کاش پہلو میں ہوتا بجاسئے دل

داغوں کا باغ ہو لاسینہ پار کے متصل
سینہ دل لگی فردوس تھی آخر بنائے دل

ہاتھوں سے اسکے ناک میں دم آگیا مرا
شیشہ بلبل کا ہو گیا ہے اپنا لاسئے دل

باقی رہی ہے وصل کی شب تھوڑی جانجان
فرمائیے تو کہدوں جو ہے مدعا دل

منشئی ہو میرے حال پریشان کو دیکھکر
توبہ کرے کسیکا کسی پر نہ آئے دل

قطع خیال تجھ سے ہے یہ علی الدوام
آفت کوئی نہ جیسی ہمارے اوٹھائے دل

راضی ہیں جو ہم ہی تجھ پہ ستم کھائے دل
جیتے کا ڈھونڈھا تجھکو پایا لیکن بتاسئے دل

تاکروہ کا زلفوں میں بیچارہ پھنس گیا
بخشو خدا کے واسطے صاحب بتاسئے دل

اپنے ہی دل کا کہنا مجھے ہو گیا عذاب
وہ بھی تو ہیں مجھ سے کتنے میں لاکھوں پڑے دل

کھویا گیا ہے دل کہیں مبتلا تو ہیں
چھاتی پہ ہاتھ رکھکے جو تجھ ہوا سئے دل

لذت سے اسکے نا آشنا مجھکو نہیں خبر
کیا لطف زندگی جو کسی پر نہ آئے دل

اس زندگی سے موت ہے بہتر ہے الفلک
صدمے شب فراق کے کیتک اوٹھائے دل

کچھ آگئی خبر نہ ہے صاحب جان
کہیں سا کچھ آج [illegible]

ورنہ نہین یہ جان بھی جاتے ابھی شتاب | ...

پھر تو یہ دو لگے دیتے فرخ کرینگے ہم
اسکے بلائے عشق سے خالق بچائے دل

ہر لحظہ تازہ ہوتا ہے کیون خلفشار دل
کیا ہوگیا جو رہتا ہے یون بیقرار دل

کہونے مین اکدل کے ملا لطف کسقدر
یارب برا نہ تہا جو ہوتے ہزار دل

جینے سے تنگ آگیا ہمدم کے درد سے
صدمے سے کہان تلک ہے لیل و نہار دل

تو نے چھوڑا یا اسکو بھی اے گردش فلک
باقی رہا تہا اپنا یہہ ہی غمگسار دل

نازہتان اوٹھانے کی طاقت نہین رہی
یہانتک تو ہوگیا ہے نحیف و نزار دل

ڈرتا ہون رنگ لائے نہ یہہ بعد مرگ کچھ
فرقت سے میرے کچھ عجیب زار دل

یارب تیری خدائی مین بندے ہین اور بھی
کیا میرے ہی نصیب کا تہا داغدار دل

یارب نکال عشق کے پہندے سے تو اسے
اپنے کئے سے آپ ہے اب شرمسار دل

دار فنا ہے اسکا نہین کچھ بھی اعتبار
فرخ لگائیو نہ یہان زینہار دل

کسواسطے چہپاتا ہے افسانہ تو دل
جینے سے تنگ کرتا ہے کیون بے شعور دل

رسوا کیا ذلیل کیا در بدر مجھے
پڑجائے صبر تجھ پہ ارے ناصبور دل

ثابت کیا ہے حوصلے دل نار اشگاف کو
اے شوخ جبر تو نے مٹایا غرور دل

اکدل ہو سکی ہین مجھے چھوڑ کر چلا
دو چار اور بہیجے سے رب غفور دل

آنکھین لڑی تہین اوس بت چاردنگاہ سی
بیچارہ مفت مارا گیا بے قصور دل

واقف نہین ہے ناصحا تو دام عشق سے
قابو کے ہو نشے مین کوئی نادان حضور دل

فرخ یہہ آہ سرد جو بہرتا ہے تو مدام
گم ہوگیا ہے پہلو سے تیرے غرور دل

عشق مین کچھ بھی نہین جان کا جانا مشکل
دل نخود رفتہ کا لیکن ہے پہر آنا مشکل

طفل اشک اپنے بہر کتے ہین اگرچہ پانی
لیکن اس آتش دل کا ہے بجھانا مشکل

بات کے ساتھ نکلتا ہے دہوان سینہ سے
ہوگیا سوز دل زار چھپانا مشکل

کیا ہوا تونے جو آئینہ کو توڑا جوڑا
ہے سکندر دل اشکستہ بنانا مشکل

شدت ضعف برا ہو تیرا طاقت نرہی
بات کا لب پہ ہوا ہے میرے آنا مشکل

کوچۂ زلف مین ہین پیچ اندہیرے کے سوا
دل گم گشتہ کا ہے کہوج لگانا مشکل

ناخون سینہ خراشی وہ کہان ہے اب تو
کثرت غم سے ہوا سر بہی کہجانا مشکل

اعتبار انکا کسکو ہے جو کہاتے ہو قسم
جہوٹی قسمین ہین ایجان نہین کہانا مشکل

حالت نزع کو کیسا ہی غش آیا ہے اسے
ایسے بیدرد کو ہے حال جتانا مشکل

شعلے آنکھون سے نکلتے ہین بوقت گریہ
آگ پانی مین ہے ہرچند لگانا مشکل

غیر کمبخت کو ہم پہلو جو بیٹھے دیکھا
ہوگیا شرم سے اوسکے ہمین آنا مشکل

جہوٹے وعدون پہ ترے دو نہین تسکین ممکن
ایسے دیوانہ کو ہے ہوش مین لانا مشکل

حسرتین کیا کیا تیرے دلمین بہری تہین فرخ
ہوگیا تیرے جنازہ کا اوٹہانا مشکل

نگہ مست سے شراب خجل
اور پسینہ سے ہی گلاب خجل

اوسکے سایہ سے ماہتاب خجل
رخ روشن سے آفتاب خجل

ابر تیرے مقابلہ ہے آج
نکرین دیتے پہ آب سحاب خجل

دل میں وہ نازِ عشق سے اپنے
جس سے دوزخ کا ہو عذاب خجل

دل تو ہے بیٹھ حضرتِ ناصح
پر ہوئے ہم بہت جناب خجل

بیخودی میں فراغ سے کیا کیا
توبہ سے ہیں خراب خجل

ذرہ انکھیں اوٹھا دو تو فرخ
کیسے بیٹھے ہو لاجواب خجل

ردیف المیم

بسکہ فرطِ ناتوانی سے گئے ہیں ہار ہم
ہو گئے اپنی قضا تیرے گلے کے ہار ہم

گر قضا ہو جاتی ہے تو پائیں مشکلوں سے یار ہم
ناتوانی سے ہوئے اپنے تئیں دشوار ہم

اے قضا ہے فرقتِ جاناں میں تیرا انتظار
دیکھتے ہیں ہوئے سر کو اوٹھا بیمار ہم

تار بھی باقی نہ چھوڑا تو نے اے دستِ جنون
دل نہیں لگتا کریں کیا ہو گئے بیکار ہم

تشنہ لب ہوں پر نہ دیکھیں آبِ حیوان کی طرف
زندگی سے ہو گئے ہیں اتنا بیزار ہم

سوتے ہیں سکھ نیند ایسے جان و دل کو بیچ کر
ہو اگر شورِ قیامت بھی نہ ہوں بیدار ہم

ہاتھ میں پتھر لئے پھرتے ہیں لڑکے ساتھ ساتھ
کس تجمل سے نکلتے ہیں سرِ بازار ہم

ہاں مسیح سے دل اپنے ہم کبھی گر جانتے
پھر کریں کیا و لگے ہاتھوں ہوئے ناچار ہم

وہ عیادت کو نہ آئے سوچ رہتا ہے یہی
ہائے کس پہلو پہ فرخ ہوئے بیمار ہم

کیا کریں تو ہی بتا دے اے ستم ایجاد ہم
روز و شب کیونکر رہیں تجھ سے بھلا بیداد ہم

... ہمکو کریں اونکو نہ لائیں یاد ہم
طرفہ رسمِ عشق دل میں ہے کریں ایجاد ہم

دل نے قید زلف میں ہمکو پھنسایا تھا و لے
نقد جان دیکے ہوئے اس قید سے آزاد ہم

بیکسی میں اے غم فرقت نہ تھا چھوڑتا
کس سے بہلائینگے اپنی خاطر ناشاد ہم

اہل محشر محو ہو جائینگے اوسکو دیکھکر
سوچ ہے کس سے کرینگے حشر میں فریاد ہم

دام میں ہمکو پھنسایا طالع برگشتہ نے
کیا اسیری کا گلہ تجھسے کریں صیاد ہم

آہ ہوتا سا کسیکا قد ہمیں آتا ہے یاد
جا کے کیا گلزار میں دیکھینگے شمشاد ہم

گر مکافات ستم کا ہو فلک سکو خیال
ہم نالہ میں اوڑا دینگے تیری بنیاد ہم

اک بت ہرجائی کو دل دیکے فرخ مفت میں
جان سے بیزار ہوا ہوسے اور ہو گئے برباد ہم

ایذا سے جگر اوسنے دیا ہمکو سر سر
ذرات کی سوزش سے ہو گئی افشا ہر ہم

بال آنکی زلفونکے ہوا ہے جو اسیر ہم
کیون مجھسے انا حق کو ابھی ہو بد ہم

مخانہ دل تشنگی آیا تو گرایا
اب دل میں کسی اور کے کر لینگے گھر ہم

دکھلا کے ہمیں کرتے ہو تیرون پہ تلطف
کبتک سہیں یہ ظلم ہیں آخر تو بشر ہم

طوفان وہ برپا ہو کہ غرقاب ہو عالم
ارشاد کریں دیدہ پہ آنکھ کے گھر ہم

ایسے چرخ اکیلے تو در پیلے آزاد
لے اہل ستم ہیں نہیں بیجا صبر ہم

کیون ہم نے سمجھی اوکا فرید کیش
سب لطف کے قابل ہیں نہیں ایک مگر ہم

سجدہ میں گئے انکو وہان کون گئے گا
کچھ دل میں نہیں کہتے ہیں محشر کا خطر ہم

اب کوئی سننا یگا ہمارا کیا ہیں فرخ
پہلو میں نہ دل ہے کہتے ہیں نہ جگر ہم

والد نہیں کچھ جاپینگے ہم
کیا یہ ہی ستم اوٹھائینگے ہم

دلدار نیا بنائینگے هم
اب اور ہی روپ لائینگے هم

جل جائے گا آفتاب محشر
گر داغ جگر دکھائینگے هم

آیا کہیں آپ کا اگر دل
کیا عشق سے تب بتائینگے هم

لائینگے نہ تیرا شکوہ لب پر
گر جان سے گذر ہی جائینگے هم

غم سیکا لاغری نے کھویا
ڈھونڈھیگی قضا نہ پائینگے هم

بوسہ جو طلب کیا تو بولے
چھیڑو گے تو روٹھ جائینگے هم

کیا جائیگا جانے سے تمہارا
یہاں جان سے مفت جائینگے هم

گر مے کو برا کہے کا زاہد
خوب اسکا مزا چکھائینگے هم

دیوانہ ہے باولا ہے ناصح
باتوں میں نہ اسکی آئینگے هم

گھبرا گئی اب کے جان فرخ
پھر دل نہ کہیں لگائینگے هم

ابر تر کو کیا ہی شرماتے ہیں هم
آنکھ میں گر اشک بھر لاتے ہیں هم

آیا ہے اپنی عیادت کو وہ شوخ
آپ میں اب کب بھلا آتے ہیں هم

آجکل سجدان سے خالی ہے جبین
یاد وعدہ تجھکو دلواتے ہیں هم

یاد سے تیرے دل شیدا کو هم
اسے صنم دن رات بہلاتے ہیں هم

کیا ہی سہلاتے ہیں تلوے خار دشت
جوش وحشت میں جو تھک جاتے ہیں هم

یار کے کوچہ میں لیچل اے صبا
منتیں کب سے تیری کہاتے ہیں هم

سیر کو جاتے ہو تم غیروں کے ساتھ
رشک سے یہاں جان سے جاتے ہیں هم

کیا لگا جور و ستم تیرے سہیں
دل کوئی پتھر کا بنواتے ہیں هم

دیتے پہلے دل ہو چکا ہوتا جو ہے | ... اب یار کیا آتے ہین ہم
خوف ہے گردون نہ جیسا کہ خاک ہو | آہ بہی لب تک نہین لاتے ہین ہم
ہین سر مژگان جو اپنے طفل اشک | تیرہ بازی انکو سکہلاتے ہین ہم
اپنے اُگل دے شربا کا پوچہو نہ ڈہنگ | خون دل پیتے ہین غم کہاتے ہین ہم
چہوڑ کر تنہا نہ دم بہر کو گئی | بیکسی کو کسقدر بہاتے ہین ہم
زیست سے اپنی ہی کشتی کا سفر | بیٹہے بیٹہے ہی چلے جاتے ہین ہم
ہے غنیمت یہہ ہی اسے دور فلک | اوسکے جان بازون مین کہلاتے ہین ہم
اوسکے مضمون کمر کے شوق مین | اب سو بہتے ملگیا عدم جاتے ہین ہم

دل نہ کہوتا ہاتہہ سے [illegible] ہمین
تجہکو اے کمبخت سمجہاتے ہین ہم

اب چہلنا لوٹنا اشکون کو سکہلائینگے ہم | یاد رکہنا اے پری اب پاؤن پہیلائینگے ہم
اے غم فرقت خدا کے واسطے تنہا نہ چہوڑ | خاطر محزون کو کہین سے بہلائینگے ہم
محفل اغیار مین بیٹہے جو دیکہینگے تمہین | دیکہنا پہر رو پہ کیا کیا جان مین لائینگے ہم
کیا ہوا گر روٹہہ کر جاتے ہین وہ جانی ہی دو | جائیہ دل سے انہین پہر کہینچکر لائینگے ہم
بیکسان تو الفلک بہتا پہرے مثل حباب | ایکدو آنسو بہی گر آنکہون مین بہر لائینگے ہم
عشق کیا تم نے اگر پوچہینگے وہ ہمسے کبہی | قصہ جان سوز اپنا کہہ کے بتلائینگے ہم
ہو اگر منظور پردہ تمکو چشم غیر سے | آنکہہ کے پردہ مین اے جان تمکو بٹہلائینگے ہم
پہر دیکہو تیغ کو اکبار گردن پر سے | اک تماشا تو کٹنے کا تمکو دکہلائینگے ہم

آفتاب حشر کا موہنہ دم مین فق ہو جائیگا

گرلائین لب پہ آہ جگر شعلہ زن کو ہم
دم مین ملائین خاک مین چرخ کہن کو ہم

مدت سے تیرے کوچہ مین قاتل بشوق قتل
پہرتے ہین اپنے سر سے لپیٹے کفن کو ہم

سینہ مین داغہاے دل اپنے ہین رشک گل
کیا جائین سیر کے لئے نادان چمن کو ہم

اے موت آکہین کہ یہہ قصہ تمام ہو
کب تک سہین فراق کے رنج و محن کو ہم

ہرچند مثل خار ہوے غم سے سوکہکر
لیکن کہٹکتے ہین ابہی چرخ کہن کو ہم

بزم طرب مین ہمکو بلاؤ نہ مہربان
آزردہ دل کرینگے یون ہی انجمن کو ہم

چاہ ذقن مین دل نے ڈبویا ہی تہا ہمین
لیکن پکڑکے زلف کی سنبہلے رسن کو ہم

اپنے سوال بوسۂ لب کے جواب مین
کن حسرتون سے تکتے ہین تیرے دہن کو ہم

بس بس نہ چہیڑ ناصحا تو ہمکو بار بار
دل دیچکے ہین اب تو کسی گلبدن کو ہم

سودے ہین تیرے کاکل پرخم کے اسیر ہی
زنجیر سمجہے زلف شکن در شکن کو ہم

فرخ بقول آپکے حسرت یہہ دل مین ہے
کس روز جاکے دیکہینگے اپنے وطن کو ہم

دیکہنا کر لائے لب پہ نالہ موزان کو ہم
خاک کر دینگے جلا کر گنبد گردان کو ہم

روز کے جہگڑون سے بہتر ہے یہی اے دل کہ آج
دیکے جان آزاد ہو جائین شب ہجران کو ہم

جان نذر ناتوانی دل ہوا ہے نذر یار
سخت شرمندہ ہین کیا دین جان جانان کو ہم

ناصحا سود و زیان عشق سب سمجہے مگر
کسطرح سمجہائین اپنے اس دل نادان کو ہم

بار سر تن سے اوتار اکیا سبکدوشی ہوئی
دیتے ہین کیا کیا دعائین خنجر برّان کو ہم

زندگی سے ہاتہ اوٹہا ہم عشق مین بیزار ہین
آنکہ اوٹہا کر ہی نہ دیکہین چشمۂ حیوان کو ہم

[illegible] پانی بھرے
علم گریہ دین ہوا ہے دیدۂ گریان کو

دشت وحشت دوڑتا ہے پھاڑ کھانے کو ہمین
اسجنون لیچل بسا ہین خانۂ زندان کو ہم

زاہدا چل دیکھہ تو کیا کیا مقام کیف ہین
کسطرح جنت سے بدلین کوچۂ جانان کو ہم

خانۂ دل مین میرے آیا ہے مہمان آپکا
اپنے سینہ سے نکالین کس طرح پیکان کو ہم

آفتاب حشر کا فرخ گمان ہو جائیگا
کھولکر دکھلائین گر داغ دل سوزان کو ہم

بلبلین کہتی ہین کہا کہا کے گلستان کی قسم
تجھسا گلرو نہین دیکھا گل خندان کی قسم

قامت یار سا بوٹا کوئی دیکھا تو نے
سچ بتا قمری تجھے سرو گلستان کی قسم

زلف اس رخ پہ کتابی پہ تمہارے ایجان
واہ کیا سورۂ واللیل ہے قرآن کی قسم

نہ کبھی کیجیو گردش مین ہمارے سر کے
خنجر ناز تجھے ابروے جانان کی قسم

پیرہن مین نہ کوئی تار بھی رکھنا باقی
پنجۂ دست جنون تجھکو گریبان کی قسم

ایسا بے مثل طرحدار نہ دیکھا نہ سنا
ماہ تابان کی قسم یوسف کنعان کی قسم

دیکھہ تو چلکے کسی روز تو میخانہ مین
زاہدا لذت بادہ تجھے ایمان کی قسم

سخت دل برسے کبھی عمر تلک بھی تھمنے
ابر تر کہنا تجھے دیدۂ گریان کی قسم

دل کہان کھویا بتا دی یہ خدارا ہمکو
تجھکو فرخ ہے تیری ہی دل نالان کی قسم

رشک و اندوہ و الم حسرت و ارمان تمام
آج کل خانۂ دل مین ہین یہ مہمان تمام

قتل لایقتل و ثنا پڑھی ہے قاتل
دیکھئے کسکے ہو گردن پہ یہ گردان تمام

اللہ اللہ رے اقبال تیرا وحشت دل
ہو گئے زیر نگین کوہ و بیابان تمام

ابرو و دزدین [illegible] تیرے [illegible] پتلی
[illegible] اسکے قتل و [illegible] ہے دل ہی مین جان

ابرو و گیسو و مژگان و نگاہ خونخوار
در پئے جان ہین تیرے یہہ دل ناداں تمام

بہول کر اپنا سبق یاد سے آکرتے ہین
مصحف رخ کو ترے اطفال دبستان تمام

بارہ خنجر ہے سرمہ نہین آنکہون مین دلا
ہو چکے قتل کے ابتو ترے سامان تمام

تار بہی باقی نہین ہو گئے بیکار سے ہم
پہٹ چکے دست جنون جیب و گریبان تمام

کرین آزاد اگر زلف کی زنجیر سے آپ
سر پہ دیوانے اوٹہا لین ابہی زندان تمام

سرکشی کی ترے قامت نے زمین مین گاڑا
کیسے سیدہے ہوئے اب سرو گلستان تمام

ہمنشین دیکھ کے فرخ کی شکستہ حالی
ایک ہی طرز کے ہوتے نہین انسان تمام

ردیف نون

سر پہ آنکہون پہ کچہہ ہم جو جفا ہوتے ہین
ہے یہہ تقصیر کہ کیون تم پہ فدا ہوتے ہین

خاطر ناز کا خوبان سے عذر کرتے ہین
ورنہ نالہ تو غریبون کے بلا ہوتے ہین

کس رعونت سے کہا ہنسکے جو مانگا بوسہ
ایسے در پر ترے لاکہون ہی گدا ہوتے ہین

دل دیا جان بہی لو عذر ہے کسکو صاحب
کون سی بات ہے کیون آپ خفا ہوتے ہین

خنجر سے پیار کرین ہاں مین گلے مین ڈالین
ہاتہ گردن پہ پہیرے اونکے صفا ہوتے ہین

ہجر جانان سے بتنگ آکے یہہ قول روح ہے
قالب خاکی سے تو ہم ہی جدا ہوتے ہین

یہہ نہین ہو جو پہرو قول سے اپنے سو بار
کب پہرین عہد سے جو اہل وفا ہوتے ہین

کچہہ نہین خوف خدا کرتے ہین جو چاہتے ہین
اپنے وقتون کے یہہ بتا آپ خدا ہوتے ہین

ناخن پا ہین صنم کے یہہ فلک پر اید ل
ماہ نوین کے جو انگشت نما ہوتے ہین

طفل اشک اپنے یہہ ابتر ہین مچلتے ہین جب
جتنا روکو انہین اوتنے ہی سوا ہوتے ہین

تہا منا انکو اسے چرخ نہ اوڑجائین دہوئین
نالہ اب تو دل محزون کے رسا ہوتے ہین

کیا قصور انکا ہے اپنے نصیبون کا لکھا
غیر پر لطف و کرم ہمپہ جفا ہوتے ہین

دل ہوا جاتا ہے خون شکوے یہہ مصرع فرح
کل کے ترشے ہوئے بت آج خدا ہوتے ہین

لگا روگ کیسا خدایا ہمین
کہ جینے سے مرنا ہی بہایا ہمین

پڑے صبر اس دل پہ ارمان کا
رقیبون نے اوس سے چہوڑایا ہمین

خبر ہو اگر رشک عیسے ہو جانے
تپ غم نے دیکہو جلایا ہمین

یہی ہے دعا تمسے سمجھے خدا
بتو تمنے ناحق ستایا ہمین

کسیطرح سے دل بہلتا نہین
یہہ کیا ہوگیا ہے خدایا ہمین

نہین تاب اوٹھنے کی اب ضعف سے
اوٹھا لیجو تو خدایا ہمین

عدم سے یہان آ کے دیکہا تجہین
کہان سے کہان شوق لایا ہمین

یہہ تعظیم کا ہون لیے صحرا مین کی
کہ دو دو قدم پر بٹہایا ہمین

کسی کی خطا کیا کہ یون خاک مین
ہمارے ہی دل نے ملایا ہمین

شب غم جو جاگے تو وقت سحر
لحد نے بغل مین سولایا ہمین

گیا نخل دل سے نہ گردون کے ہاتھ
ہوسے پر زمین مین دبایا ہمین

جہان جاؤن لوگون کا ہے اک ہجوم
رقیبون نے تماشا بنایا ہمین

زمانہ مین الفت ہے فرح کہان

سمجھتے ہین اپنے پرایا ہمین

جو نالہ ہجر مین تیرے سے دل افگار کرتے ہین — تہ و بالا زمین و آسمان یکبار کرتے ہین

جو ہین حضرت عیسے نہین ممکن شفا اپنی — علاج ضعف دل مین سعی کیون غمخوار کرتے ہین

نہین معلوم کیا کشمکش ہے اک بوسہ لب پر — کبھی اقرار کرتے ہین کبھی انکار کرتے ہین

خدا حافظ لگاتے ہین وہ سرمہ آج آنکھون مین — مبارک اے اجل پھر تیز وہ تلوار کرتے ہین

فلک سے کار بیدادی نگاہ ناز نے چھینا — قضا و موت کو غمزہ تیرے بیکار کرتے ہین

صداے ناز سے کہتی ہین گھونگرو اوسکی یون اہل — قیامت ہے جو غافل ہین اونہین ہشیار کرتے ہین

نہین ہے کچھ شکایت آسمان کی اور قسمت کی

وہی ہوتا ہے جو فرخ تیری کرتار کرتے ہین

بتون کو ظلم و ستم سے کچھ انفعال نہین — خدا ہی جانے کہ کیون خوف ذوالجلال نہین

لپٹا خط کا چہتا ہے آپ شوق وصال — ہماری غرض کو کچھ حاجت سوال نہین

مین خوب جانتا ہون ناصحا جو کہتا ہے — پہ کیا کرون کہ مجھے دل سے کچھ مجال نہین

تمہین نہین ہو جو اترا کے روٹھ جاتے ہو — بلا سے اور حسینون کا ہی تو کال نہین

زبان حال سے کہتا ہے ماہ نو ہر دم — نہین کمال ہے جسے آخرش زوال نہین

حرام توبہ کو ہم جانتے ہین او زاہد — سواے بادہ یہان کوئی شے حلال نہین

ہمیشہ کنگھی و چوٹی مین او سجے رہتے ہو — تڑپ تڑپ کوئی مرتا ہے کچھ خیال نہین

وہ قتل کرکے مجھے کہتے ہین بعد تسکین — جو جان عشق مین جاے تو کچھ کمال نہین

دکھا دکھا کے جو غیرون پہ لطف کرتے ہو — ہمین خدا کی قسم اسکا بھی ملال نہین

تمہین غرور ہو کیونکہ حسن پر اپنے — کہ اور تمسا کوئی صاحب جمال نہین

جو پوچھا **فرخ** بیمار سے مسیحا نے
ہے آس جینے کی کچھ بولا وہ حال نہین

عندلیب زار سن کیا فایدہ فریاد مین — رحم آتا ہے کہین ناوان دلِ صیاد مین
رات ہی زاری مین کٹی اور دن کٹا فریاد مین — حال اپنا کیا ہوا ہے ہاے اوسکی یاد مین
اسپہ انسان شیفتہ ہین اوسپہ شیدا حور — فرق یہ ہے قامتِ جانان اور شمشاد مین
یون دمِ رخصت دیا مجھکو دلاسا شوخ نے — ہونہ بیٹھے ہی پڑے رہنا ہماری یاد مین
ایک گنا اوس سے کھنچی مجھسکہ دیکھنا — چشمِ تر کی بحر ہین دریدہ سب امداد مین
حُسن گندم گون پہ مرنا واعظا کیا عیب ہے — کیا نہین ہین حضرتِ آدم کی ہم اولاد مین
اے اجل تھوڑی سی مہلت اور دینی چاہیے — دیکھنے کی اوسکے حسرت ہے دلِ ناشاد مین
پہر گردون کانپتا ہے اوسکے جور و ظلم سے — واہ کیا نام خدا یکتا ہین وہ بیداد مین
کب ستارے ہین فلک پر میری آہ گرم سے — لاکہون رخنے پڑ گئے ہین چرخ کی بنیاد مین
دیکھکر نقشہ رخِ جانان کا بیخود ہو گئے — تاب کیا تھی کھینچنے کی مانی و بہزاد مین
اوس لبِ شیرین کے بوسہ سے ہو لب اپنے بند — کب حلاوت اسقدر ہو کوزۂ قنّاد مین
ترک الفت کے سوا اے حضرتِ ناصح مجھے — کچھ نہین ہے عذر تعمیل آپکے ارشاد مین
دل سمجھتے تھے جسے اوسکی اتنی دہوم تھی — جسکو چیرا خون کے دو اک قطرے تھے تعداد مین
تمنے دامن سے جو دہویا خون کا دھبا کیا ہوا — خونِ عاشق لگ رہا ہے خنجرِ فولاد مین
مجھکو کہتا تھا یہ مجنون گرچہ ہون ظاہر مین دور — لیک دل سے ہون مین حاضر خدمتِ استاد مین
ہم تو آپ ہی مر رہے تھے پہ یہ کچھ جور و ظلم — ہاتھ کیا آیگا ظالم اسقدر بیداد مین
اوس نے کی خارا شگافی پھوڑتا ہون سر کو مین — فرق کیا باقی رہا ہے مجھ مین اور فرہاد مین

دام کاکل سے اولجھنا روز کا اچھا نہین
دل پھنسے گا اک نہ اک دن پنجۂ صیاد مین

دینگے ہم فرخ دوہائی یون خدا کے سامنے
چین اکدن بھی نہ پایا عالم ایجاد مین

ہے اضطراب جو کہ دل بیقرار مین
سیماب و شعلہ مین ہی نہ برق و شرار مین

مجبور ہین دل ہے نہ جان اختیار مین
اچھا ہے موت آئے اگر ہجر یار مین

اے موت تو ہی آ کہ نہین دلکو ہو قرار
پتھرا گئی ہین آنکھ شب انتظار مین

بیٹھے نہین سیاہ یہ پستان یار پر
پیوند فالسہ کو کیا ہے انار مین

اب فایدہ ستانے سے ظالم ہی کیا تجھے
باقی نہین ہے جان تلک جسم زار مین

کیونکر اوٹھیگا اپنا جنازہ پس فنا
حسرت بھری ہوئی ہین دل بیقرار مین

اوٹھی گھٹا ہے دہوم سے ساقی شراب لا
بادہ کشی کا لطف ہے ابر بہار مین

بکتے ہین ایک آن پہ لاکھون ہی دل وہان
یہہ داغ دل ہے بہلا کس شمار مین

اتنا کوئی بتا دے کہ تدبیر کیا کرون
جب دل کسیطرح نہ ہو اختیار مین

ہمکو یقین ہے یہہ دل مضطر ہی بعد مرگ
رہنے نہ دیگا چین سے کنج مزار مین

ممنون لاغری ہین کہ پوچھتے ہین کاہ ہو
باد صبا کے ساتھ ہین ہم کوے یار مین

دل لیکے بیوفا نے دغا کی ہے روز حشر
کہہ دینگے ہم پکار کے سو مین ہزار مین

فرخ اگر عقیل ہے ہرگز نہ کیجیو
دل بستگی تو ہستی ناپایدار مین

بیمار عشق ہوتے ہین جینگے بہلا کہین
اوس درد جان گزا کی نہین ہے دوا کہین

آئے قضا تو جسکے سبب سے ہو نجات
جلدی یہہ قصہ فیصلہ ہو دے خدا کہین

باتین ہین سچ ہین حضرت ناصح کہ جناب — معلوم ہو گا آپکو گر دل دیا کہین
ق
غفلت شعار سے مری کہتا ہیہ نا بہ بہ — چلک خبر شتاب سے بہر خدا کہین
حالت بدل گئی ہے تیرے بیمار عشق کی — ساقط ہے نبض دم کا نہین ہے پتا کہین
ہین غیر نامراد سب افسانہ المرام — ہو مستجاب اپنی بھی یا رب دعا کہین
ہون ناتوان مین ضعف سے مانند برگ کاہ — لیجاے کاش کوچہ مین تیری صبا کہین
دو چار دن کے حسن پہ اتنا غرور ہی — اے گل بہار رہتی نہین ہے سدا کہین
اس کجروی کی چال نہ چل ہے اے فلک — ڈرتا ہے اولٹ کے رکہدے نہ آہ رسا کہین
اس عشق کے نرالے ہر اک جا ہے ڈہنگ مین — آفت کہین غضب کہین قہر خدا کہین

دل دیدیا ہے تونے بت شوخ وشنگ کو
فرخ نہ تیری جان پر آئے بلا کہین

کیا جانے کیا لکہا تہا اوسے اضطراب مین — قاصد کی لعش آئی ہے خط کے جواب مین
بہر کر شراب جام مین دکہلا دیا ہے کیا — ساقی نے آفتاب ہمین ماہتاب مین
ممکن شمار انجم گردون سے چارہ گر — لیکن نہ داغ دل میرے آئین حساب مین
کیون بال خوردہ کاسے خط یار مین گمان — کہتے ہین ہم کہ کیڑا لگا ہے کتاب مین
اک روز دیکہہ تو سہی لطف اسکا زاہدا — کیا موجتی ہے دور کی کیفیت شراب مین
ہے ضبط گریہ اپنا بہی اک صنعت عجیب — دریا کو ہمنے بند کیا ہے حباب مین
ناصح خدا کے واسطے مت چہیڑ تو ابہین — ہم مبتلا ہین اپنے ہی حال خراب مین
اوج خرام [illegible] لگ گئی تہی آنکہ — دیکہا کہین [illegible] شور قیامت ہی خواب مین
نیند [illegible] — خورشید ڈوبے شرم سے اک جلوہ [illegible] مین

جیسے دیا ہے دل بہت نادان کو ہمنے آہ ہے مبتلائے آفت دل جان عذاب مین
پیاسا ہون آب تیغ سے سیراب کیجئے اتنی بہی دیر کیا میان کار ثواب مین
واعظ عجب ہے کیا جو دیا ہمنے دل کہین باتین ہوا ہی کرتی ہین ایسی شباب مین

فرخ شب فراق کے صدمہ نہ مین ہون
ہر صبح یہ دعا ہے خدا کی جناب مین

بس ستا اب نہ وہم چند کا مہمان ہون مین اور دو چار گہڑی کا شب ہجران ہون مین
ہر بن مو سے نکلتے ہین شرارہ کیا کیا سوز الفت سے ترے سر و چراغان ہون مین
ترک ہوتا ہے کہین کوچہ جانان ہمسے واعظ تجہسے زیادہ کہین نادان ہون مین
ضبط گریہ نہین طوفان ہے نہان آنکہو نہین اپنے غرق جہان ہووے جو گریان ہون مین
پیچہ ہوتا ہے کسطرح بچایا مجہکو ناتوانی ترا پہر کیون نہ ثنا خوان ہون مین
دشمن زیست نہین اور فنا کا ہین دونون تسپہ زندہ ہون عجب طرح کا انسان ہون مین
کسطرح ہووے یہہ درد دل اپنا یا رب دل زلف داده ندیده رخ جانان ہون مین
مار رہا ہے پہرا دشت سے اوتار اتونے کیا ہی شکوہ ترا خنجر برّان ہون مین
سمجہون کیا ہی فراغت تہی علایق سے مجہے جی مین آتا ہے کہ پہر راہی زندان ہون مین
عشق مین کہنچتا ہے خاک تلے پہہ ابال مجہے مالک مملکت کوہ و بیابان ہون مین
خاک سے دوش صبا پر پہرتی ای شکر پری مر کے الفت مین ترے رشک سلیمان ہون مین
یاد کرتا ہون ترے مصحف رخسار کو روز گرچہ ناخوانده ہون پر حافظ قران ہون مین
مجہکو تیرا لا کربت کا فسر ہے رشک سے مجہکو جلاتا ہے مسلمان ہون مین

خون سفید ہو گئے اپنا سے زندان کے فرخ

حالتِ ہجر سے انگشت بدندان ہوئے ہین

میری مرقد پہ جب وہ آتے ہین
جائے گل تیوریان چڑھاتے ہین

اسقدر ہین شریر طفلِ سرشک
آگ پانی مین یہہ لگاتے ہین

نہین معلوم یہہ ستم پیشہ
اور جلتون کو کیون جلاتے ہین

گریون ہی رنج ہجر ہے ہر دم
ہاتھ ہم زیست سے اوٹھاتے ہین

جوشِ وحشت مین خار دشت مجھے
پاؤن پڑ پڑ کے کیون بٹھاتے ہین

طلبِ بوسہ کے جواب مین وہ
تیغ ابرو مجھے دکھاتے ہین

ق
جھوٹے ہین وعدے سب دلِ نادان
چٹکیون مین تجھے اوڑاتے ہین

نہ کبھی کیجیو اعتبار اون کا
وعدہ کر کے وہ بھول جاتے ہین

ہین یہی چرچے نامِ رخصت سے
ہر گھڑی مجھکو وہ رولاتے ہین

کارِ جلاد کرتے ہین گل رو
تیغ ابرو سے سر اوڑاتے ہین

ق
جب وہ جاتے ہین سیر گلشن کو
اک نہ اک تازہ گل کھلاتے ہین

قمریان سرو سے بگڑتی ہین
گل و بلبل کو وہ لڑاتے ہین

دل نہ مانیگا حضرتِ ناصح
آپ کیون مفت سر پھراتے ہین

آتشِ ہجر کم نہین واعظ
ذکرِ دوزخ کسے سناتے ہین

کوے جانان کو جاتے ہین فرخ
ہم بھی اب قسمت آزماتے ہین

گر کبھی آہ لب پہ لاتے ہین
ہم زمین آسمان ہلاتے ہین

لکھ کے ہم خطِ شوقِ وصل اوسے
اپنی قسمت کو آزماتے ہین

شب فرقت مین انجم گردون — آنکھ کیا کیا مجھے دکھاتے ہین

ہر قدم پر خرام ناز سے وہ — فتنۂ خفتہ کو جگاتے ہین

ایسے نادان نہین ہین اے ناصح — تیری باتون مین ہم کب آتے ہین

عیب نہ ملتا ہے بیکسی مین کوئی — سوتا کو ہم گلے لگاتے ہین

قصد جان نامہ بر سے کھیل او نشا — پر کبوتر کے وہ اوڑاتے ہین

جان دینگے تو نہ غیرون سے — ہم جو کہتے ہین کر دکھاتے ہین

کستی مار کے اپنی طفل سر نشکا — ہم پہ رو رو کے گھر اوٹھاتے ہین

پھر تو دیکھو جب مین روتا ہون — گدگدی کر کے وہ ہنساتے ہین

آسمان و زمین سے مجھے فرح
کسلئے خاک مین ملاتے ہین

حد سے زیادہ بڑھ چلی ہے بیقراری ان دنون — یاد رہتی ہے بہت جانی تمہاری ان دنون

شکوۂ حسرت یاس وحرمان ہیچ وقت و دیغم — سب کرم کرتے ہین ہمپر یار بھی ان دنون

ضعف سے بستر پہ کروٹ بھی بدل سکتا نہین — ہے تپ غم سے بری حالت ہماری ان دنون

بیعلاج رہتی ہے دلکو آہ و زاری ان دنون — سوزش دل کر رہی ہے غمگساری ان دنون

اب اگر آئے اجل مرہون منت ہون تیرے — زندگی ہمپر ہوئی ہے اپنی بھاری ان دنون

توبہ سے زاہد افضل بادہ خواری مین کہان — ہوگئی ہین کیا لی سے خود پہ پرہیزگاری ان دنون

خوف ہے مردم بھی طوفان نہ اٹھا دے کہین — دیدۂ تر کو ہے شغل اشکباری ان دنون

سورۂ اخلاص گل پڑھتا ہے بلبل کے لئے — باغ کو جاتی ہے کیا انکی سواری ان دنون

ہیچ فرقت نے کھلایا یہ ہمارا جسم زار — شکل سے پیدا ہی ہے اپنی لاغری ہماری ان دنون

حضرت فرخ بتا دو تمہین کیا ہوگیا
اشک کیون رہتے ہین ہون آنکھون سے جاری نون

سانس لینے کی بھی طاقت دل رنجور نہین
اسطرح جینا تو اب ہمکو بھی منظور نہین

اے فلک تو ہی بتا سنگ ستم سے تیرے
کونسا شیشۂ دل ایسا ہے جو چور نہین

بوسۂ لب بھی اگر دو تو گوارا ہو ستم
مفت مین ناز اوٹھاؤن کوئی مزدور نہین

کجروی کرتا ہے کیا کیا یہ ستمگر ہے
لے خبر آہ جگر چرخ بہت دور نہین

صبح اور شام مین یہ پیار سے ہوتا ہے ملاپ
دونو زلفون مین یہ اوسکا رخ پرنور نہین

قیس و فرہاد کے قصہ سے سوا چرچا ہے
کون سی جا پہ فسانہ میرا مشہور نہین

ہان نکلتی ہی نہین ہے کبھی منہ سے تیرے
کس سے سیکھی ہے یہ تو نے بہت مغرور نہین

عرض کی بیٹھتے ٹیتا ہون ذرہ دیکھ تو لو
بولے کیا خوب چہ خوش اپنا یہ دستور نہین

نوشت

قابل عفو نہین ہون بت اگرچہ فرخ
بخشش سے اپنے کرم کے وہ تو کچھ دور نہین

ہجر ایسا کسیکا ہو رہا ہون
معلوم نہین کہان گیا ہون

اوس گل سے جو اب تو جدا ہون
بیگانہ مرا کیا سے ہوا ہون

دعوی ہے خدائی کا بتون کو
مین شان خدا کو دیکھتا ہون

ہے ناصحا جان غریب
وہ جان کیون آو نہ جا ہون

الجھا لی ہین دم مین چرخ افلاک
سینہ سے جو آہ کھینچتا ہون

آ جلد کہ جان لب پہ آ گئی
اس زیست کو کب تک سہا ہون

کب تک کرون انتظار تیرا
اب راہ عدم کو دیکھتا ہون

کہتا ہے ہمکو کے چشم سے تکتا | کیا خاک میں ملنے کو بنا ہون

کہتا نہیں کچھ بھی جب سے فرخ
میں چھپنے سے اپنے کیون خفا ہون

دل وہین لیکے دیا کرتے ہین | رنج ہم مول لیا کرتے ہین

وعدۂ وصل پہ سنتا ہوں اجل | دم وہ جیتے ہی دیا کرتے ہین

انجم چرخ میرے داغوں کی | راتون تقلید کیا کرتے ہین

سختی دل کیا کہین فرقت مین ہم | خون دل اپنا پیا کرتے ہین

بیٹھکر یاد جب آکر اپنا دل | ہنسنا سدا جو کیا کرتے ہین

کیا لیا اُنکا جو دشمن ہم ہیں | کیون خفا آپ رہا کرتے ہین

تاک جب شاہ سے بنتا یارا فرخ
تم بھی کہتے ہو جیا کرتے ہین

مالک ہین آپ جور کرین یا جفا کرین | بندہ ہے کون ہم جو کسی سے گلا کرین

لیکن جواب نامہ نہ آیا ہے اب تو ہم | اب انتظار آمد پیک قضا کرین

قسمت علاج میرا عبث کرتے ہین طبیب | بیمار و مرض کی اپنے وہ پہلے دوا کرین

ہر چند دم لبون پہ ہے لیکن یہ آپ کا | ہم اور دم کے ساتھ کوئی دم وفا کرین

آئینہ مین جو کاکل پر خم کو دیکھ لو | اسی طرح سے آپ پریشان رہا کرین

کج بحثیان ہین حضرت ناصح نہین ہین خوب | ناحق نہ آپ بحث مین ہم سے کیا کرین

بندہ ہون اونکا جو کہ محبت پرست ہین | کیا کام ہم کو صاحب دولت ہوا کرین

غیرون کے خط کا بھیجتے ہو تم جواب شوق | اور یون ہمارے نامہ کے پرزہ اوڑا کرین

الفت مین ان بتون کے گنوائی تمام عمر
آ فرخ اب تو بیٹھ کے یادِ خدا کرین

مہربان تم پہ دل و جان جو فدا کرتے ہین / تم ہی فرماؤ کہ کیا ہم یہہ برا کرتے ہین
کون سنتا ہے تیری پند و نصیحت ناصح / مسخرے سیکڑون اس طرح بکا کرتے ہین
ہے بجا آپکا فرمانا ولیکن حضرت / ابتدا سے کہین بگڑے بہی بنا کرتے ہین
سر کے کٹوانے کو راضی ہین تیری سر کی قسم / ہم بہی لے حق محبت کو ادا کرتے ہین
جبکہ کرتے ہین علم تیغ دو دم ناز سے وہ / زخم اوچہے میرے بے طرح ہنسا کرتے
چاک کا فکر لگا رہتا ہے ایسا جنون / ہم گریبان سدا اپنا سیا کرتے ہین

ہو نہ مغرور کہ ہون صاحبِ دیوان فرخ
جو ثمر ور ہون وہی نخل جہکا کرتے ہین

یار صورت اپنی دکہلاتا نہین / ہم سے بن دیکہے رہا جاتا نہین
تلخ جینا دل نے اپنا کر دیا / کیون یہہ ہمکو نگلا جاتا نہین
تم کہین اور ہم کہین آ جان جان / اس طرح جینا ہمین بہاتا نہین
کاغذ نامہ ہوا آتش زدہ / سوزِ دل اپنا لکہا جاتا نہین
تنگ ہون جینے سے بہی جبر یار / کیا بن آئی موا جاتا نہین
مجکو ہی سمجہاتے ہین سب ناصحا / فتنہ گر کو کوئی سمجہاتا نہین
روبرو اوس رخ کے خورشید فلک / ہمسا کہتا ہے شرماتا نہین
رو رہے ہین دشمن میری حالت کو دیکہہ / رحم اوسکو فرخ آتا نہین
کب تلک کہینچین یہہ رنج انتظار / موت ہی آئے یار آتا نہین

دل ہے سو ہجر تیری گریبان
نام کو آنکھون مین اشک آتا نہین

رو دیا غیرون مین تڑپاؤ گے تو کیا
ایسی باتون سے مین گھبراتا نہین

عشق مین کیا کیا اوٹھائی ذلتین
پر دل کمبخت باز آتا نہین

کیا بنی فوج تیرے دل پہ بتا
ایکدم جو تجھکو چین آتا نہین

ہم اونکی واسطے سب کچھ لٹا کے بیٹھے ہین
جو ہمسے آج تلک مونہہ چھپا کے بیٹھے ہین

فلک پہ آہ بہت تہک تہکا کے بیٹھے ہین
طرح طرح کی مصیبت اوٹھا کے بیٹھے ہین

نہ کیونکہ درد اوٹھے آہ میری پہلو مین
رقیب یار کا پہلو دبا کے بیٹھے ہین

ہزار شکر مبارک ہو اے اجل تجھکو
وہ میری قتل کا بیڑا اوٹھا کے بیٹھے ہین

قرار و صبر و شکیب و دل اوسکی الفت مین
ہم اپنے ہاتھون سے سب کچھ لٹا کے بیٹھے ہین

بس اب خدا کے لئے تنگ کر نہ وحشت دل
بہت سی دشت کی ہم خاک اوڑا کے بیٹھے

اوٹھینگے خاک ہی ہو کر مثال نقش قدم
گلی مین ہم تیری بستر جما کے بیٹھے ہین

انہی موت لکھی ہے نصیب مین کہ نہین
ہم انتظار مین کب سے قضا کے بیٹھے ہین

چرایا گر نہین تمنے ہمارا شکستہ دل
تو آپ کس لئے آنکھین چرا کے بیٹھے ہین

گھڑے سے گھڑے جو کہین روئے ہجر یار مین ہم
تو ہم بہت سے گھرون کو بہا کے بیٹھے ہین

دل و جگر کو تو رو بیٹھے عشق مین اوسکے
بچی ہے جان سو اوسکو بچا کے بیٹھے ہین

اوٹھائے دیکھین تو طوفان وہ کہ دیدہ تر
یہ شرط ابر سے ہم بھی لگا کے بیٹھے

قسم خدا کی جلاتے ہین سب اوسکے مجھے
جو پاس اوس صنم پرجفا کے بیٹھے ہین

امید زیست کسے ہے شب فراق کہ ہم
بلا کے سامنے مونہہ ہین قضا کے بیٹھے ہین

یہ ہی حال تہا آغازِ عشق کا فرخ
جو آپ جینے سے اب ہاتہ اوٹہا بیٹھے ہین

جسطرف چشمِ تر گیا ہون مین
سوکہے وبہرون کو بہر گیا ہون مین

کوئے قاتل مین گر گیا ہون مین
اپنے سر سے گذر گیا ہون مین

جان دیدی تیری نہ آنے سے
دیکہہ مین آئی مر گیا ہون مین

تیری فرقت مین داغِ دل کی قسم
سیرِ گلشن کو کر گیا ہون مین

جلد آئے کہین وہ رشکِ مسیح
زندگی سے گذر گیا ہون مین

نہ لا بار ہا بہ ملکِ عدم
اپنے وصفا کر گیا ہون مین

بے خبر جلد میری ای شبِ وصل
شامِ فرقت سے ڈر گیا ہون مین

ہاتہ اوٹہایا ہی عشقبازی سے
کیا بگڑ کے سنور گیا ہون مین

ختم عشق تہا مین اے فرخ
نام دنیا مین کر گیا ہون مین

جب وہ ذوقِ شراب کرتے ہین
دلِ عاشق کباب کرتے ہین

نہ کیا تیغِ یار نے سیراب
کب سے ہم آب آب کرتے ہین

کسلئے آپ مجہکو حضرتِ دل
ساتہ اپنے خراب کرتے ہین

کیا غرض اس سے واعظا تجکو
ہم گنہ یا ثواب کرتے ہین

ق
حسرتِ روسیاہی ہے
شیخ صاحب خضاب کرتے ہین

دیکہنا ضد وہ بعد مردن بہی
مجہہ کیا کیا عذاب کرتے ہین

لاکے مرقد پہ ساتہ غیرون کو
میری مٹی خراب کرتے ہین

روز یک بکبا کے حضرت ناصح
ق ہمپہ کیا کیا عتاب کرتے ہین

بسمل اُن کو نکا ترک عشق ہوا
کیسی باتین خراب کرتے ہین

اپنی رفتار ناز سے وہ بھیا
روز روزِ حساب کرتے ہین

خط نکلنے پہ بھی وہ اُسے فتح
وہی ہمسے حجاب کرتے ہین

ہے حسن کی یہ گرمی بازار کوئی دن
ہے گرد ترے مجمع اغیار کوئی دن

جیتے ہین ترے عاشق غمخوار کوئی دن
کرلے یہ ستم او بت عیار کوئی دن

گردش نگہ یہ ہی مین تو نظر آتا ہے ہمکو
مہمان ہے پہلو مین دل زار کوئی دن

جراح غنیمت ہے اگر زخم مین خندان
ہنسنے دے یونہی چرخ ستمگار کوئی دن

ہے چشم رہائی ترے خط آنے پہ دل
زلفون مین ہے تو اوسکے گرفتار کوئی دن

مقتل مین جو منظور ہو بسمل کا تماشا
حاضر ہون مقرر کرین سرکار کوئی دن

غالب ہے جو سد لخت جگر اب بھی ہے سین
تعلیم دے گر دیدہ خونبار کوئی دن

کونین کو فی النار کریگی یہ مقرر
گر زور پہ یہ ہے آہ شرربار کوئی دن

ہنستے ہین مرے رونے پہ غمخوار یہ کہکر
فتح ذرا جاتے تو بیمار کوئی دن

ردیف واو

کسے اوپنا ہوا پیاسے بھی دو ہر مجھکو
اسقدر زخم نے کیا ہے تیری لاغر مجھکو

زندگی اپنی ہوئی مرگ سے بدتر مجھکو
ہو گیا جیتے ہی جی گور میسر اگر مجھکو

شب فرقت مین ہے بلا چین ہو کیونکر مجھکو
آنکھین دکھلا کے ڈراتے ہین یہ اختر مجھکو

ہو سکا کام کوئی بھی نہ رہنا کا تیرے
کس لئے پیدا کیا خالق اکبر مجھکو

آنکھ سے دیکھا جو کانون سے سنا تھا نہ کبھی | اور کیا دیکھئے دکھلائے مقدر مجھکو

نام سے توبہ کے کرتا ہون مین توبہ ہو بار | ساقیا پھر جو ادا سے کوئی ساغر مجھکو

بیقراری سے مرے ہوگیا سیماب خجل | ابر مین برق بھی دیکھ کے مضطر مجھکو

دل ہے شیشہ سے بھی نازک سجھ آئے ناصح | سخت باتین یہہ تیری لگتی ہین پتھر مجھکو

بزم مین آتا ہون تو کہتے ہو باہر باہر | مہربان سمجھے ہو کیا آپ سے باہر مجھکو

وائے تقدیر کہ جس لب کا ہین بوسہ غیر | نہین اوسکی کبھی گالی بھی میسر مجھکو

کون تھا کاتب تقدیر یہہ پوچھونگا ضرور
پوچھا فرخ جو کسینے دم محشر مجھکو

آج وہ اوٹھتے ہین محفل سے اوٹھانے ہمکو | کل تکلف سے جو اوٹھتے تھے بٹھانے ہمکو

کیون خفا ہوتے ہو لو جاتے ہین لو جاتے ہین | سر سلامت تو بہت اور ٹھکانے ہمکو

اے طبیب اور ہوا درد دل زار دوچند | فایدہ خوب کیا تیری دوا نے ہمکو

کوئی بھی مین نہ پڑا کام نمایان مجھسے | کسلئے پیدا کیا ہاے خدا نے ہمکو

روز محشر جو کوئی پوچھیگا کیا دیگے جواب | مکر مین یاد نہ حیلے نہ بہانے ہمکو

دم دیا شیخ جو بھاگے یہہ بتایا اونکو | آج آئے تھے کرامات دکھانے ہمکو

غمزہ و ناز نے لوٹا تھا متاع دل و دین | جان سے مارا صنم تیری ادا نے ہمکو

وہ دیا دل کہ ہوا ہاے نہ قابو جسپہ | کس مصیبت مین پھنسایا ہے خدا نے ہمکو

اور اوجھاؤ مین اوجھاؤ ہوا ہے فرخ
یاد زلف آئی دم نزع ستانے ہمکو

مطلب بوسہ مین کیون چھیڑتے ہو تم مجھکو | ساز خوش آتا ہے نشہ نہ تر تم مجھکو

اب شب وصل نہ کیون آئے تعجب مجھکو
شب فرقت مین ڈراتے تہے یہہ انجم مجھکو

ہائے کیا پوچہا ہے ظالم نے میرا درد جگر
جب نہ کچہہ باقی رہی تاب تکلم مجھکو

کوچہ یار سے کی جو اوس زلف مین الجہی دیکہی
مار پیچان نظر آیا یہہ وہ کژدم مجھکو

فاتحہ پڑہنے ہی آئے نہ میری قبر پہ حیف
دو ہی دن مین میری جان بہول گئی تم مجھکو

مین وہ مے نوش ہون مر جاون اگر مے نہ ملے
جی اوٹہون گر لب مینا کہے قم قم مجھکو

قدح بادہ دکہاتا ہے مین کم ظرف نہین
کم مین دو چار ہی دے ساقیا گر خم مجھکو

جب چلے دنیا سے فرخ تو یہہ بولی حسرت
آہ رے کسکے چلے چہوڑ یہان تم مجھکو

تپ فرقت نے تیرے ایسا ستایا مجھکو
ملک الموت نظر آیا مسیحا مجھکو

چشم بد دور دکہا انکہہ دو بارہ مجھکو
پتلیون کا یہہ خوش آتا ہی تماشا مجھکو

شوق دیدار مین دم میرا لبون پہ آیا
ہائے ترساتا ہے کیون اوبت ترسا مجھکو

غم فرقت کو یہہ بہائی ہے رفاقت میری
کہین جاتا نہین وہ چہوڑ کے تنہا مجھکو

وحشت پیمائی کی حسرت ہی ابہی وحشت دل
منع کرتے ہین عبث آبلہ پا مجھکو

دل گیا سو گیا تیری بلا سے ناصح
جان ہی جائے تو اصلا نہین پروا مجھکو

چشم بد مست کسیکی مجہے یاد آتی ہے
ساقیا بہاتا نہین ساغر صہبا مجھکو

ابر تر ہوویگا بہر نوح کا طوفان بپا
یاد رکہنا جو کبہو آگیا رونا مجھکو

ہیبت شام جدائی نے ڈرایا ایسا
بہول کر خواب مین بہی خواب نہ آیا مجھکو

ساغر بادہ دیا ہاتہہ پہ رکہکر اوس نے
گویا موسی نے دکہایا ید بیضا مجھکو

فکر فردا نہ رہا ایک گہڑی بہی فرخ

اوس نے کیون دور کر دیا مجھکو	زندہ در گور کر دیا مجھکو
کثرتِ داغہا سے سوزان نے	شجرِ طور کر دیا مجھکو
نگہِ مست نے تیرے ساقی	خوب مخمور کر دیا مجھکو
فکرِ وصف کمر نے آنکھون سے	سب کے مستور کر دیا مجھکو
چشمِ بد نہ تہا مین اے صاحب	کس لئے دور کر دیا مجھکو
یون تو سب جانتا تہا پر ناصح	دل نے مجبور کر دیا مجھکو
شبِ فرقت نے تیرے رشکِ مسیح	کیا ہے رنجور کر دیا مجھکو
خوار و رسوا ذلیل کہہ کہکر	خوب مشہور کر دیا مجھکو
ہائے میری سیاہ بختی نے	شبِ دیجور کر دیا مجھکو
بوسے آئینہ ہاتھ مین لیکر	تو نے مغرور کر دیا مجھکو

گردشِ چرخ نے ہتکا فرخ
بے طرح چور کر دیا مجھکو

نہین درکار خدائی بہی خدایا ہمکو	اوسکی دیوار کا بس چاہئے سایا ہمکو
دل کی کچہہ نہ غرض باقی ہے اصلا ہمکو	وہ گیا وقت جو رہتی تہی تمنا ہمکو
ارض سے تا بہ سما ہوگیا پانی پانی	شبِ فرقت مین اگر آیا ہے رونا ہمکو
فصلِ گل آنے نہ پائی تہی مقدر دیکہو	لیچلا جوشِ جنون جانبِ صحرا ہمکو
پہر گیا ظلم کا انداز نکالا صاحب	بہیجنا غیر کو خط اور لفافا ہمکو
خود بخود آنکھون سے کیون اشک رواں ہین پیہم	نہین معلوم ہوا کیا یہ نظر آیا ہمکو

[illegible]

دلِ کمبخت برا ہو تیرا تو نے کیا کیا
در بدر کوچہ بکوچہ کیا رسوا ہمکو

طلبِ بوسہ پہ شرما کے وہ فرماتے ہین
خوش نہین آتا یہ ہر دم کا تقاضا ہمکو

مرگیا ہی سے کہین ہو وصل ہمارا یا رب
شبِ فرقت نے بہت اب تو ستایا ہمکو

حال رہتا ہے پریشان جو ہمارا **فرخ**
کیون نہ دیوانہ کہے ایک زمانہ ہمکو

خاک مین اس دلِ شیدا نے ملایا ہمکو
ہائے اس دشمنِ تقبلی نے ستایا ہمکو

لے اوٹھا دنیا سے اے بارِ خدایا ہمکو
اب تو اس شوخ نے نظرون سے گرایا ہمکو

ناتوانی کے ہین مشکور کہ اس نے سب پر
ق کس طرح موت کی نظرون سے چھپایا ہمکو

آکے سو بار پھرا ایک اجل بالین سے
ناتوانی سے جو بستر پہ نہ پایا ہمکو

پاس کیا اپنے تھا جو کرتے نثار قاتل
جان دینے کے سوا کچھہ نہ بن آیا ہمکو

ہم ترے عاشقِ شیدا ہین نشہ ہے
شوقِ ہستی مین عدم سے تیرا لایا ہمکو

جو ہوئے لینگے نہ اے چرخ ستمگر تیرے
شاد غیرون کو کیا اور رولایا ہمکو

ہائے روتے ہی کٹے عمر کے ایام تمام
گردشِ چرخ نے اکدم نہ ہنسایا ہمکو

کوہ و ہامون و بیابان و جبال و دریا
مرحبا جوشِ جنون کیا کیا دکھایا ہمکو

انتقام اسکا کہین جلد لائے اللہ
اے شبِ ہجر بہت تو نے ستایا ہمکو

خاک ہی مین جو ملانا تھا ہمارا منظور
اسلئے خاک سے خالق نے بنایا ہمکو

نہین اب تاب کہ ہم صدمے سہین فرقت کے
موت آجائے شتابی سے خدایا ہمکو

فاتحہ پڑہنے بہی آیا نہ کوئی قبر پہ حیف
کیون سمجھنے لگے سب اپنے پرایا ہمکو

دل نے فرخ ہمین آفت مین پہنسایا ہوتا
پارسے عشق کے خالق نے بچایا ہمکو

وہ ماہ رو جو رخ سے اولٹ دے نقاب کو
تاب مشاہدہ نہ رہے آفتاب کو

مدت ہوئی کہ فرقت دلدار مین کبھی
آنکھون نے خواب مین بھی نہ دیکھا ہی خواب کو

ہم میکشی سے توبہ کرینگے ہمیشہ
آب بقا سے بدلین نہ جام شراب کو

دل سے مٹا یا گریہ عصیان نے خوف حشر
فرصت کسے جو دیکھیگا میرے حساب کو

میری طرح سے آپ کہین ہون مبتلا
معلوم دل لگی کا مزا ہو جناب کو

فریاد و شور کیسے یہی سنکے سہینگے ہم
پہلو سے چیر کر دل پر اضطراب کو

ہم داغ سے اوٹھائینگے چھالا جو حشر مین
چڑہ جائیگی یقین ہے تب آفتاب کو

اسکا مزا چکھائینگے اکدن تجھے ضرور
جو کہہ رہا ہے شیخ برا تو شراب کو

بے خوف کردیا تیری طرز خرام نے
کیا لائینگے خیال مین روز حساب کو

قصد روانگی جو کیا جان زار نے
تیار طفل اشک ہوئے پا رکاب کو

بجلی تڑپ رہی ہے فلک پر جو اسطرح
دیکھا ہے اوسنے میرے کہین اضطراب کو

اشکون سے اپنے لپٹے ہوے خاک پہ پڑے
کیا روگ لگ گیا میری چشم پر آب کو

اکدن بھی چین ہمنے نہ پایا ہے اے فلک
کیا یاد ہم کرینگے تیرے انقلاب کو

ہم قد و خم شیب نے کرکے مضمحل
برباد کردیا میرے عہد شباب کو

عشق بتان مین آپنے فرخ ہزار حیف
ناحق ملایا خاک مین عہد شباب کو

ہاتھ سے جاتا رہا ہو جسکا دل — زینت کی اوسکو توقع خاک ہو

زلزلہ ہے کیون زمین کو دمبدم — مضطرب عاشق نہ زیر خاک ہو

آرزو ہے تجھسے اتنی اے صبا — کوچۂ جانان مین اپنی خاک ہو

رنج فرقت کب تلک پایا سہین — دم نکلجائے تو قصہ پاک ہو

خانۂ دل پھونک کر اے طفل اشک — اب سمجھاتے ہو بڑی چالاک ہو

خون عاشق کو سمجھتے ہو حنا — واہ وا کتنے بڑے سفاک ہو

گلشن عارض سے خط کٹوائے — باغ کیا جسمین خس و خاشاک ہو

خیر ہے فرخ تمہین کیا ہو گیا
چشم تر ہو کیون گریبان چاک ہو

حسن مین ماہ ہو اور یوسف کنعانی ہو — الغرض خوبی و محبوبی مین لاثانی ہو

بستر غم پہ تڑپتا ہون نہین نیند آتی — موت آجائے کہین آج جو کل آنی ہو

نزع کا وقت ہے دم ہونٹھون پہ ہے اب کوئی دم — راہ دیکھون تمہین تشریف اگر لانی ہو

بیمروت ہو جفا جو ہو ستمگر تم ہو — اور کیا کیجیے کہون سب ظلمون کے تم بانی ہو

ہاتھ سے اپنے گلا کاٹین اگر آپ میرا — آپکی مشق ستم ہو مجھے آسانی ہو

کیا میری آنکھون سے ہمچشمی کریگا اے ابر — نالہ کھینچون تو ابھی رعد کا دل پانی ہو

ساتون افلاک تہ و بالا ہون پانی بھر جائے — قلزم اشک اگر اپنا بر طغیانی ہو

کون دشمن ہے اگر حق ہے نگہبان اپنا — کسکا ڈر کیجیے اگر حضرت ربانی ہو

اہل خواہش یہی رکھتے ہین تمنا فرخ

تختِ تابوت ہو یا تختِ سلیمانی ہو

کر دیا بیگانہ دل آرام کو
کوسون ہین کیا گردشِ ایام کو

پوچھو نہ کیا ہوئی وقت مین آہ
رنج والم اس دلِ ناکام کو

قتل نے میری بہت بیداد کر
کر دیا مشہور تیرے نام کو

جسم ہی اوس چشم کی اسلئے
ہو سکے ہین دیدۂ بادام کو

اسکو دیکھا تو کیا کیا قصور
دیکھتے ہو کسلئے صمصام کو

ناصحا مجبور ہین ہم کیا کرین
کوستے ہین اس دلِ خودکام کو

عشق کے آغاز کو اسے ہمدمو
مر گئے جب پا سکے انجام کو

مرگ پر کسکے کوئی روتا ہے دل
روتے ہین سب اپنے ہی آلام کو

شومیِ طالع رہی شہرہ مرقوم
نام ہے فرخ میرا گو نام کو

ناصحا ننگ کو سمجھون نہ مین رسوائی کو
قائلِ پند ہے کیا ہے دلِ سودائی کو

صنعتِ دست سکندر نے مقابل ہو کر
کیا باطل ہے کیا دعویِ یکتائی کو

جوشِ وحشت سے پسِ مرگ کفن مین کیا کیا
پانون ملتے ہین میرے بادیہ پیمائی کو

جان بلب آگیا ہے جیسکے دیکھو
کام فرماو گے کس وقت مسیحائی کو

جان جاتی کہ رہے اوسکی بلا سے اے دل
رحم آتا ہے کہین اوس بتِ ترسائی کو

جسطرح آنکھ مین پتلی کی سیاہی ہے خود
میری قسمت مین لکھا یون شبِ تنہائی کو

کیا ہی رسوا ہوئے ہر کوچہ و بازار مین ہم
جب سے دل ہمنے دیا اک بتِ ہرجائی کو

دیکھ اوصاف عیان گرد قفس ہے نالہ
میرے ہاتھون کا نہین حلقہ یہ انگڑائی کو

نہ نہین اوسکی ملاقات مقدر مین میرے	صبر ہی دیوے کہین یارب دل شیدائی کو
ستے ہین صبح و مسا محو بناوٹ گل رو	خوب آئینہ نے چمکایا خود آرائی کو

گر یہی رونا ہے دن رات تمہارا فرخ
سر پہ وہ ہاتھون کو تم روؤگے بینائی کو

ہم ہین جانباز کیا ڈراتے ہو
تیغ ابرو کسے دکہاتے ہو

انکا اعتبار ہے کسکو
کسلئے جہوٹی قسمین کہاتے ہو

ہمنے رفتار یار دیکہی ہے
ذکر محشر کسے سناتے ہو

لب جان بخش سے یہہ پوچہے کوئی
کسی مردہ کو بہی جلاتے ہو

جان اٹہکیلیون کی چالون سے
فتنۂ خوابیدہ کیون جگاتے ہو

زخم پہ پہر سے کیون نمک چہڑکا
کیا مزا عشق کا چکہاتے ہو

صاف ہون تمسے مثل آئینہ
کیون مجہے خاک مین ملاتے ہو

ہے لطافت سے آشکارا صاف
بات جو دل مین تم چہپاتے ہو

جہکا بیٹہا ہون جب کو محفل سے
بیٹہے بٹہلائے کیون اوٹہاتے ہو

کیا گنہ کیا خطا سے کیا تقصیر
مدتون سے نہین تم آتے ہو

ترک الفت نہ ہمسے ممکن ہے
کیون میرا مفت مغز کہاتے ہو

ہے ہنسی یہہ بہی کوئی اسکے لئے
نام رخصت مجہے رولاتے ہو

یاد رکہنا اوسے ٹہنکے فرخ
روز کوچہ مین اوسکے جاتے ہو

یارب کسیکا کسی سے جدا نہ ہو	اس درد جان گداز مین کوئی مبتلا نہ ہو

اب تو یہہ ظلم و جور ہی کرتے ہین بت سدا
کیا جانین کیا کہین جو ہمارا خدا نہ ہو

عیسی سے کب ہوا مرض عشق کا علاج
یہہ وہ مرض ہے جسکی دوا جز قضا نہ ہو

لب آشنائے خندہ نہ غم سے ہوئے کبھی
مین ہون وہ غنچہ جو کہ چمن مین کھلا نہ ہو

اسطرح ضبط رکھتا ہون مین اسلئے مدام
ڈرتا ہون آہ گرم سے نازل بلا نہ ہو

کیا خاک حال دل کا سناؤن مین ہمنشین
وہ روگ لگ گیا ہے کہ جسکی دوا نہ ہو

شام فراق جان کی خواہان ہے جلد آ
ایموت تو ہی اوس کی طرح بیوفا نہ ہو

تو پشت تک ہی سکے جو تو جور اے فلک
لیکن جفائے یار سے ٹھسکہ جفا نہ ہو

فرخ خدا ہی خیر کرے دیکھتا ہون مین
سینہ پہ ہاتھ تیرے کہین دل دیا نہ ہو

نایل کہیہ اگر دیدۂ خونبابی ہو
پہر جدہر دیکھو ادہر عالم سیلابی ہو

حرف سے صرف یقین ہے کہ تڑپ کر ہو جدا
خط مین گر کچہہ ہی رقم حالت بیتابی ہو

جسطرف چشم گہربار کی لگ جاے جھڑی
کیون نہ وہان کوسون تلک سبزی و شادابی ہو

پہر دوبارا مجھے دیدار خدارا دکھلا
چاند سے مکھڑے کا عالم سے مہتابی ہو

لب جان بخش کی الفت مین ہوا یاد رہے
دوستو پہر کفن جامۂ عنابی ہو

دل کے جانے کی یہی عام علامت ہے میان
ہوش پر جانے پن فکر ہو بیخوابی ہو

تنگ اگر یہہ دعا کرتے ہین فرخ اتنا
دشمنون کو بہی نہ اس طرح بیتابی ہو

رہتا ہے اوسکا طالب دیدار ہین کہ تو
ایدل بتا ہے کون گنہگار ہین کہ تو

اس پیچ و تاب کا سزاوار ہین کہ تو
گیسوئے یار کے سے گرفتار ہین کہ تو

یہ عکس رخ کے آئینہ مین اوس سے سجتے
دونون مین کونسا ہے طرحدار مین کہ تو

کیا تجھکو حال بد سے مرے اصحا غرور
ہون درد و غم مین اپنے گرفتار مین کہ تو

جاتا ہے کون دنیا سے پہلے سحر تلک
یہ دیکھتا ہون آج شب تار مین کہ تو

بیتاب کے دینے کو ہون بوسہ کے عوض
دیکھون تو کون کرتا ہے انکار مین کہ تو

تھا قول غیر پہ نہین ہونگے کرم کبھی
بھولا ہے کون پیار سے وہ اقرار مین کہ تو

کہتا نہ تھا کہ خوب نہین عشق اب بتا
ہے مبتلائے رنج دل زار مین کہ تو

ہردم یہ ناتوان کی تیرے ہے چشم چار ہے
غائب نظر سے ہے کریار مین کہ تو

الفت مین لائے اوس بت ہرجائی کے بھلا
رسوا ہوا اولا سر بازار مین کہ تو

شیخ مین منع عشق نہ کرتا تھا بیشتر
اب شرمسار کون ہے ہر بار مین کہ تو

کوئی مرتا ہے تک ادھر دیکھو
جی اوٹھیگا جو اک نظر دیکھو

بیشک عیشے مین تماشا لب یار
گر نہ ہو اعتبار مر دیکھو

آئینہ بار بار دیکھتے ہو
تمہین اپنی تو ہے نظر دیکھو

ہے کیا کیا نہ ہنسے بیچو ستم
اور جو دل مین ہو سو کر دیکھو

آسمان گر پڑیگا ٹھہر اک
تم اوٹھا کر جو اک نظر دیکھو

کونسا لے گئی دل کو
اور کسیکو نہین خبر دیکھو

دیکھتے ہین سنگدل ہی چشم وفا
کیا ہی نادان ہین بشر دیکھو

سیکھے کرتے ہین ہم تمہین رسوا
لیکے تم نقد دل مگر دیکھو

دیکھیے دل مفت حضرت شیخ

جان کا کرتے ہو ضرر دیکھو

لطف بے پرچ اپنا خدا را اوٹھا دو
تماشائے قدرت ہمین بھی دکھا دو

اگر رشک عیسے ہوا سے جان جہان تم
مین بن آئی مرتا ہون ہمکو جلا دو

یہہ بھی خوب لٹکا دکھا زلف کی لٹ
جسے چاہو سودائی پل مین بنا دو

ہے قیمت دل مضطرب ایک بوسہ
جو امداد تمسے دلاسے دلا دو

غم ہجر جانان و رشک رقیبان
یہہ لکھین ہین قسمت مین میری بلا دو

نظر آئے گا جز مین کل کا تماشا
درِ دل سے پردہ دوئی کا اوٹھا دو

نہ ہے کام دنیا سے نہ دین سے مطلب
کوئی راہ ملنے کی اوسکے بتا دو

گئے قافلے کیا کیا ملک عدم کو
یہہ کس نیند سوتے ہین غافل جگا دو

ہمین دیکھ غمگین وہ کہتے ہین فرخ
ہے کیا ماجرا کچھ ہمین بھی سنا دو

پھر وہی جوش جنون ہے تیری دیوانہ کو
بستیان چھوڑ کے جانے لگا ویرانے کو

مضطرب کب کا ہون تو آئی نہ یار آتا ہے
موت آجائے کہین موت تیری آنے کو

چشم او ہی مست سے نرگس یاد آتی ہے
کیا کرون ساقیا لیکر تیرے پیمانے کو

موت نے بھی نکیا وعدے کو اپنے ایفا
کیا ترستے ہین شب ہجر مین مر جانے کو

عشق کو پند و نصیحت سے ہمیشہ ضد ہے
کب سمجھتا ہون مین ناصح تیرے سمجھانے کو

آتشِ عشق نے بیمانگ ہے جلایا مجھکو
آنکھ مین اشک ہین باقی قسم کھانے کو

عمر برباد ہوئی یاد بتان مین فرخ
سمجھے یاد خدا چھوٹ گئے بتخانے کو

ردیف ہائے ہوز

آفرین اے وحشتِ دل کیا ہی یہ داغ آیا ہے ہاتھ
سنگِ طفلان سے بہر صورت فراغ آیا ہے ہاتھ

ہوگیا پیکان کہ آتش جگر جسکے تمام
عشق مین دلکے عوض ہمکو داغ آیا ہے ہاتھ

رشکِ گلشن ہین زبس سینہ مین ہین داغِ دل
عشق کی سرکار سے گویا یہ باغ آیا ہے ہاتھ

ملتے جاتے ہو جسپہ کہ جہان راتونکو تم
انکا بارے ہمین بھی اب سراغ آیا ہے ہاتھ

اے فلک مہلت بہت دے گردشِ ساغر کو دو
بعد مدت ہاتھ سے اوسکے ایاغ آیا ہے ہاتھ

اینچون دست و گریبان کی کشاکش تھی وبال
پھاڑ کر سب پیرہن کیا ہی فراغ آیا ہے ہاتھ

واہ قسامِ ازل صدقے ہون اس تقسیم کے
دل لیے اورونکو ہمکو ایک داغ آیا ہے ہاتھ

حاملانِ عرشِ عشق مین جسکی صورت دیکھکر
آج اپنے وہ صنم عالی دماغ آیا ہے ہاتھ

داغِ دل روشن رہیگا گور مین فرخ مدام
کوڑیون کے مول ہمکو یہ چراغ آیا ہے ہاتھ

بگڑا ہی رہا ہے وہ خونخوار ہمیشہ
ٹیڑھی ہی رہی ابرو سے تلوار ہمیشہ

بتلا تو سہی چرخ کہ کیا تیرا اُٹھا بار
کیون ہے تو مرے درپئے آزار ہمیشہ

ہے کوہ مری جان پہ تک سنگ جگر اے دل
اوس کوچہ مین مرتے ہین جیدار ہمیشہ

مردون کو جلا دیتی ہے دکھلاتی ہے کیا کیا
آثارِ قیامت تیری رفتار ہمیشہ

ہرچند زبان شمع کی مانند ہے لیکن
سوزندہ نہ بات اپنا دمِ گفتار ہمیشہ

قاتل تجھے اس سر کی قسم اتنا بتا دے
کیون زیبِ کمر رہتی ہے تلوار ہمیشہ

شمس و قمر اس طرح جو پھرتے ہین شب و روز
ہین وہ بھی تیرے طالبِ دیدار ہمیشہ

اب دیکھہ لیا اوسکا نتیجہ دل نادان — سمجھاتے تھے کیا کیا تجھے غمخوار ہمیشہ
بازار کا سودا نہین یوسف کیطرح سے — یہان بکتے ہین خود اوسکے خریدار ہمیشہ
کیون دلکو لگاتی ہے عبث بلبل نادان — رہنے کی نہین رونق گلزار ہمیشہ

کیون سوکھہ کے کانٹا سا بدن ہوگیا فرخ
کس روگ مین تم رہتے ہو بیمار ہمیشہ

گردش چشم فتنہ کو دیکھہ — اوسکی جادو بھری نظر کو دیکھہ
کیسے چکر مین تجھکو ڈالا ہے — اے فلک آہ کے اثر کو دیکھہ
ہوسکے ہے نہ خستہ یار رہی دیا — ابر نے میری چشم تر کو دیکھہ
ناصحا تجھکو ہی تو ہو معلوم — چل کے اوس شوخ فتنہ گر کو دیکھہ
یار پہلو سے اوٹھ گیا صبح وصل — جان ہوا ہوگئی سحر کو دیکھہ
سہے کیا کیا نہ تیرے جور و ستم — میری چھاتی میرے جگر کو دیکھہ
رخ روشن کے روبرو اوسکے — مجھکو آتی ہے ہنسی قمر کو دیکھہ
نگہ ناز لے گئی دل کو — تیرے قربان پھر ادہر کو دیکھہ

فکر وصف کیجیو فرخ
پہلے اوس شوخ کی کمر کو دیکھہ

خوگر جو ہوئے جور کے ہم اور زیادہ — کرنے لگے وہ ہمپہ ستم اور زیادہ
اک لگا سا تھا مونہ سے غم یادہ — کیا پوچھتا ہے ہمسے تو کم اور زیادہ
جب سے وہ چھپانے لگے ہین رخ تابان — مشتاق ہوئے دید کے ہم اور زیادہ
افسردہ دل تھا میری مرقد کو کیا سرد — شاباش ہے ہان ابر کرم اور زیادہ

وحشت مین جو جاتا ہون مین گہبرا کے سوئی دشت
لیتے ہین مرے خار قدم اور زیادہ

قاتل کی رکاوٹ کا اثر بل ہے دم قتل
ہر بار رہو کی تیغ دو دم اور زیادہ

ہم سر کو نہ موڑینگے کبہی چاہئے جو جتنا
دے چرخ دلی رنج و الم اور زیادہ

گہر بیٹہ گئے سیکڑون طوفان بپا ہی
بس سر نہ او ٹہا دیدۂ نم اور زیادہ

بوسہ لب جان بخش کی ہے دل مین تمنا
خواہش نہین کچہہ تیری قسم اور زیادہ

ہر بار ہی گردن پہہ خدا اسکے لئے گردو
حاجت نہین کچہہ تیغ دو دم اور زیادہ

یہان رشک سے ہم جان سے جا لوگے فرخ
وہان غیرون پہ ہین لطف و کرم اور زیادہ

افشان رخ روشن پہ ہے انجم سے زیادہ
مہتاب سے کس بات مین بہتر ہے زیادہ

آئینہ مین دیکہا ہے جو اپنا رخ روشن
حیرت مین ہے خود عاشق خودکم سے زیادہ

اس طرح ہنسانے سے مین باز آیا تیری چرخ
پہلو مین ہوا درد تبسم سے زیادہ

سمجہا ہون تیرے دیکہ کے شانہ کو مین شنیم
بس تیری شیفتہ ہے اسی دم سے زیادہ

آجاتی ہے جان قالب بیجان مین ہمارے
گالی ہمین دلدار کی ہے قم سے زیادہ

گریاں سے ہے نہین کم کاکل پیچان
ہے نوک مژہ بہی تیری کژدم سے زیادہ

طوفان ابہی بپا ہوا گر رو دو نہین ہے ابہ
ہین اشک میری آنکہون مین قلزم سے زیادہ

لاغر کی تیرے چہوٹی ہے یہہ تیری کمر سے
تم ہم سے زیادہ ہو تو ہم تم سے زیادہ

فرخ تمہین ہے چشم وفا شعلہ خو سے
ہوگا کوئی نادان نہ بس تمسے زیادہ

مانگی دعا وصل جو ہمنے اوٹہا کے ہاتہہ
بولے وہ ہمکو کوستے ہو تم اوٹہا کے ہاتہہ

چنگا نہون کبھی مین وہ بیمار عشق ہون ‏— اپنی شفا ہے اب تو عزیز و قضا کے ہاتھ
کیون چھیڑتا ہے ناصحا تو ہمکو بار بار ‏— بیٹھے ہین ہم تو جان سے آپ ہی اوٹھا کے ہاتھ
مشاطہ کسکا خون ہوا دست نگار سے ‏— باندھے ہین تو نے کس کے جو مہندی لگا کے ہاتھ
کیونکر اوٹھیگی تیغ دم قتل سوچ سے ‏— نازک ہین کسقدر اوس بت نازک ادا کے ہاتھ
بیدار فتنہ خفتہ نہو جائے پھر کہین ‏— بولا میرے جنازہ کو کافر لگا کے ہاتھ
مٹھی مین پوچھا کیا ہے کہا مینے دل مرا ‏— بولے کہان ہے مجھکو وہ خالی دکھا کے ہاتھ
دشوار ہے جواب بھی دینا سلام کا ‏— بار حنا سے اوٹھتے نہین مہ لقا کے ہاتھ
آئے تو زندگی ہے نہ آئے تو موت ہے ‏— اپنی حیات و مرگ ہے اوس بیوفا کے ہاتھ
اس درجہ میرے مرنے کا ماتم ہوا کہ ہائے ‏— ہو ہو گئے ہین شل میرے اہل عزا کے ہاتھ
زور آزمائی روز کے کیا بخیہ جنون ‏— لو ڈال جیب و دامان کو دم مین بڑہا کے ہاتھ
جھڑ جائینگی پستیان سب تیری وحشت زن ‏— گر بڑھ گئے کبھی تو کسی پارسا کے ہاتھ

کیا خوف حشر سمجھے فرط گناہ سے
ہے آبرو ہماری بھی فرخ خدا کے ہاتھ

گردش چرخ فتنہ گر وہ کچھہ ‏— آفت اوسکی پھر ہی نظر وہ کچھہ
پھونک دے دم مین عالم بالا ‏— آہ کا اپنے ہے اثر وہ کچھہ
سرخ تابان سے اوسکے شرمندہ ‏— شمس وہ کچھہ ہے اور قمر وہ کچھہ
کیا ہے خوبی بتون مین عند اللہ ‏— ہے دہن تنگ اور اور کمر وہ کچھہ
بھول جائے گا نوح کا طوفان ‏— رنگ لائینگی چشم تر وہ کچھہ
تارے گنتا ہون نالہ کرتا ہون ‏— شام وہ کچھہ ہے اور سحر وہ کچھہ

سے ہمدم ہوے رسوا کے اونکو اوٹہون
سخت دل کب ہین لوگ شہر گان یہ
حال پوچہین اگر میرا وہ کچہہ
سخت وہ کچہہ ہین اور شہر وہ کچہہ

عشق اور عیش حیف ہے فرخ
دل تو وہ کچہہ ہوا اور جگر وہ کچہہ

برگشتگی طالع دکہاتی ہے اثر کچہہ
رحم آتا ہے حالت پہ میری اونکو اگر کچہہ

کب کم ہین ستم یار سے اور ستم چرخ دنی کے
اے آہ دکہا تو بھی تو ہان اپنا اثر کچہہ

دیکہہ دیکھو سیماب کو قاصد ہے آتش
حال دل بیتاب وہ پوچہین ہی اگر کچہہ

تہمت کمر یار پہ ناحق کی ہے ہمدم
دکہلائی نہ دیتی میان ہوتی جو کمر کچہہ

وعدہ کا تیرے کیونکہ بہلا دل کو یقین ہو
گر شام ہے کچہہ اور تو ہے وقت سحر کچہہ

اے غافلو کیا سوتے ہو درپیش ہے منزل
لیلو جو ہمین لینا ہو سامان سفر کچہہ

ہے جلد خبر حضرت عیسے ترے مشتاق
مرتے ہین تڑپتے ہین تجہی بھی ہے خبر کچہہ

حیرت نے کیا دیکہہ کے اون ابروی کج کو
نخل قد جانان مین بھی نکلے ہین ثمر کچہہ

پہر محو تصور ہون تیرا اے میرے پیارے
اب مجہکو سوا تیرے نہین آتا نظر کچہہ

قسمت کا لکہا ملتا نہین ہے کسی صورت
لازم ہے کرے شکر نہ دم مارے بشر کچہہ

ہر بار عبث کرتا ہے کیون عمر کو فرخ
ہے روز جزا کا بھی تجہے خوف و خطر کچہہ

ہووے کسی کو عشق نہ زلف دوتا کے ساتھہ
پالا پڑے کسی کو نہ یارب بلا کے ساتھہ

دلکو معاملہ پڑا اک بیوفا کے ساتھہ
پہر اب بقا بلا ہے الہی بلا کے ساتھہ

آتے ہین میری گور پہ غیرون کے ساتھہ آپ
کرتے ہو لطف گرچہ ولیکن جفا کے ساتھہ

اسد سے بعد مرگ بھی وحشت اپنی خاک
اوڑتی پھرے ہے دشت میں کوسوں صبا کے ساتھ

اولٹی پھری جواب اجابت سے بار ہا
کیا ضد ہوئی الہی اثر کو دعا کے ساتھ

کرتے تھے زندہ حضرت عیسیٰ بہ حکم قم
اوٹھتے ہیں مردہ یار کی آواز پا کے ساتھ

اسد سے شوخیاں تیری اس چشم مست کی
لڑتی ہیں پارساؤں سے کس کس ادا کے ساتھ

پھر عیادت آئی ہیں وہ ساتھ غیر کے
آئے مسیح بالیں پہ لیکن قضا کے ساتھ

دربان تیری ضد سے ہوا ہے جو کہ تاک ہم
اوسکی گلی میں جائینگے باد صبا کے ساتھ

لگ جائے آگ ایسی بستان کو یا نصیب
سیتے لپٹ سکے ہم نہ کبھی مہ لقا کے ساتھ

پیچھا ہوا ہے ہیں وہ غیروں سے پیار پیام ہو
درپردہ جور کرتے ہیں ناز و ادا کے ساتھ

پھر خدا نام لے جانے کا جان جان
دم اپنا جائیگا تیری آواز پا کے ساتھ

اچھا نہیں ہے روز کا قصہ بہر سخن دہم
اک روز جان جائیگی آہ و بکا کے ساتھ

ردیف یائے تحتانی

ہم نے تیری بیوفائی دیکھ لی
دشمنوں سے بھی لڑائی دیکھ لی

تیری صورت جب کیا دل میں خیال
لاکھ کو تو نے چھپائی دیکھ لی

بعد مردن قبر پر آئے نہ یار
چار دن کی آشنائی دیکھ لی

کرتے ہیں کیا کیا یہ بت جور و جفا
اے خدا تیری خدائی دیکھ لی

سنتے تھے جو جو اذیت روز حشر
سب جو اے شام جدائی دیکھ لی

بیکسی میں کون لیتا ہے خبر
اے اجل تیری رسائی دیکھ لی

بیکلی رہتی ہے کل آتی نہین | جب سے وہ گوری کلائی دیکھہ لی
گرم لون سی بہی نہ اوس دل پہ لگی | آہ و نالہ کی رسائی دیکھہ لی

کیا کرین فرخ کسی کا ہم گلہ
حق نے جو صورت دکھائی دیکھہ لی

اگر ہے یہی ناتوانی ہماری | تو بس ہو چکی زندگانی ہماری
سنے کسطرح تمسے جانی ہماری | کوئی بات بہی تمنے مانی ہماری
نہ مجنون کا قصہ نہ فرہاد کا ذکر | ہے مشہور اب تو کہانی ہماری
نہین دوسرا کوئی محبوب تمسا | نہین عشق مین کوئی ثانی ہماری
جو ڈہونڈے گی پائیگی ہم یار کے گرد | قضا ہے یہی بس نشانی ہماری
نہ سونپا خدا کو اوسے وقت رخصت | یہہ اللہ رے بدگمانی ہماری

جدا ہو کے ہیہات دلبر سے فرخ
ملی خاک مین نوجوانی ہماری

جو کس لی بگاڑی تیری اے فتنہ گر ایسی | ہر بات پہ جہڑکی نہ تہی رشک قمر ایسی
ڈہونڈہا پتا ہر چند ملا پر نہ عدم تک | معدوم ہوئی ہستی ہی اونکی کمر ایسی
بیتابی و زاری مین کٹی اپنی شب ہجر | دشمن کو بہی اللہ نہ دکہائے سحر ایسی
لوہے کا تو انسکی چہاتی میری واللہ | لازم تہی ترے تیر نظر کو سپر ایسی
ہان نام ہی باقی نہ رہے چرخ دلی کا | آہ دل سوزان کوئی تدبیر کر ایسی
دے پہونک ابہی دم مین اگر چاہی فلک کو | ہے نام خدا اثر دوان پہ آہ جگر ایسی
امید گسنی زیست کی اے فرقت دلدار | بیتابی دل اپنی سے مردم اگر ایسی

مونہہ چھپے بلا مین تیری تلوون کے وہ پیچھے
ہوے ہین ذرا شکل کو شمس و قمر الٹا

دل دیتے ہی پچھتاتے ہین ہاتھ کچھ نہ لاے
واللہ نہ فرخ ہی ہین تو نصیب الٹا

گلگشت سے کیا باغ مین دل شاد کرینگے
وحشی ہین کسی دشت کو آباد کرینگے

نادان ہین ابہی نام خدا دیکھنا اے دل
آ نکلے کو وہ کیا کیا ستم ایجاد کرینگے

ہچکی ہے دم نزع عبث اے دل نادان
مرجائین اگر تو بہی نہ وہ یاد کرینگے

دے چہوڑ قفس سے ہمین گلشن کی قسم ہے
پہر شور نہ ہم باغ مین صیاد کرینگے

خود اے قیامت کو ہم اللہ کے آگے
اے شوخ ستمگر تری فریاد کرینگے

دل لے تو گئے ہین پہ یہی ہمکا ہے ہر دم
دو چار گہڑی کا پہل جسکے یہ یاد کرینگے

کاکل مین پہنسایا ہے مرے طایر دل کو
خوا آپ سے چہٹتے ہین کہ آزاد کرینگے

معلوم مری قدر انہین ہووےگی اوسدم
جسدم وہ کسی اور پہ بیداد کرینگے

دل دیتے نہ ہم انکو اگر جانتے فرخ
روندینگے اوسے خاک مین برباد کرینگے

ہر ادا مین مبتلا ہین کہ ذرا ہووے
سب کی نظرون مین پر خدا ہووے

ہو یا ظلم یا جفا ہووے
خوش ہین ہم جو تیری رضا ہووے

شام فرقت سے جان بلب ہون مین
صبح تک دیکہئے کہ کیا ہووے

دل دو کہا ہان یہ تو لے او کافر
کیا کہون بس تمہارا بہلا ہووے

جانتے تب لطف عشق او ناصح
تو نے گر دل کہین دیا ہووے

نزع مین جسکو دیکہکر بولے
کہئے جو دل مین مدعا ہووے

چارہ گر عشق جان گزا ہے مرض
موت کی کیا بھلا دوا ہووے

چرخ اوسکو رولاسکے آٹھ پہر
ایکدم گر کوئی ہنسا ہووے

موت آسکے ہزار بار اسے ضعف
جسم میں جسکے کچھ رہا ہووے

تیرا وحشی اگر ہو اشک فشان
سارا جنگل ہرا بھرا ہووے

کیوں ہو سوئے عدم سے فرخ کا
تشنہ جو کہ آشنا ہووے

جب کہتا ہوں تمکو تو وفا ہی نہیں آتی
کہتے ہیں وفا ہمکو جفا ہی نہیں آتی

تنہائی فرقت کی کہیں کس سے شکایت
غمخوار کو کیا آئیں قضا ہی نہیں آتی

اس درد سے تاثیر ذرا ہوتی جب ان
ہوں شمع میں پہ جھپکی ذرا ہی نہیں آتی

غش ہو گیا میں دیکھ کے اوس بیوفا کی
موت آسکے تو پھر کام دعا ہی نہیں آتی

ہنستا کہیں نہ تاب کو کس طرح کہ اوسکو
تمسے تو کہاں ایک ادا ہی نہیں آتی

کس طرح تہ خاک چھپاتے ہیں زر و مال
ہمکو تو کوئی بات چھپا ہی نہیں آتی

دم ناک میں ہے جسم تشنگی کے ہاتھوں
تو آکر رہا اوسکو جلا ہی نہیں آتی

ست باب اجابت تو کھلا فرخ لیکن
لب تک کبھی کیا کیجے دعا ہی نہیں آتی

[illegible] جو اعمال [illegible] کچھ
فرخ جسے اخیر جفا ہی نہیں آتی

نیک ہوتا ہے کسی سے نہ برا ہوتا ہے
وہی ہوتا ہے جو قسمت کا لکھا ہوتا ہے

اثر آتا ضعف نے باقی نہ رکھا جسم میں کچھ
ملک الموت اگر آئے تو کیا ہوتا ہے

[illegible]
[illegible] ہوتا ہے

تیری مشتاقی کا قابل ہوں میں اے پیر فلک
روز اک ظلم تیرا اب نیا ہوتا ہے

جیتے جی کے میں پیا ساتھی پس مردن اجل
سر جدا پانو سے جدا ہاتھ جدا ہوتا ہے

نکہت لطف سے کم ہو گئی زلف در شوکت
ان شہ حسن غریبوں کا بھلا ہوتا ہے

اوسکے پاؤں سے بلا دیکھئے نسبت کیا ہے
کو وہ رنگ شعر حنا ہوتا ہے

خاک نکلیگا میرے دیدہ تر کا ارمان
قطرہ اشک سے طوفان بپا ہوتا ہے

دل کہیں اٹکے تو معلوم ہو ناصح تجھکو
دل کسے ہاتھ لیے ہیں یہ اک طرفہ ادا ہوتا ہے

جیتے دیکھی نہ شب ہجر جو آتا ہے تو آ
منت احسان تیرا ہم پہ قضا ہوتا ہے

شام فرقت سے خدا جانے سحر ہو کہ نہ ہو
جیتے جی میں رہے ہیں یاد دیکھئے کیا ہوتا ہے

کوچے قاتل کو جو جاتا ہوں تو آ کے کہتے
بیٹھا ہی کہو سے ایک قضا ہوتا ہے

مغز بک بک کے نہ کھا ناصح نادان میرا
عشق وہ شے ہے نصیحت سے سوا ہوتا ہے

اے اجل زود بیا تنگ ز فرقت ستم
تیرے آنے ہی پہ بس کام میرا ہوتا ہے

دلکو کیوں کہتا ہے او شیخ نادان عاشق
کس لیے جینے سے تو خفا ہوتا ہے

ستم سے ظلم سے جور و جفا سے
تو آخر ہار ہی بیٹھا ہے خدا سے

دل اپنا ہم نے اوس بت کو دیا ہے
تمہارا واعظو کیا لے لیا ہے

ہلال عید جو جلوہ نما ہے
صنم کا ناخن انگشت پا ہے

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے
تمہاری چشم جادو فتنہ زا ہے

فلک تیری نہ چلتا چال ہے
ہمارا اندلون نالہ رسا ہے

شتابی سے خبر لینا مسیحا
ہمارا دم لبوں پہ آ رہا ہے

جو گردش ہے نہیں وہ آسمان کو | ہوا ہے پیسنے کو پیسا ہے
ترے بیمار کی بالین پہ ظالم | مسیحا نے بھی آکر رو دیا ہے
نہیں واقف ستم کیا جور کیا ہے | ابھی نادان صنم نام خدا ہے
نہ ہون اچھے کبھی بیمار الفت | یہہ درد عشق مرض لادوا ہے

سبب کیا گریہ و زاری کا فرخ
کہین دل تو نہین تو نے دیا ہے

میرا دل عجب سے یارب کھو گیا ہے | مجھے دشوار جینا ہو گیا ہے
عجب ملک عدم بھی دلربا ہے | نہ آیا پھر کے جو وہان جو گیا ہے
نہ دیکھا خواب مین بھی اوسکو افسوس | نصیب اپنا کچھ ایسا سو گیا ہے
میرا رونا جو آیا اوسکو یاد | میری تربت پہ آکر رو گیا ہے
سر عرش عدم سے ناف تیری | تماشا سے کہ دل کھو گیا ہے
اثر سے نالۂ نغمہ کے میرے | کہین پیک قضا بھی ہو گیا ہے
ترے بیمار الفت کی دوا کو | مسیحا بھی جو آیا رو گیا ہے
کیا ہے نامہ بر کیا لیکے خط آن | ابھی وہ نوجوان سے کھو گیا ہے
میرا مردہ جو دیکھا ہنسکے بولے | بہت کمبخت غافل سو گیا ہے
مین مارا ہے تیغ ہجر تو نے | بہانہ کیون قضا کا ہو گیا ہے

نہین تھمتے تیری آنکھون سے آنسو
تجھے فرخ بتا کیا ہو گیا ہے

میرے قاتل میرے یار سے میرے دلبر کبھی تو | ہان کہنا یہہ میرے حلق پہ خنجر کبھی تو

یا تو غیروں کو بھی کر قتل کہ دل ہو ٹھنڈا
ہاتھ سے تیغ دو دم ورنہ ستمگر رکھدے

ہے یقین دل کی لگی کو وہ بجہا ہی دے ہمدم
پنجۂ دست حنائی ہی سے دل پر رکھدے

چشم و گردن کا تصور ہے کسی کے ساقی
شیشے ہی کو اوٹھا ہاتھ سے ساغر رکھدے

بعد مردوں بھی نہ جائیگا دہڑکنا اسکا
قبر میں دل پہ کوئی بھاری سا پتھر رکھدے

سینہ سے آئے زبان تک بھی جو اپنے نالہ
ٹکڑے اے چرخ ابھی تیرے اوڑا کر رکھدے

کون سنتا ہے تیری ناصح ناداں چپ رہ
طاق میں پند و نصیحت کو اوٹھا کر رکھدے

ختم ہو جائیگا سب عرصہ ابھی میں نہ چکا
فرد عصیاں کو میرے داور محشر رکھدے

دہوم اسطرح مچاتا ہے جو دل پہلو میں
چیر کے سینہ کو فرخ اسے باہر رکھدے

قاصد زبانی کہنا یہ غفلت شعار سے
پہر آ گئیں ہیں آنکہہ میں یہاں انتظار سے

آنیکا انتظار ہے کب تلک کریں
سینے میں اب تلک تو اسی اعتبار سے

فرقت میں دم نکلتا نہیں ہیر اکس لئے
کیا یہ بہی ڈر گیا ہے شب ہجر یار سے

جوں بوئے گل نکلکے نہ پہونچے وطن میں ہم
بچہڑے ہیں کوئی گلی اپنے دیار سے

دیکہیں تو کون غرق زمین و زمان کرے
ہم شرط باندہتے ہیں ابر بہار سے

ناصح میں جانتا ہوں جو ذلت ہے عشق میں
مجبور ہوں ولے دل بے اختیار سے

ہم اور جوش وحشت و صحرا نوردیاں
کیا کام ہمنشین ہمیں فصل بہار سے

رنج فراق یار نے بیخود کر دیا
گہبرا اٹھینگے نعرۂ روز شمار سے

اللہ رے شدت گریہ ہے بہی اب تلک
دامن بچا کے جاتے ہیں میرے غبار سے

دو چار داغ رکہتا ہے یاں میں ہزار داغ
نسبت نہ لالہ کو ہے دل داغدار سے

پہر لی ہے ساتھ ساتھ لئے اپنی روش پہ	الفت صبا کو ہے مری مشت غبار سے
دل کھو کے اپنی پہلو سے تصویر کی طرح	بیٹھے ہیں تیری بزم میں ہم ہمسار سے

فرخ ہوا ہون محو میں تصویر کی طرح
مجھکو خزان سے کام نہ مطلب بہار سے

سلطنت درکار ہے نے ہمکو سامان چاہیے	اک نگاہ لطف تیری جان جانان چاہیے
ہمنشین تکلیف سیر باغ دیتا ہے عبث	جوش وحشت سے مجھے سیر بیابان چاہیے
غرق عالم ہو چکا ہے تیری سیل اشک سے	اب ذرا تہمنا تجھے اے چشم گریان چاہیے
ہے کفایت اک اشارہ ابروے خمدار کا	قتل کرنے کو مرے کیا تیغ بران چاہیے
بدگمانی کرتے ہو کیوں ہر بار تلووں میں مرے	مجھ سے وحشی کو کیا خار بیابان چاہیے
مشغلہ اک ہو رہا ہے مجھکو بہر دشت جنون	پرزہ پرزہ جیب سے لے تا بدامان چاہیے
ہیں ادا ناز دلکش اور غمزہ و لطف بیان	کس طرح سے پھر نہ تجھکو جان جانان چاہیے
عمر سب گزری ہماری رو رو کے الم	مہلت خندہ بہی اے گردش گردان چاہیے
پھر نہ پوچھیگا کوئی تجھکو جو مرجاؤنگا میں	تنگ یون کرنا نہ مجھکو شام ہجران چاہیے
غیر سے سر الگوا لیتے ہو جب سر ہو خفا	پہر ستم مجھ پر نہ تجکو جان جانان چاہیے

سمجھ نہیں انجام کی فرخ تجھے اپنے خبر
عاقبت کا فکر بہی کچھ تجھکو نادان چاہیے

ہو کیا لڑکی شرہ پر اپنے سخت دل کا مارا ہی	نعل میں اپنے طفل اشک کے نگین سیپارہ ہے
نہ لینے میں نہ دینے میں ہے تو واضح نادان	دیا دل جس نے اپنا اوسکو تیرا کیا اجارہ ہے
میں کیا شوخی طالع ہوتا اتنی نہ پایا آیا	شب فرقت میں سر پٹکی وہ ہم دم نے مارا ہے

سوالِ بوسۂ لب پر وہ کہاتی ہین وہ چین ابرو
براتِ عاشقان بر شاخِ آہو کا اشارا ہے

تہا ایسا کون جو لیتا خبر میری مصیبت مین
شبِ فرقت مین کام آہ تیرا کیا تونے سنوارا ہے

محال اوٹہنا ہوا ہے آ قضا دیتا ہے اب ہمکو
نہ دم لینے کا فرطِ ضعف سے باقی سہارا ہے

ستم کرتے ہے کیون نادان غرورِ حسن سے پیہم
سرا ہے دارِ فانی مین کوئی دم کا گذارا ہے

برا کہتے بہلا کہتے دل اب تو سیہ چکے سنکو
کسی کا کیا قصور اسمین اگر کچہہ ہے ہمارا ہے

شبِ تاریک کاکل مانگ خطِ کہکشان ایجان
تمہارے روئے روشن چاند ہے اور خال تارا ہے

لپٹا ہے یہ فرطِ شوق سے قاصد جتا دینا
میری خط سے تمنائے ملاقات آشکارا ہے

ارادہ ہے کہ کہا کر زہر اکدن سو رہین لیکن
ہمین کہانا تیری فرقت مین ایجان کب گوارا ہے

کہالین کسطرح سینہ سے اپنے تیر جانان کو
بمشکل اس پری کو ہمنے شیشہ مین اوتارا ہے

مریضِ عشق تہا تیرا جو فرخ اکمدت سے
سنا ہے آج بیچارہ سوئے جنت سدہارا ہے

جلتا ہون رشکِ غیر سے کیا کیا خدا کرے
میری طرح سے وہ بہی سدا یون جلا کرے

تکلیف دے نہ صانعِ قدرت کو بار بار
کہدو یہ چشمِ تر سے نہ طوفان بپا کرے

اتنا بتا دے ناصحا بہرِ خدا مجہے
قابو مین جسکا دل نہ رہے پہر وہ کیا کرے

ڈرتے ہے اوڑا کے کوچۂ دلدار سے مری
برباد مشتِ خاک نہ بادِ صبا کرے

بہرِ عیادت آئیگا سنتا ہون جانجان
کیا خوب ہو جو دم کوئی دم کو وفا کرے

سو بار آکے موت بہی بالین سے پہر گئی
دکہلائی دون نہ ضعف سے تو کیا قضا کرے

کیا کوسین ہم تجہے تیری بیداد و جور سے
اللہ تیرا او بتِ کافر بہلا کرے

سن سن کے میرا حال یہ کہتا ہے فتنہ گر
کہدو کوئی یہ اوس سے کہ اپنی دوا کرے

سر تن سے دور ہووے نہین اسکا غم و لے
کوچہ سے تیرے ہمکو نہ کوئی جدا کرے

دل کہوکے جان کو رویگا تو زاہد اگر
مستی سے اک نگاہ بہی وہ دلربا کرے

لوح مزار پر میرے لکہنا یہ بعد مرگ
فرخ نہ دل کسی کو کوئی یان دیا کرے

شرمندہ تیرے چہرہ سے ماہ منیر ہے
واللہ حسن و خوبی مین کیا بے نظیر ہے

یون پہنچتی کمر سے صنم کی کہ جس طرح
غائب نظر سے ہستی رب قدیر ہے

پانی کو دور سے آگ لگا کر یہ چشم تر
دیکہو یہ طفل اشک بہی کتنا شریر ہے

تحریر درد دل مین زبان قلم سے آہ
آواز آہ و نالہ بجائے صریر ہے

چہپتے ہین سرو و شہپر قمری کے سایہ مین
قامت سے اوسکے باغ مین کیا دار و گیر ہے

سہونک کر بہانا لہو کو سے یار مین
اسکے کہن مین تو یہہ بہی جوئے شیر ہے

دیتا ہے آہ کیا دل نادان مجہے صلاح
اللہ بیلی گریہ ہی حال مشیر ہے

جلدی چکا دے داور محشر یہ احتساب
توشہ کم اور دفتر عصیان کثیر ہے

مرکتا ہے ہمارا تماشا نہین کوئی
کیون نعش پر ہمارے یہہ جم غفیر ہے

سہیلی نافکیا سے لطافت سے عکس حبیب
سینہ سے آشکارا مثال لکیر ہے

چالون سے اوسکے ڈرتے ہین ہل ہل کہین
نالہ جوان ہے اپنا اگر چرخ پیر ہے

تجہ سے تو بہ کر سکتے ہین جام شراب لا
ساقی ہوا ہے بادہ و ابر مطیر ہے

ہین پیچ و تاب کیا کیا ہمارے وبال جان
دل جب سے دام زلف مین اوسکے اسیر ہے

سینہ کارخانہ قدرت حق لایزال سے
کوئی غریب ہے یہان کوئی امیر ہے

دروازہ سے اوٹہا لے ہو کسو اسطے آوے

فرخ غریب آپکے درکا فقیر ہے

خدایا ہم اٹھا لین لیان سے
پھری ہے آہ اپنی لامکان سے

سمجھتا ہے مرے مرنے کو ہی عشق
یہین پالا پڑا اس بدگمان سے

ترے غمزے نے اے بیداد گر کیا
چھپائین سیکڑین ہین آسمان سے

نکالین کس طرح پیکان کو دل سے
مناسب کب ہے لڑنا مہمان سے

یہی گر ضعف سے فرسودہ ہے جسم
نہ اوٹھا جائے گا اس ناتوان سے

نہ رحم آئیگا اوس کافر کو اصلا
دلا کیا فائدہ شور و فغان سے

بتا جوش جنون جیب و گریبان
سنے ہر زور ہم لائین کہان سے

ہمارے بوسۂ لب کی طلب پر
نہ نکلا ہان کبھی تیری زبان سے

تڑپنا ہے مرے شرمندہ ہے بجلی
خجل ہے ابر چشم خونچکان سے

گئے ہین قافلے کیا کیا عدم کو
اکیلے رہ گئے ہم کاروان سے

ترا کوچہ ہمین اے غیرت حور
فزون ہے خلد سے باغ جنان سے

دم اظہار سوز عشق کیا کیا
زبانہ گرتے ہین اپنی زبان سے

یہی محشر مین ہم دینگے دہائی
ہوئے ہم خاک جور آسمان سے

ہمیشہ ہے یہی گر درد فرقت
تو ہم اوٹھ جائینگے اکدن جہان سے

بتاؤ کسلئے روٹھے ہوئے ہو
صنم تم اپنے فرخ خستہ جان سے

ہچکیوں سے رہین جان لب پہ ہمارے آ لی
آہ سوزان نے میرے پھونکا جہان کیکر

سینے سے بٹھا لے جو کل یاد تمہاری آ لی
الامان رونے کی اب آنکھون کی باری آ لی

جان ہوا ہو گئی کیا زور ہلایا دل کو | آج بے طرح تپ عشق کی باری آئی
دیکھ لو چلکے خدا جانے بچے یا نہ بچے | کہتے ہیں شب تپ ہجر یہ ہماری آئی
دھجیان جیب و گریبان کی اڑا دی اپنے | مژدہ اے دشت جنون فصل بہاری آئی
ساتون افلاک ابھی غرق ہون بلا سے گر | چشم تر اپنی سر گریہ و زاری آئی

دیکھ کر میرے جنازہ کو لگے یون کہنے
واہ کس دھوم سے فرخ کی سواری آئی

سہنے اپنا کیا ہے مر مر کے | رام بت کو خدا خدا کر کے
نہیں پابند ہم مقدر کے | ہاں بدستا کر رضا داور کے
رحم دل مین نہین ستمگر کے | سچ ہے سب بت ہین ایک پتھر کے
ہوا ابھی سیل اشک سے طوفان | آستین چشم اگر تر کے
تیری فرقت مین ناتوانی سے | ہو گئے سوکھ تار بستر کے
جس نے دیکھا تمہارا طرز خرام | کیا وہ قایل ہون روز محشر کے
تیرے بیمار کے مسیحا بھی | تھک گئے آخرش دوا کر کے
تشنہ لب تھے ہمین کیا سیراب | کیا ہی ممنون ہین آب خنجر کے
اے فلک خوف سے تیرے ہم نے | نہ اوسے دیکھا اک نظر بھر کے
کیا ہی خود بین کیا حسینون کو | ظلم مین صنعت سکندر کے

تو ہے مفلس غریب اے فرخ
آشنا ہیں سب زر کے

جفا مین کیسے ہو کیون مہربان وفا کر کے | کسی کا کیجے نہ صاحب برا بھلا کر کے

نہ دل گھٹاؤ کسیکا کبھی بڑا کہہ کے — نہ سونہہ کو اپنے چھپایا کرو دکھا کر کے

جو پوچھا قتل کو قاتل نے تیغ اوٹھا کر کے — بصد خوشی کہا تسلیم سر جھکا کر کے

نہ کچھ مریض محبت کا ہو سکا چارہ — مسیح بیٹھ رہے آخرش دوا کر کے

تمہین بتاؤ کہ کیا آئیگا تمہارے ہاتھ — کسیکو جینے سے اپنے خفا کر کے

قصور میرا ہے یا دل کا ہے بتا ناصح — مین دست بستہ یہہ پوچھون التجا کر کے

نہ کیونکہ بندہ بت سنگدل کا ہون زاہد — کیا ہے رام بمشکل خدا خدا کر کے

اوڑایا کوچہ سے اوس گل کے کیا ہوا حاصل — ہماری خاک کو برباد ای صبا کر کے

نہ دینا ہاتھ سے ہمت کو دیکھنا فرخ
طریق عشق مین رکھنا قدم ٹہا کر کے

چھپ گیا شکل وہ دکھا کر کے — ہاے دل لیگیا دغا کر کے

ہاتھ کیا آئیگا جفا کر کے — ہنستے ہو تم مجھے رلا کر کے

دل لیا گر نقاب اوٹھا کر کے — جان بھی لو صورت آشنا کر کے

موت آئی ہے چارہ گر اک دن — فایدہ کیا میان دوا کر کے

مانگتا ہون یہہ ہی دعا ہر دم — ہمین عاشق ہو تم خدا کر کے

غیر مرتے ہین یا کہ ہم تم پر — امتحان کیجے آزما کر کے

بیٹھے بٹھلائے تو نے چھیڑا دل — پانو توڑے ہے مرے ٹکا کر کے

موت آئی نہ ہجر جانان مین — کیا پشیمان ہین التجا کر کے

کیا بگاڑی ہے غور رقیبون کی — اے صنم تو نے سر چڑھا کر کے

دل سلگتا ہے آہ گرم سے ہم — وہ سلگاتے ہین ہوا کر کے

یہہ ہی حیرت ہے مرے خالق نے
کیون بگاڑا مجھے بنا کر کے

ہے ابتدا مین خدا نالہ مین
ہمنے دیکھی ہین بارہا کر کے

بچ گئی جان دل گیا تو گیا
شکر فخر کرو دعا کر کے

کسے جام و صہبا کی اب آرزو ہے
یہان خون دل ہے جبین مشکبو ہے

کھلا ہے سحر کا نشانہ محبت
یہان جان سے ہاتھ دھونا وضو ہے

ہے نکہت صباحت ملاحت و لیکن
وفا کی نہ ان لالہ رویون مین بو ہے

ارادہ ہو کیا ہی اپنا و لیکن
زبان گنگ اپنی دم گفتگو ہے

ہر اک بات پر ترک الفت کا ہے ذکر
یہہ کیا ناصحا بے محل گفتگو ہے

میری قتل کا غیر کو حکم واہ
یہہ طرز ستم ہی نئی تند خو ہے

بلا دے خدا کے لئے مجکو قاتل
تیری آب خنجر کا تشنہ گلو ہے

پڑا ایسکے دل توڑنے کا فسانہ وفا کی
فریاد اسد کے روبرو ہے

یہہ پوچھے ہے کیا قتل کس نے
مکرنے کی قاتل نرالی یہہ خو ہے

جگر ہی نہین اور نہ پہلو مین دل ہے
میرا کس لئے چرخ گردون عدو ہے

نہ فقط اک نشتر سے کر قتل صاحب کو
بدن مین کہان میرے باقی لہو ہے

سنا تھا نہین مرنا بن آئی کوئی
قضا اے شب ہجر بن آئی تو ہے

ہے شام و سحر اک شور قیامت
یہہ دھوم اپنے نالون کی اب چار سو ہے

یہہ کیونکر کبھی جیتے جی سیر فرقت
خداوند سالم یہہ ہی آرزو ہے

[illegible]

تو پھر سمجھ کو ناداں یہہ کیا جستجو ہے

خدا قید غم سے شتابی نکالے
پڑے اپنے جینے کے اب ہمکو لالے

ادہر بہی ذرا دیکھ لے جانے والے
ترے عشق مین مر رہا ہون بچا لے

نہین کان مین اوس پری کے یہ بالے
ہین رخسار مہتاب وہ اوسکے ہالے

گرے اوسکی نظرون سے غیرون کا عشق
خدایا جہان سے تو ہمکو اوٹھا لے

نہ ناحق وہ کہہ دل کسیکا ستمگر
کسی کی نہ اے جان جان بد دعا لے

جو دل مانگتا ہے انگوٹھا دکھا کر
اک انداز ہے اوسکے ٹھینگے کہا لے

پہر اور دل کس لیے ہنستے ہو صاحب
کسی کے خدا سر مصیبت نہ ڈالے

میرا مونہہ چڑاتے ہو غیرون کے آگے
یہہ انداز سیکھے ہین تمنے نرالے

وفا کیا جفا بہی نہین چاہتے ہین
وہ نا مہر خدا مین ابہی ہیچو کے پالے

پتا آسمان کا نہ ہو لا مکان تک
کرین گر شب ہجر وہ چار نالے

زبس سوز الفت تہا لو ہو مین میرے
پڑے ہین دم تیغ قاتل پہ چھالے

تو مالک ہے کہہ جیسی مرضی ہو تیری
کئے جان و دل ہمنے تیرے حوالے

نہین اعتبار ایسی الفت کا ہمکو
جو غیرون کو دیکہا تو ہمسے نہ بالے

ہے ہوشون پہ ہم ہجر جانان مین اپنا
کہین موت بہی اپنا وعدہ نہ ٹالے

یقین ہے اگر آئے لب تک بہی اپنی
ابہی آہ سر پر زمین کو اوٹہا لے

نہین رحم دل کوئی جز برگ ایسا
جو آپہی بلا سے شب ہجر ٹالے

دعا اپنی فرخ یہی دمبدم ہے
خدا کام اپنا کسی سے نہ ڈالے

تیرے کوچہ مین صنم کتنے ہی سر اوڑ جائینگے
غیر کو آنے نہ دین ٹکڑے ہی کر اوڑ جائینگے

ہم جتانے رکھتے ہین مانع نہو دربان ہمین
اپنے سیل اشک سے دیوار و در اوڑ جائینگے

کیا ہماری چشم گریان سے کریگا سامنا
دیکھنا تیرے دہوئین سے ابر تر اوڑ جائینگے

کیون ہی دل کا دہڑکنا ہے فراق یار مین
بالیقین ٹکڑے گریبان جگر اوڑ جائینگے

آسمان ہوجائیگا جلکر وہین خاک سیاہ
اپنی آہ گرم کے شعلے اگر اوڑ جائینگے

سنگدل صیاد تونے بعد ازان چہوڑا تو کیا
کشمکش سے دام کے جب بال و پر اوڑ جائینگے

ناتوانی سے نہونگے ہم کسی کے بار دوش
ساتہہ ہی دم کے ہم اسے باد سحر اوڑ جائینگے

ہے یقین گر یہہ ہی شوق دید ہے اپنا تو ہم
اپنے پر نامہ بر سے پیشتر اوڑ جائینگے

مانی و بہزاد سے نقشہ ترا کب کہنچ سکا
ہوش تجہکو دیکہکر اسے فتنہ گر اوڑ جائینگے

روے عالمتاب سے وہ شوخ گر اوٹہے نقاب
شہرہ مہ کیا چیز ہین مثل شرر اوڑ جائینگے

حضرت دل مین یہہ فتح بند کہنا ورنہ یہہ
صورت کافور ناوان سحر اوڑ جائینگے

بس زیادہ نہ بہا دیدۂ پرنم پانی
ہوگیا چرخ پہ بہا تو قد آدم پانی

شدت پیاس سے کرتا ہی طلب کیا قاتل
دم شمشیر سے تیری یہی ہمدم پانی

خانۂ دل مین لگی آگ ہمارے شب غم
طفل اشک اپنے چہڑکتے ہین پیہم پانی

نہ شکایت ہے فلک کی نہ عدو کا شکوہ
تہی بتقدیر مین اندیشہ کے ہمدم پانی

اللہ اللہ رے مری شدت گریہ شب ہجر
ہوگیا ارض سے تا گنبد اعظم پانی

زخم پر چہیڑ نہ جراح لگا نا سہا ہا
شورش دل ہی سے ہوجائیگا مرہم پانی

دیکہا گلشن مین جو رخ سے عرق آلود ترا
کیا ہی غیرت سے ہوئے قطرۂ شبنم پانی

اشک گرتے ہوے مژگان سے جو دیکھا تو کہا
خس کے پردون سے ٹپکتا ہی جو چھم چھم پانی

سچ بتا چوٹ لگی کیا تیرے دل پہ فتح
جاری رہتا ہی جو یون آنکھون سے ہردم پانی

سنتے ہین اوسکی تیغ سے کچھہ ان بنی سی ہے
تقدیر اپنی یار سے بگڑ کر بنی سی ہے

صبح تلک خدا ہی بچاے شب فراق
اسطرح آج درد سے کچھہ جان کنی سی ہے

برباد ہمکو غیر کو آباد کردیا
طرز روش صنم تیری چرخ دنی سی ہے

کیونکر رفع ہو درد کھٹکتی ہے بار بار
نوک مژہ تمہاری جگر مین انی سی ہے

کچھہ کہا کے سو رہین کہ ہو سب قصہ طے
اب تو صنم یہی سبب سے جی پہ بنی سی ہے

حالت ترے مریض کی کہتے ہین غیر سے
ساقط ہے نبض چہرہ پہ کچھہ مردنی سی ہے

گر پارسا ہین آپ تو فتح یہہ دختِ رز
پہر کیون بغل مین آپکے حضرت بنی سی ہے

چمن کی سیر کو ہمراہ غیرون کے صنم نکلے
الہی رشک سے سینے سے اپنے کیون نہ دم نکلے

نہ مانا او دل ناداں ہم کہتے نہ تہے آخر
بتِ ہرجائی کی الفت مین کیا کیا رنج و غم نکلے

شب ہجران مین اکثر رات بہر گنتا رہا ہون مین
جگر کے داغ زیادہ انجم گردون کم نکلے

نکال ہان دل سے ارمانِ ستم میری قسم تجھکو
زبان کو کاٹ ڈالونگا اگر اف ہی صنم نکلے

ہمارے گریہ سے دعوے ہے ہمچشمی کا گر اوسکو
یہہ حاضر دیدۂ تر ہین کہو ابر کرم نکلے

فراقِ یار مین اس زندگی سے تنگ آیا ہون
الہی موت آجاے کہین جلدی ہی دم نکلے

ہزارون طرح کے صدمے سہے لیکن نہ منہ موڑا
طریق عشق مین ہم ہی ہے ثابت قدم نکلے

فلک کو پہونک کر عرش معلی دم مین جا پہونچا
کبہو جو آہ و نالہ سینے سے اپنے بہم نکلے

بہتان زیادہ فوج اشک سے کیا کیا تجمل تھا
شہید ناز کے کس دھوم سے تیرے علم نکلے

نہ حسرت ہے باقی اور نہ ہے کچھ آرزو باقی
تمنا ہے کہ اپنی جان تیرے زیر قدم نکلے

بیادش گھلگئی ہے چرخ فلک بیدادگر تیری
سمجھتے ہیں کرم جسکو سراسر وہ ستم نکلے

یقین ہے آفتاب حشر جلکر خاک ہو جائے
اوٹھا کر داغ سے ہم آہ اگر محشر میں ہم نکلے

ہزاروں سر جھکاتے ہیں آرزوے قتل میں خنجر
کمر میں باندھکر وہ شوخ گر تیغ و دودم نکلے

ہوں کا نازبھی بار گراں ہے
اوٹھاؤں میں جور کیا تاب و تواں ہے

ہے مرض عشق ایسا بد بلا روگ
عدوئے زندگی پیر و جوان ہے

تن نازک کی اللہ رے لطافت
ارادہ دل کا شیشے سے عیاں ہے

عبث ہو شانہ ستم جو پر ہیں
نہیں کچھ غم اگر وہ مہربان ہے

ہو رہے ہیں سبق زہرہ آب ہو کے
ہمارے دل میں وہ ہو کر نہاں ہے

تجھ لعل لب جان بخش جانان
ہمارے درد کا درمان کہاں ہے

نہ دو تکلیف سیر باغ ہمکو
دل پر داغ سیر گلستان ہے

بیتابی سے لیے خنجر مژگان سینہ
تیرے بیمار کی ہونٹوں پہ جان ہے

اوٹھا لائے گا وہ کوچے سے تیرے
ارادہ اپنا اب ہو جہان ہے

تیری کی شکل خدا سے
نہیں ہے گرچہ لیکن بے گمان ہے

ہوا ہے خون تیرا اپنے دل کا
جو بیتاب اشک یوں مضطر روان ہے

تصور جان اوسکے لیے پھر
نگہ ہے تیر اور ابرو کمان ہے

فلک نے ستم کیا کیا
زمیں کو سے جانان آسمان ہے

وصالِ یار باعثِ زندگی ہے
فراقِ یار مرگِ ناگہان ہے

ہمین ساقی ہے اپنی چشمِ پُرخون
تیری فرقت مین جامِ ارغوان ہے

کہین گے ہم بھی گر تم کچھ کہو گے
ہماری بھی صنم مونہہ مین زبان ہے

کہین دل دیدیا ہے تو نے فرخ
ہمیشہ لب پہ کیون آہ و فغان ہے

ہائے تیغِ عشق نے مارا مجھے
زیست نہین اب تو گوارا مجھے

موت نہین آتی ہون جینے سے تنگ
قتل کر اے شوخ خدارا مجھے

قطع ہوئی ہائے امیدِ حیات
دم بھی نہین لینے کا یارا مجھے

ڈوبا گیا دل نہ ملا ہائے حیف
بحرِ محبت کا کنارا مجھے

عشق مین بدنام قضا ہو گئی
فرقتِ دلدار نے مارا مجھے

بوسۂ لب نے ترے رشکِ مسیح
زندگی بخشی ہے دوبارا مجھے

جیب و گریبان کی اوڑا دھجیان
جوشِ جنون کا ہے اشارا مجھے

عیش و طرب خواب و خورش چھوڑ کر
ایک تصور ہے تمہارا مجھے

قادرِ مطلق تری قدرت ہے سب
دل کے عوض بخشا ہے پیارا مجھے

ساتھ ہوا چلنے کو تیار کب
پیکِ اجل نے جو پکارا مجھے

شوق مین وہ آنکھون مین آیا میرے
شکل دکھا اب تو خود آرا مجھے

موت سے بدلین گے شبِ ہجر کو
اور نہین اب کوئی چارا مجھے

فرخ دل خستہ ہون یارب نہین
تیرے سوا اور سہارا مجھے

نہین خواہش ہمین خدائی کی
ہے بس در پہ تیرے گدائی کی

اوس نے ہمسے جو بیوفائی کی
طالع بد نے رہنمائی کی

اے بتو یہہ غضب و بیجا ہے
باتین کرتے ہو کیون جدائی کی

غیر سے پیار کرتے ہو آپ ہان
یہہ ہی باتین تو ہین لڑائی کی

کس گنہ پر ہون مورد بیداد
دل دیا تمکو کیا برائی کی

موت آجائے غم نہین اسکا
پر نہ آئے گھڑی جدائی کی

پیر زبان یاد خار رکھتے ہین
داستان اس برہنہ پائی کی

بیٹھے مر مر کے خاک ہو ہو کر
بارے دل مین تیرے سمائی کی

چکنی باتون سے لیکے دل میرا
باتین کرتے ہو اب رکھائی کی

نہ ہوا اپنا وہ بت پرفن
بارہا سخت آزمائی کی

آخر انجام ہو فنا دیکھا
جس سے دنیا مین آشنائی کی

اسے شکر لب زبان شیرین سے
باتین کرتا ہے کیون کھٹائی کی

سامنے غیر کے مجھے جھڑکا
واہ واہ خوب جگ ہنسائی کی

دام کاکل مین پھنس گیا ہی دل
کون صورت ہے اب رہائی کی

میکدہ جیب کے جاتے ہو شیخ
باتین ظاہر مین پارسائی کی

کب اوٹھا جو بھلا یہہ میرے قربان ہمسے
صحبتین غیرون سے اور رہا ایسجان ہمسے

مانگ لے وعدہ فردا پہ ضرورت ہو اگر
تابش داغ جگر مہر درخشان ہمسے

نہ جگر رکھتے ہین پہلو مین نہ دل رکھتے ہین
لاگ کیون رکھتا ہے او گنبد گردان ہمسے

اوس فسون ساز نے ایسا کوئی منتر پھونکا
دل سے ہم تنگ ہیں اور ہے دل نالان ہمسے

خون ہو جائیگا اک روز تمہارے در پہ
روز کرتا ہے جو کھٹ پٹ آپکا دربان ہمسے

پانو پڑ پڑ کے ہر اک گام پہ بٹھلاتے ہیں
انس رکھتے ہیں نہایت خار بیابان ہمسے

کیا اثر کہتا ہے ناصح تیرا کہنا ہمکو
نہ چھٹیگا نہ چھٹیگا در جانان ہمسے

خواب میں بھی نہ ہوا وصل ہمیں اوسکا نصیب
بدلے لیتی ہے یہہ کیا کیا شب ہجران ہمسے

سر بھی اور جان بھی حاضر ہے جو مطلوب ہو
کون سی بات پہ پھر روٹھے ہوا سجان ہمسے

بال صاحب کے اولجھتے ہیں ہوا سے دیکھو
پیچ پھر ڈالیگی یہہ زلف پریشان ہمسے

شدت ضعف سے ناچار ہیں طاقت نہیں
نہیں اوٹھہ سکتا ہے اب ناز حسینان ہمسے

تنگ ہیں زیست سے ہان تجھکو اسی سر کی قسم
نہ کبھی کھینچیو تو خنجر بران ہمسے

کیون نہ غرہ ہو تمہین حسن پہ اپنے اے جان
لاکھون جان دیتے ہیں دروازہ پہ انسان ہمسے

سن کے اک نالہ کو آزاد کرے گا صیاد
سیکھہ لے طرز فغان بلبل نالان ہمسے

عشق میں جان گئی غم نہیں اسکا اصلا
بارے آباد ہوا شہر خموشان ہمسے

جوش وحشت تیرے اقبال سے جتنے میدان
کون سا باقی رہا کوہ و بیابان ہمسے

عمر برباد ہوئی مفت میں فرخ افسوس
کوئی بھی بن نہ پڑا کار نمایان ہمسے

غیر کمبخت تیری بزم میں ہیہات رہے
دائم الحبس خدایا کہیں بد ذات رہے

دم کبھی آنکھون میں آیا کبھی آیا لب پہ
کیا بتائیں شب فرقت میں جو حالات رہے

جان پہ کھیلینگے غیرون سے نہ ملنے دینگے
سر رہے یا نہ رہے اپنی مگر بات رہے

وہ کبھی برسون میں برسے یہہ برستے ہیں مدام
کیون نہ شرمندہ میری آنکھون سے برسات رہے

آتشِ عشق بھڑکتی ہے نصیحت سے وہ چند | خوب معلوم تمہیں قبلۂ حاجات رہے
شبِ تاریک میں آتے تھے نظر یار سیاہ | زلف کے سودے میں کیا کیا نہ خیالات رہے
آگیا یاد جو اونکو مجھے گالی دینا | قبر پر آکے بھی پڑھتے وہی صلوات رہے
ایکدم جام پلا ساقی مے نوش مجھے | تا ابد شاد و تیری بزمِ خرابات رہے

فکرِ عقبیٰ نہ کیا آپنے فرخ کچھ بھی
اوسکے ملنے کی تدبیر میں دن رات رہے

حالت اک پیچ و تاب کیسی ہے | جان پہ آفت عذاب کیسی ہے
تیری فرقت میں پری پیکر | طرز روزِ حساب کیسی ہے
بل بے کثرتِ نگاہِ شوق اپنی | اوسکے رخ پر نقاب کیسی ہے
تیغِ ابرو سے کر شہید مجھے | اسمین صورت ثواب کیسی ہے
اے پری رو تیرے پسینے مین | ساری خوشبو گلاب کیسی ہے
دم مین آنا نہ تو دلا ھرگز | اوسکی ہان بھی جواب کیسی ہے
جانِ من قامت شالی ہے | زیست نقش بر آب کیسی ہے
اچپلاہٹ تیری بتِ کافر | دل خانہ خراب کیسی ہے

برق و سیماب کی تڑپ فرخ
دل پہ اضطراب کیسی ہے

لیتے ہین بوسہ رخ کے کبھی زلفِ یار کے | کیا کیا مزے اوڑاتے ہین لیل و نہار کے
بہلا نہیں تجھکو ناصحا کیا کیونکہ دل گیا | انداز بھی نرالے ہین اوس گلعذار کے
مرقد مین بھی نہ چین ملیگا پس از فنا | اطوار گر یہی ہین دلِ بیقرار کے

[illegible] ... ہین جب سے ہین میری جان ...

برباد یان نکر میرے رہنے دی اے صبا
پیچھے پڑی ہے کیون میرے مشت غبار کے

ٹہانی ہے دل مین سو ہین کچہہ کہا ہو
حد ہہ کہان تلک یہہ سہین ہجر یار کے

فرخ ہم اپنے دیدۂ خونبار کے حضور
قایل ہین کب بہلا کبہی ابر بہار کے

ہم غیرون سے نفرت جو گوارا نہین کرتے
لو جینے کی اب ہم بہی تمنا نہین کرتے

محفل مین رقیبون کے بلاتے ہین مجہے آپ
جلتون کو میری جان جلایا نہین کرتے

کیا دیر ہے دلوائیے بوسہ رہ مولا
جو وعدہ کیا کرتے ہین ٹالا نہین کرتے

جب آتے وہ کلبۂ احزان مین گاہے
تب بیرون ہی ہم آپ مین آیا نہین کرتے

اغیار کے بہکانے سے اے واسقدر
بیداد و ستم ہمپہ وہ کیا کیا نہین کرتے

گر معجزہ آتا ہے تو کیون رشک مسیحا
رنجور کا تم اپنے مداوا نہین کرتے

وہ دن گئے شعلے جو نکلتے تہے زبان سے
اب آہ بہی لب تک کبہی لایا نہین کرتے

مدم کی جدائی بہی گوارا نہ تہی یا اب
ہم آپ سے ملنے کی تمنا نہین کرتے

چل دور ہو پہلو سے میرے دشمن بغلی
ہم تیری بہی پروا دل شیدا نہین کرتے

ہاتہہ آئیگا کیا آپکے اس جور و ستم سے
فرخ کو ستاتے ہو کچہہ اچہا نہین کرتے

کب رونے مین عالم کو ڈبویا نہین کرتے
ہم خوف سے طوفان کے رویا نہین کرتے

قاتل مجہے ڈر ہے کوئی پہچان نہ لیوے
کیون خون کو تلوار سے دہویا نہین کرتے

وعدہ تہا میری قتل کا ایفا نے اب ادسکا
ہم دیکہتے ہین کرتے ہین وہ یا نہین کرتے

مارے سے بھی ہین بھی داغ دل اپنے ... ہین ...
یاد دُرِ دندان مین تیرے اشکون سے اپاہ — ہم راتون کو کب موتی پرویا نہین کرتے
اقرار وہ بوسہ دہن تنگ کا اپنے — اس طرح سے کرتے ہین کہ گویا نہین کرتے

کیون جان کا دشمن تو ہوا عشق مین فرخ
دل دیتے ہین پر جان کو کھویا نہین کرتے

کچھ تجھ سے غرض ہم دل شیدا نہین رکھتے — گر جان بھی چلی جائے تو پروا نہین رکھتے
کیا روگ لگا ایسا ہین یار الٰہا — ہم جینے کی کیون اپنے تمنا نہین رکھتے
ہین بات بنانے ہی کو عیسیٰ لب شیرین — بیمار محبت کا مداوا نہین رکھتے
کی عرض کہ کیون مجھ سے نہین رکھتے سروکار — جھنجھلا کے لگے کہنے کہ اچھا نہین رکھتے
اے کاش کسی اور کی آئی مجھے لگ جائے — اب رنج والم سہنے کا یارا نہین رکھتے
ہین روز کے غم کھانے سے تنگ آیا ہون قاتل — قا گردن پہ مرے کس لئے تیغا نہین رکھتے
گر خوف قیامت ہو تو کہہ دینگے وہان بھی — نادانون سے ہم خون کا دعوے نہین رکھتے
شعلے ہین شرارہ ہین اور آہون کا دھوان ہے — ہم سینۂ سوزان مین کیا کیا نہین رکھتے
کیا خاک وہ طے مرحلہ عشق کرینگے — جو سانس بھی لینے کا سہارا نہین رکھتے
اک بوسہ جو مانگا تو وہ جھنجھلا کے یہ بولے — کچھ پاس ادب آپ ہمارا نہین رکھتے
معلوم ہین جو رنج ہین دل دینے مین ناصح — پر کیا کرین دل سے کوئی چارا نہین رکھتے
خورشید قیامت سے بھی آتش ہے فروزان — جراح مرے داغ پہ پھاہا نہین رکھتے

بے مونس و غمخوار ہین گو نام ہے فرخ
ہم تیرے سوا اور خدایا نہین رکھتے

[illegible]

عرشِ بریں جا بجا ہے طوفانِ اشک سے
تاہم نہ خو ہے گریہ تیری چشم تر گئی

دہوکا ہوا ہے مہر درخشان پہ ابر کا
زلفِ سیاہ یار جو رخ پہ بکھر گئی

ہو جائیگا یقین سے فی النار و السقر
اک آہ شعلہ بار فلک تک اگر گئی

الحمد للہ وہ بھی جنازہ کے ساتھ ہین
مر مر کے عاقبت میری بارے سنور گئی

اللہ رے شوخیان تری تیغِ نگاہ کی
بجلی کی طرح سینہ مین میرے اوتر گئی

برگشتگی طالع کہان تک بیان کرین
سو بار آکے موت بہی فرقت مین پہر گئی

بے چین خفتگانِ عدم کو کریگی تو
مرقد مین بہی جو ساتھ میرے [illegible] گئی

رنگ سپید زود بیا جائے دیر نیست
لب پر ہے جان شام گئی یا سحر گئی

سنکر کہا کہ خوب ہوا دردِ سر گیا
مرنے کی میرے شوخ تلک جب خبر گئی

جینے سے تنگ ہون نہین آتی ہے کیون اجل
ہیبت سے شامِ ہجر کے کیا تو بہی ڈر گئی

روکے سے کوئی رکتے ہین ناداں جنونِ دل
عقل و تمیز ناصحا تیری کدہر گئی

فرخ حصول دین ہے نہ دنیا کی عیش ہے
برباد مفت مین یون ہی ناداں گزر گئی

کہ کبھی پیچ پہ وہ زلفِ دوتا آتی ہے
سر پہ عشاق کے اک کالی بلا آتی ہے

دیکھیے کیسے شبِ ہجر سحر ہوتی ہے
نیند آتی ہے مجھے اور نہ قضا آتی ہے

تارے گننے کی جگہہ داغِ جگر گنتا ہون
شب کو فرقت مین بہلا آتی ہے

بعد مردن بہی یہ کیا ضد ہے صبا کو یارب
اوسکے کوچہ سے میری خاک اوڑا آتی ہے

ہوتا ہے عالم بالا تہ و بالا یکسر
لب پہ اپنے جو کبہی آہِ رسا آتی ہے

عزم رخصت تیرا سنکر تب کافر میری — جان سینہ سے لبوں پہ سمٹ آتی ہے
بو سے کاکل تیری لیجا کے صبا گلشن بیز — اور اک تازہ شگوفہ وہ کھلاتی ہے
ساقیا دیر نکر جلد لگا دے موہنہ سے — دیکھ کیا جھومتی ساون کی گھٹا آتی ہے
تا فلوت کا پیغام کہڑا ہے سر پر — آمد و شد سے نفس کی یہ صدا آتی ہے

فکر دنیا میں پھنسے رہتے ہو فرح دیرانی
شرم آتی ہے تمہیں اور نہ حیا آتی ہے

میرا دل لیکے اوکا فرد غنا کی — دو ہائی ہے دو ہائی ہے خدا کی
ہے میری قتل کا غیروں پہ ارشاد — نئی طرز ستم ہے بیوفا کی
سوال بوسہ پہ کہتا ہے وہ بت — سمجھنے ہی دن لگی قدرت خدا کی
نہیں خبر کسی کوئی اور تدبیر — طبیبو اپنے درد لادوا کی
اوڑا لیجا ہے خاک اوسکی گلی میں — کرہی میں منتیں کیا کیا صبا کی
بتوں کے عشق میں کہو دل و دین — یوں ہی تھی ناصحا مرضی خدا کی
ہوا اچھا نہ بیمار محبت — دوا کی مدتوں برسوں دعا کی
اطبا نے علاج ضعف دل میں — اجل سے یہ گھڑی میر سنا کی
چرایا صاف چپلا ہاتھ سے کیا — یہ شوخی دیکھنا دزد حنا کی
لیا ہے بوسہ کاکل جو ہمنے — حقیقت میں بڑی بہار خطا کی
پڑا ہے نامہ بر اتنا نہ اپنا — قریب آمد ہوئی پیک قضا کی
میں کہاں امر ہو تا باوقات — ولے یہ چشم تر ہمدم ہوا کی

گنوائی مفت فرخ عمر افسوس
نہین کچھ بھی خبر روز جزا کی

وہ بھی کیا دن تھے ہمین لذت آزار نہ تھی
لب پہ یون آہ بھرا شکوۂ ربار نہ تھی

جب تلک حسن سے واقف طبع یار نہ تھی
اپنے بیگانون سے یون گرمی بازار نہ تھی

مردہ زندہ تیری ٹھوکر سے ہوے جاتے تھے
اک قیامت تھی ستمگر تیری رفتار نہ تھی

سینہ کاوی تھی جگر خون ہوا جاتا تھا
کون سی بات تھی جو ہجر مین دشوار نہ تھی

رہی موجود سے معدوم ہمیشہ غائب
کب بھلا آنکھون سے پنہان کمر یار نہ تھی

للہ الحمد جنازہ پہ وہ میرے آئے
ایسی امید مجھے طالع بیدار نہ تھی

زاہدا توبہ سے زیست مین کسو واسطے کی
کیا تجھے چشم عفو قادر غفار نہ تھی

جھانک کر دیکھ لیا جلوۂ جانان دل مین
کوئی دیوار وہان مانع دیدار نہ تھی

ہیچ کو شوق ہوا کب سے ستمگاری کا
پہلے یون زیب کر آپکے تلوار نہ تھی

عشق مین جان کے بچنے کا ہوا فکر عبث
پہلے کیا اسکی خبر تجھکو دل زار نہ تھی

نیم بازی نے بھی اک فتنہ اوٹھایا ظالم
چشم فتان تیری سوتے مین بھی بیکار نہ تھی

خوف سے موت بھی اگر نہ پھٹکنے پائی
ایک آفت تھی میرے حق مین شب تار نہ تھی

گو غزل کو لئے بھی لکھی تھی فرخ
پر تیرے شعرون مین کچھ خوبی گفتار نہ تھی

جان جان یاد تیری ہجر مین جب ہوتی ہے
ہچکیون سے سجدہ جان لب ہوتی ہے

ہون چراغ سحری دم کا بھروسا کیا ہے
مفت دشمن میری کیون ہجر کی شب ہوتی ہے

او مرے شعر تمہین جو انہین فدا ہوتا ہے
خوبرویون کی طبیعت بھی عجب ہوتی ہے

ساقیا منہ سے لگا دے خم صہبا اک بار
ایک دو جام سے تسکین مری کب ہوتی ہے

دل لگا کر کہیں الفت کا مزا تو دیکھو
حضرت ناصح لگی لاگ غضب ہوتی ہے

دل تو مدت ہوئی رخصت ہوا پہلو سے مرے
تم جو روٹھے ہو تو لو جان بھی اب ہوتی ہے

فکر کرنے سے تجھے فایدہ کیا ہے فرخ
وہی ہوتا ہے جو کچھ مرضی رب ہوتی ہے

روئے سے چشم تر تجھے دن رات کام ہے
عالم نہ ڈوب جائے خطر کا مقام ہے

الفت بتوں کی واعظا کیونکر حرام ہے
عشق مجاز ہی تو حقیقت کا بام ہے

گیسو سنوارتے ہیں وہ کوٹھے پہ شام کو
گویا کہ مہر ابر میں بالائے بام ہے

مدت کے بعد خواہش گردن بر آئیگی
شکر خدا اگر تیغ تیری بے نیام ہے

بک بک کے مغز خالی عبث ناصحا نہ کر
قابو میں جب نہ دل ہو تو پھر کیا کلام ہے

ہر بار جاؤں جاؤں نہیں چھوڑ سے تارے
ہونا جو کل ہے آج ہی ہو تو سلام ہے

جور و جفا اٹھائیں بھلا کس امید پر
سوچو تو دل میں کوئی تمہارا غلام ہے

دل بستگی ہے سو عبث الام دہر میں
یعنی جہان میں غافلو کب تک قیام ہے

گر تو نے دل دیا نہیں فرخ تو یہ بتا
کیوں آہ سرد لب پہ سحر صبح و شام ہے

شکر خدا کہ آج وہ بت اپنا رام ہے
زاہد اور شیخ کو جھک کر سلام ہے

کافر ہو جسکو خواہش جنت ہو زاہدا
تیری قسم ہمیں تو تمنائے جام ہے

مجھسے خدا ہی جانے کہ کیا ضد ہوئی اوسے
ورنہ رقیب و غیر پہ لطف اوسکا عام ہے

اور ابھی سے ہو گیا رونا میرا تجھے
طوفان نوح آج تلک کسکا نام ہے

او فتنہ گر خدا ہی چکا گیا فیصلہ
ہو روز جفا کا روز جزا انتقام ہے

جاتا ہے ایکدن تمہین دنیا سے غافلو
ہیک قضا کا صبح و مسا یہہ پیام ہے

فرخ ہے ابتدا ہی گھبرا گیا ہے تو
عشق بتان مین عیش یہہ سودائے خام ہے

رہتی ہے تپ عشق کی باری کئی دن سے
ہے زندگی اپنی مجھے بھاری کئی دن سے

کیا نرگس شہلا سے لڑی آنکھ تمہاری
گلگشت کو جاتی ہے سواری کئی دن سے

کچھ آنسوؤن کا بہنا نہین آج ہے ناصح
دریا میری آنکھون سے ہین جاری کئی دن سے

اے وحشت دل مژدہ بہار آئی ہے سر پر
دیتی ہے خبر باد بہاری کئی دن سے

کیا ہو گیا دلکو میرے یا رب الٰہا
ہر دم ہے فزون گریہ و زاری کئی دن سے

دم ہچکیان لیتا ہے جو آتا ہے تو آو
ہے نزع مین ہی یاد تمہاری کئی دن سے

فرخ کا برا حال ہے ٹک دیکھ تو چلکر
ہے نزع کی حالت اوسے طاری کئی دن سے

نالہ مین بلند اپنے یہہ بارے کئی دن سے
گردون پہ چمکتے نہین تارے کئی دن سے

او غنچہ دہان تیرے شکورے پینگے
سر بوجھ ہے گردن پہ ہمارے کئی دن سے

اندھیرے اغیار کرین زلفون مین شانہ
جلتے ہین ہمارے سینہ پہ آرے کئی دن سے

ہی تنگ سیہ ہی ہی حق ہے جگر کا
بیچین ہون مین درد کے مارے کئی دن سے

بتلا دے مجھے سینہ اگر کچھ ہی کہا ہو
کیون روٹھ رہے ہو میرے پیارے کئی دن سے

او کافر بدکیش سمجھے کچھ بھی [illegible] ہے
عاشق ہین ترے گور کنارے کئی دن سے

نالان ہین مضمون کو یارے کے ہمدم

فرخ بہی عدم کو ہین سدہار گئی دن ہے

گلگشت کو گلشن مین جو وقت سحر آئے
نرگس کو دکہا آنکہہ وہ بیمار کر آئے

ہو جائین وہین خس شعلے کے یقین ہے
اک نالۂ جان سوز بہی لب تک اگر آئے

سکتے ہین کوئی روک کے او ناصح نادان
یہ حسرت دل ہین جو ادہر آئے اودہر آئے

شکوہ نہین اصلا کہ کرے دل نے جو کہائی
افلاس مین ہو جاتے ہین سب اپنے پرائے

سختی دل سوزان نہین نوک مژہ پہ
یہ نخل محبت مین ہین گویا ثمر آئے

وادی مین مجہے دیکہہ کے بولا او یہ قیس
خوش طالع ما قبلہ و کعبہ کدہر آئے

جراح میرے زخم پہ پہاہا نہ لگانا
یہ زخم نہین وہ کہ جو مرہم سے بہر آئے

معلوم نہین آئے ہین کیون ملک عدم سے
دنیا مین جگر کہانے کو داغ جگر آئے

بیمار محبت کو پڑے جان کے لالے
بہتر ہے قضا لینے کو اوسکی خبر آئے

جلوہ سے تیرے آنکہ چمکتی ہے فلک پہ
مونہہ کیا ہے تیرے سامنے شمس و قمر آئے

دل دینا نہ فرخ تو خبردار کسیکو
ڈر ہے نہ کہین تیری بلا جان پہ آئے

ہنس دیتا ہے ہر اک کروٹ ہر اک پہلو مجہے
آج ہی کہا جگا کیا اور درد فرقت تو مجہے

عجب نسبت رہتا ہے تیرا ہی تصور ہر زمان
سچ بتا او فتنہ گر کیا کر دیا جادو مجہے

نکہت گل کا گمان ہے ہر نسیم زا یہ
کر دیا ہے خفقانی ایسا نہ نگ بو مجہے

زندگی سے تنگ آیا ہون خدا کیواسطے
اوسکے ملنے کا بتا ناصح کوئی قابو مجہے

یون جلا دیتے ہین جو ملکر خال و خط و زلف یار
کیا سیہ کار و کنی جانا مردہ ہندو مجہے

ناتوان ہون ضعف بدمستی کی طاقت طاق ہے
بس نہ کہلوا اسقدر تم رنج ہجران تو مجہے

غالباً فرخ تیرا دل جل گیا ہے عشق مین
تیری آہ گرم سے آتی ہے کچھ کچھ بو مجھے

ہے کچھ ہی حسرت تمہین کسیکی ہے قطع امید زندگی کی
ناحق نہ دکہاؤ دل کسیکا لگ جائیگی بد دعا کسیکی
اسپر خ نہ رات دن کہلا غم کر بات کوئی ہنسی خوشی کی
آتی نہین پاتی لب تلک بھی رہ جاتی ہے بات جی ہی مین جیکا
پھل پایا نہ سرو نے اکڑ کر کیون قد ہے ترے برابری کی
اک بوسہ پہ لاکہون گالیان ہین شیخی ہے یہہ حسن عارضی کی

فرخ تمہین موت یون نہ آتی
اچھا کیا تمنے عاشقی کی

ہے موت ہی سے اپنی امید شفا مجھے کچھ ایسا لگ گیا مرض لادوا مجھے
ہر دم فزون ہین رنج والم یاس و درد و غم کہلتا نہین ہے کچھ یہی کیا ہو گیا مجھے
صدمے کہان تلک مین سہون ہجر یار کے اس زندگی سے موت ہی دیکو خدا مجھے
چھٹتی ہے کوئی لاگ یہہ واکی لگی ہوئی کیا پند و وعظ کرتا ہے او ناصحا مجھے
کعبہ کلیسا دیر و حرم جا بجا پھرا اب تک ملا نہ پر تیرے گھر کا پتا مجھے
مین ناتوان ضعیف ہون کچھ بو ہی گل نہین کیون ساتھ اوڑا لے پھرتی ہے باد صبا مجھے

فرخ بقول آپکے کیا فکر رزق ہے
رزاق ہے وہ جسنے کہ پیدا کیا مجھے

قتل کرنا ہے تو کر او بت بے پیر مجھے کشتہ عشق کی ہان چاہیئے توقیر مجھے

تشنۂ آب شہادت ہون گلا سوکھ گیا
پانی پلوا تو سہی آب دم شمشیر مجھے

مین کہان اور کہان دشت نوردی آئین
خاک اڑانے کو لیے پھرتی ہے تقدیر مجھے

وحشت دل نے یہہ رتبہ مجھے بخشا ہے جنون
پانو پڑتی ہے اگر ملتی ہے زنجیر مجھے

سینے لاکھون ہی کھلائے ہین بل کر جیسے
پیچ مین لائے گی کیا زلف گرہ گیر مجھے

سیر ہے کوہ و بیابان کی دن رات نصیب
حضرت عشق نے بخشی ہے یہہ جاگیر مجھے

عذر جور پہ جھنجھلا کے جھڑک دیتے ہین
بولنے ہی نہین دیتے دم تقریر مجھے

یار جاتا ہے مگر موت نہین آتی ہے
اپنے مرنے کی نہین سوجھتی تدبیر مجھے

کھنچ گیا اور زیادہ وہ ستمگر مجھ سے
واہ معلوم ہوئی آہ کی تاثیر مجھے

جی مین ہے بھیجون مصور کوئی قاصد کے عوض
جائے خط تا کہ وہ لا دے تری تصویر مجھے

ہوگا فرخ وہی جو کچھ ہے مقدر مین لکھا
خط تقدیر کی معلوم ہے تحریر مجھے

حق بجانب ہے نہین کوئی بھی ثانی آپ کی
نور حق سے ہے بنی تصویر جانی آپ کی

تاب و طاقت لیگئے رنج جدائی دے گئے
بس یہی دو تین باتین ہین نشانی آپ کی

مونس و غمخوار کہتے ہین مری صورت کو دیکھ
ہو گئی ہے یا کسی پر نوجوانی آپ کی

خاطر محزون تمہاری یاد سے غافل نہین
راتدن رٹتا ہی رہتا ہے کہانی آپ کی

کلبۂ محزون دلمین حضرت غم آ گئے
خون دل سے کیجئے جگ مین مہمانی آپ کی

حضرت ناصح خدا کے واسطے رکھئے معاف
خوب بندہ جانتا ہے مہربانی آپ کی

لکھتے ہین احباب خط مین ہمکو فرخ سب یہی
یاد آتی ہے بہت وہ شعر خوانی آپ کی

خونچکاں غم کی جو کچھ اپنی حکایت ہو گی
لب پہ جور کی اوس بت کی شکایت ہو گی

ترک الفت کا کوئی ذکر نہ کیجے حضرت
اوسکے آنکھوں پہ ناصح جو ہدایت ہو گی

نہیں وعدے کہ ہمیشہ مجھے اپنا سمجھو
ایکبار ہی نظر لطف کفایت ہو گی

جان پر کھیلینگے یار سر تیغے دیکھو
غیر پر سے زیادہ جور عنایت ہو گی

خون دل پیتے ہیں غم کھاتے ہیں عشاق مدام
مذہب عشق میں یہ کوئی روایت ہو گی

سینے رو کر کہا جب غیر کو پان اوس نے دیا
خون ہوگا جو گلوری نہ عنایت ہو گی

فکر دنیا تجھے دن رات ہے فرخ اب تو
عاقبت شرم ہی سے جو نہایت ہو گی

سبز جنگل ہو گئے دل شاد دہقان ہو گئے
جب طرف عاشق ترے با چشم گریان ہو گئے

خاک ہو کر جائینگے باد صبا کے ساتھ ہم
دیکھنا گر صف پہ تیرے ہم بھی دربان ہو گئے

آرزو سے زخم جب زیادہ ہوئی پھر نمک
شور بختی سے بھرے خالی نمکدان ہو گئے

سے گنوان اس راہ میں جس پوشاں بدل دیکھنا
مت سمجھنا موسے خط گرد زنخدان ہو گئے

فصل گل اوس سے تو بے شیخ جی ممکن نہیں
آپ دانا ہو کے حضرت کیسے نادان ہو گئے

چشم گریان آہ سوزان سے ہمارے بارہا
خشک دریا ہو گئے دریا بیابان ہو گئے

حسرتیں گیسوے دل سے نہیں نکلی ہنوز
نوح کے طوفان سے کیے ہمسر ہفت طوفان ہو گئے

جب ہیں فرط ضعف سے طاقت گفتار کی
جیتے جی ہم آگئے شہر خموشان ہو گئے

آرزوئے جو سے شاید و لیکن باقی رہ گئی
قتل کرکے کس لئے جلاد پشیمان ہو گئے

تیغ قاتل سے ہوے ہیں سیکڑوں عاشق شہید
شہر ویران ہو گئے آباد ویران ہو گئے

درہم و برہم ہوے اور کہا کیا کیا پیچ و تاب
بال زلفوں کے ہوا سے جو پریشان ہو گئے

قدرت خالق ہوئے تم سرو قامت گلبدن
اور ہمارے عشق کے ہم عشق پیچان ہو گئے

حضرت فرخ لگانا وار فانی مین نہ دل
کیا ہوا دو چار دن گر تم بھی مہمان ہو گئے

ہم سے رخصت صبر و طاقت دین و ایمان ہو گئے
جب سے ہم محو جمال روئے جانان ہو گئے

جس نے دیکھا صاف دو ٹکڑے کیا ہی دور سے
جوہر اوسکی تیغ ابرو کے نمایان ہو گئے

کس لطافت سے چھڑکتے تھے وہ زخمون پر نمک
لطف کم ہوتا نہ تھا خالی نمکدان ہو گئے

جاگتے تھین بند آنکھین دل مین کیا کیا تھے
کھل گئین جب آنکھ سب خواب پریشان ہو گئے

ہم چلے ہین جو سر پر گردش ایام کے
جب سنے ہم وارفتہ رفتار جانان ہو گئے

ناتوانان ہو لب تک بھی اگر آیا ہے
خاک چلکر دیکھنا گردون گردان ہو گئے

سر بھی حاضر جان بھی حاضر عذر مینے کب کیا
پھر خفا کس بات پر اے جان جانان ہو گئے

اب تو بس کر اے جنون زور آزمائی تا کجا
چاک دامان ہو گئے ٹکڑے گریبان ہو گئے

بوجھ ہاتھ سے سر تن پر سے ٹل گیا
ہم ترے مرہون منت تیغ بران ہو گئے

آسمان پر ہے غبار اپنا صبا کی دوش پر
خاک ہو کر عشق مین ہم بھی سلیمان ہو گئے

ہائے قسمت بوسہ اوس لب کا نصیب غیر ہو
اور ہم یون گالیان کھانے کے شایان ہو گئے

سنتا ہے نقار خانہ مین صدا طوطی کی کون
نیند نالون سے میری مرغ خوش الحان ہو گئے

کیا ہوا کیونکر ہوا دل کس طرح سے کھو دیا
آپ تو دانا تھے فرخ کیسے نادان ہو گئے

فصل گل آئی ہے اپنے زخم دل آلے ہوئے
پھاہے جتنے چڑھ چکے تھے سب کے منہ کالے ہوئے

انقلاب دہر سے کیا بہت کچھ ہو گیا
کیا ہوا گر غیب سے چاہنے والے ہوئے

یاالٰہی آہیں پہونچیں جس سے جا کا ہوگئے
چشم بد سے روزنِ دیوار میں جالے ہوئے

او مسیحا جلد لے بیمار کی اپنے خبر
آج یہ سنتے ہیں اوسکو جان کے لالے ہوئے

یاالٰہی خیر کیجو دل دھڑکتا ہے مرا
نامہ بر آتا ہے کیوں گردن کو یوں ڈالے ہوئے

کس طرح سے بارِ چرخ اوٹھا سکینگے ڈالا
مہر و شفقت ناز و نعمت کے جو ہیں پالے ہوئے

رخ پہ چھوڑو تو ذرا زلفِ سیہ کو اے صنم
دیکھیں جاتے ہیں کہاں تک ناگ یہ پالے ہوئے

کیوں نہ حسرت سے گلے کو تاکیے جا سے
غیر تکتے ہیں ہاتھ گردن میں تیری ڈالے ہوئے

مژدہ اے جوشِ وحشت ناخن اپنے تیز کر
پھر بہار آئی ہے اپنے زخمِ دل آلے ہوئے

ساقیا مینا و صہبا سے ہیں کہنا معاف
ہم کسی کی چشم کے مدت سے ہیں متوالے ہوئے

دل دیا جب عشق میں فرخ نہ سمجھی تھا
تھا یہی انجام جو اب جان کے لالے ہوئے

ہیہات یار آپ کے اغیار بن گئے
اغیار تھے جو آپ کے وہ یار بن گئے

کانٹا ہوئے ہیں سوکھ کے گو وہ شگفتہ
پر چشمِ چرخ کے لئے ہم خار بن گئے

سینہ میں سیرِ لالہ و گل ہو گئی ہے آگ
انگارے ہی اپنی آنکھوں میں جلے یار بن گئے

غمزے سے تیرے آج بچا شکے بعد جان
اے شوخ دلکو کھوکے ہم شیدا بن گئے

کیا کیجیے سیرِ لالہ و گل جا کے باغ میں
سینے میں اپنے داغوں سے گلزار بن گئے

آئے نہ فاتحہ کو پسِ مرگ گور پہ
کیا یار چار دن ہی میں اغیار بن گئے

جل کے نہ کیونکہ آتشِ حسرت جگر میں آہ
اغیار یار اوس کے ہم اغیار بن گئے

تیر اسکے کرتے نگاہ میں پر تیکان
اے چرخ ہم سے الجھ وہ جو چار بن گئے

کہتے ہیں موتی آنکھوں سے فرخ سجا کے اشک

ہم رو لیے رو لیے ابر گہربار بن گئے

میری کس بات جب نہیں ہوتی
پر تجھے فتنہ گر نہیں ہوتی

اپنی بیتابی کم شبِ فرقت
نہیں ہوتی مگر نہیں ہوتی

ڈرتے رہنا کہ آہِ مظلوماں
اے فلک بے اثر نہیں ہوتی

ہیں کمربستہ جور پر بے غلط
دلبروں کی کمر نہیں ہوتی

نیند آتی ہے اور نہ موت مجھے
شبِ فرقت سحر نہیں ہوتی

یہاں تڑپتے ہیں جان دیتے ہیں
واں کسیکو خبر نہیں ہوتی

لاکھ وعدہ کرو تم آنے کا
دلکو تسکین مگر نہیں ہوتی

ہے غضب جانگزا سمومِ آہ
شاخِ غم بارور نہیں ہوتی

فائدہ کیا کمال سے ناداں
آج قدرِ ہنر نہیں ہوتی

سخت جانی ہے زندگی اپنی
دو تسکین کب تک بسر نہیں ہوتی

تیرے بیمار کے سرِ بالیں
کس کی اب چشم تر نہیں ہوتی

ہر طرف پھرتے ہیں پتھر
دیو ہم اپنی کدھر نہیں ہوتی

شکر صد شکر تیری اے فتح
اب کبھی چشم تر نہیں ہوتی

کیوں شگفتہ کاکلِ جانانہ ہوا ہے
اے دل تجھے کیا سوجھی ہے دیوانہ ہوا

کب خالِ سیہ ہے رخِ روشن پہ تمہارے
جل خاک سیہ شمع پہ پروانہ ہوا ہے

سنتا ہی نہیں قصۂ فرہاد کو کوئی
مشہور زبس اپنا یہ افسانہ ہوا ہے

کیوں عشق میں سر کھپایا ہوا ناصحِ ناداں
دیوانہ کو سمجھاتا ہے دیوانہ ہوا ہے

دیکھا ہے قاتل ہی کی جانب تو دمِ قتل
سے بھی تعصب کا ہم یہہ مردانہ ہوا ہے

دل خون شدہ آنکھون مین بہر کے لنڈہانا
ساقی ہمین حاصل یہہ ہی پیمانہ ہوا ہے

نقدِ دلِ مضطر کو دبا بیٹھے ہو صاحب
کیا سود ہے بین زلفونکے بیعانہ ہوا ہے

اوس کافر بدکیش کا ہے دل مین تصوّر
یہان خانہ اللہ مین صنمخانہ ہوا ہے

کیا شکوہ اپنا ہے زبان کیجئے فرخ
جو اپنا یگانہ تہا وہ بیگانہ ہوا ہے

اٹکھیلیون کی چال جو وہ دلربا سے چلے
سامان موت خلق کا لیکر قضا سے چلے

صحنِ چمن مین وہ گل و بلبل کو باغبان
محوِ جمال کرکے تماشا نیا سے چلے

ہو خفتگانِ خاک کو محشر کا اعتبار
دو اک قدم جو ناز سے وہ دلربا سے چلے

ہووے مبارک تمکو قدم تیرا اے اجل
عیسیٰ لئے میرے علاج سے ہو کر خفا سے چلے

ہر روز فکرِ جور مین رہتا تہا تو مدام
لے خوش ہوا تو دنیا سے ہم بیوفا سے چلے

آتے تہے پہلے آپ ہی گریان عدم سے آہ
ہستی سے اب چلے تو ہمین تمکو رلا چلے

سنتے ہی ہم تو دونو جہان سے گزر گئے
جب دم کہ اوس نے ناز سے ہنس کر کہا چلے

برباد میری خاک کو کرنی ہے کس لئے
آہستگی سے کہدو کہ بادِ صبا سے چلے

مطلب ہوا نہ ایک بہی دل کا کوئی حصول
ہم بہی جہان مین فرخ کیا آکے کیا چلے

رگ اور سیماب تہوڑا سا منگایا چاہئے
حال بیتابی او نہین جل کر دکھلایا چاہئے

تشنہ لب ہون پیاس کی شدت سے ہی کام پڑا
اے صنم آبِ دمِ خنجر پلایا چاہئے

جیتے جی کچھ رفتار کے کہتا کہا سنہین جو بہ ستم
آہ و نالہ اب تمہین بہی سر اوٹہایا چاہئے

[illegible]
اور ہی الفت کا ... کمال بتایا چاہئے

یوں نگاہِ مست کا کشتہ کسیکو ... ہو
شیشہ سے میری تربت پر چڑھایا چاہئے

کیا عجب ہے وہ دیکھنے آئیں تماشا جانکر
یا دلوں کا سانگ ہی ایدل بنایا چاہئے

ہوتا ہی ہو کہ پھٹ جائینگے اک دن دیکھنا
یوں نہ غیروں کو ہمیں جان پر چڑھایا چاہئے

رے مروت نے وفا کے پاس الفت ہی ذرا
اوس صنم کو کس توقع پر خدا بنایا چاہئے

ہو گیا ہے سو کہہ کر مجھے کیا ہو گیا
نہیں اسے فرخ طبیبوں کو دکھایا چاہئے

ذکر اوس کا بزم میں کرتا ہے جو چھیڑا کوئی
شرم سے منہ کو چھپا لیتا ہی کیسا کوئی

سن تو اوسکو ملا ... کبھی دن سمجھے
اتفا ہی دل کو تسلی نہیں دیتا کوئی

[illegible]
خوب دیکھا تو جہان میں نہیں اپنا کوئی

[illegible]
یاد رکھ چرخ کبھی لیوے گا بدلا کوئی

[illegible]
بھلا پیدا تو کرے چاہنے والا کوئی

اوسکا ... [illegible]
میری تقدیر کا پڑھ دیکھو لکھا کوئی

[illegible]
حیف ہے دل میں نہ اتنا کبھی سمجھا کوئی

فرصت ... غنیمت ہے کوئی دم ساقی
دیر کیوں کرتا ہے لا ساغر صہبا کوئی

عاشق زار کوئی فرخ بیمار کوئی
تیری الفت میں مجھے کہتا ہے کیا کیا کوئی

نہیں اتنا ہی خدا کے لئے کرتا کوئی
لیجا کے اوس سے تیرے غم میں ہے مرتا کوئی

کہ رہائی قفس سے میرا ہوتا منظور
بال و پر کا ہے سیکو اسطرح کترتا کوئی

جو کیا آپکی غفلت نے کیا ہے صاحب
دل مضطر یہ اگر ناصحا قابو ہوتا
واعظا حشر کے دن ہی وہین تو ہونگے
چین سے تم تو پڑے سو لو جو خمخانہ میں
نزع مین چھوڑا مرا دم نہ نکلتے دیکھا
اعتبار اونکو اگر اپنا بڑھاتا ہوتا

تم جو جلد آتے تو کیون جان سے گذرتا کوئی
وہ کہیں یہ وہ کہیں کسلئے اسطرح سے ہرتا کوئی
ایسی باتون سے میان یہان نہین ڈرتا کوئی
ٹھنڈی سانسین پس دیوار سے بھرتا کوئی
ایکدو دم کے لئے اور ٹھہرتا کوئی
نقد دل لیکے ہمارا نہ مکرتا کوئی

والہ و شیفتہ و گشتہ و فرخ شیدا
عشق مین نام مجھے کیا کیا ہی دہرتا کوئی

کیا سیدان زلف یار نے گلشن مین سنبل سے
مقابل روے انور ہو کہان سے حوصلہ اتنا
ہے ساغر فرقت ساقی مین چشم خونچکان سکو
گذر اس راہ سے گذری سواری حضرت دل کی
یہ موذی کاٹ ہی کھائیگا مار آستین ہوکر
مین ہون دیوانہ نازک فراج ای چارہ گرو لیلہ

چھوڑایا دم مین رہ کے گلبدن گل کو بلبل سے
ملا وے مونہہ تو پہلے مہر اوسکی عشق کے گل سے
صداے آہ و نالہ آتی ہے شیشہ کی قلقل سے
الہی کیون یہ فرخ اشک آتی ہی تحمل سے
نہ الفت کیجیو زنہار اے دل اوسکی کاکل سے
نکل جائیگا دم اپنا میان زنجیر کے غل سے

نہ دل جلدی ہی دیدینا ت کا فر کو اپنا
خدا کے واسطے فرخ توقف تامل سے

امید درد عشق ہے کسکو شفا کی سے
اب ہے دعا سے جبر ہی مانگا کرینگو ہم
پھرتی ہے چار سو مرے بستر کے آس پاس

تاثیر چارہ گر یہان اولٹی دوا کی ہے
ضد گریہ سے اثر ہے ہمارے دعا کی ہے
مٹی خراب ضعف سے میری قضا کی ہے

واللہ رے بے نیازیان درگاہ عشق کی — یہان قدر و شوکت ایک سی شاہ و گدا کی ہے
یہان تک ہوئی ہین جینے سے ہم ہجر مین خفا — عیلے سے التجا ہے نہ خواہش دوا کی ہے
کیونکر سہین نہ ظلم و ستم چرخ کے دلا — تعلیم جور اوسکو بُت بیوفا کی ہے
پتھر کا دل مین لاؤن کہان سے تو ہی بتا — کچھ جا ہی اے صنم تری جور و جفا کی ہے
فرقت مین بن بلائے ہی آئی ہے آپ سے — نظر کرم یہہ حال یہ میرے قضا کی ہے

اوس بُت کی جور سہتے ہین فرخ جو دم بدم
اسکا قصور کہئے یہہ مرضی خدا کی ہے

نظر کرم وہ پہلی سی شفقت نہین رہی — آنکھین بدل گئی ہین وہ الفت نہین رہی
جور بتان سہین وہ طبیعت نہین رہی — شکر خدا کہ اپنی وہ حالت نہین رہی
سر میرا کاٹ کر گئے فرمانے ناز سے — لو اب تو تمکو ہم سے شکایت نہین رہی
کوچہ مین اوسکے زاہد اجب گزر ہوا — واللہ ہمکو خواہش جنت نہین رہی
سنکر سوال بوسہ دہن لا جواب ہین — اثبات نفی مین کوئی حجت نہین رہی
منہ مین زبان بند رکھو گالیان نہ دو — بیجا اوٹھاتے ہین ناز وہ عادت نہین رہی
تاثیر ہم دکھاتے و لے کیا کرین فلک — آہ و فغان کی ضعف سے طاقت نہین رہی
کی عرض سینے ملتی نہین مہ تون کیون — فرمایا ناز سے ہمین فرصت نہین رہی

فرخ کا دم ہے لب پہ چلو تم ہی دیکھ لو
کہتے ہین کوئی بچنے کی صورت نہین رہی

اثر اتنا نالہ کو میرے خدا دے — کہ دم مین زمین و فلک کو ہلا دے
خدا کے لئے اب تو خنجر سے قاتل — ذرا میرے دل کی لگی کو بجھا دے

ہیں سب کے ہاتھ سے تیرا [illegible] — نہیں کوئی ایسا جو اوس سے لگا دے

نہیں ضعف سے تاب اوٹھانے کی ساقی — تو ہی جام مے میری منہہ سے لگا دے

بہت شر اوٹھایا ہے چرخ بریں نے — اثر ہاں ذرا آہ سوزاں دکھا دے

یہہ امید ہے چشم تر سے کہ تیرے — تن زار کوچہ میں اپنا بہا دے

شب ہجر تو ہی چلا چھوڑ ظالم — نہ اے دم مجھے بیکسی میں دغا دے

خدا کے لئے زاہد اسا تھہ چلکر — مجھے راستہ میکدہ کا بتا دے

صدا اک بوسہ کی ہے اے شہ حسن — جو مولا دلائے تیرا تو دلا دے

بگاڑے شہنشاہ کو دم کے دم میں — خدا جسکو اک پل میں چاہے بنا دے

سمجھ کیا یہہ سودا ہوا ہائے فرخ
ارے حال دل کچھہ تو اپنا سنا دے

مہربان لب اب نہ ترسا دو مجھے — ہنسکے صورت اپنی دکھلا دو مجھے

اوس پری تک کوئی پہونچا دو مجھے — ورنہ اپنے آپ میں لا دو مجھے

کوئی دم کا اور دم مہمان ہے — دم کے دم ٹک آ کے دیکھہ تو جاؤ مجھے

حضرت ناصح نہ سمجھونگا کبھی — جس طرح سے چاہو سمجھا دو مجھے

کار شیطان ہے نہ واعظ کیجئے — توبہ مے کو نہ بہکا دو مجھے

کسکو ہے قول و قسم کا اعتبار — جھوٹے وعدوں سے نہ بہلا دو مجھے

حشر میں فرخ جو پوچھے جاؤگے
کیا کہوگے وہاں یہہ بتلا دو مجھے

تپ عشق سے استقدر ہم جلے — پڑے دست نباض میں آبلے

کہیں سوزش دل کا گر حال ہم
زبان قلم پہ پڑین آبلے

نکلے دل ہزارون کے پانوءن تلے
جو دو اک قدم ناز سے وہ چلے

ہو دنیا سے بوسہ تو دلوا سکے
نہیں خوب اے جان یہ آری بلے

جو کہتے ہین سو کر گذرتے ہین ہم
کہے ہم بھی جانباز ہین من چلے

ہے خشک غم سے اشک خانہ
نہ ہم باغ ہستی مین پھولے پھلے

کرم تیرے کیا کیا رہے رات بھر
شب ہجر رخصت کہ اب ہم چلے

بچشم حقارت سے دیکھو ہمین
ہین عاشق تمہارے بڑے بابلے

نکلتا ہے ہر وقت شہر سے دھوان
بس اے سوز فرقت سے جلے ہم جلے

مین حاضر ہون سو جو ہین جان و دل
نکال آج ہان دل کے سب حوصلے

کہین باز آتے ہین ہم ناصحا
کدھر ہے تیرا دھیان او بادلے

مجھے دیکھ جینے سے رو کر کہا
خدایا کہین اسکی آئی ٹلے

ہو قرطاس آتش زدہ گر قلم
جلن دل کی لکھین جو ہم دل جلے

یہی ہے تمنا یہی آرزو
نکل جائے جی تیرے قدمون تلے

نہ دین کے ہوئے اور نہ دنیا کے ہم
یون ہی فرخ آئے تھے یون ہی چلے

جو تیغ اوس نے پھر آزمائی ہوئی ہے
تو سنتے ہی گردن جھکائی ہوئی ہے

رہین تیرے کوچہ مین ہم خاک ہو کر
یہی دل مین پیاری سمائی ہوئی ہے

بتا مصحف رخ تلک زلف کافر
تیری کسطرح سے رسائی ہوئی ہے

نہ ہوگی دم قتل ہم تشنہ قاتل
اسیواسطے جان لگائی ہوئی ہے

جو دیکھا تو گل ہے حیا زدہ بہی ‏— تیرے رخ کے آگے لجائی ہوئی ہے

خدا را تو آ جلد رشک مسیحا ‏— لبون پر میری جان آئی ہوئی ہے

رولایا مجھے تمنے غیرون کو آگے ‏— بہت اسمین میری ہنسائی ہوئی ہے

سنا ہے جسے عزم سفر یار جانی ‏— میری جان و تن مین جدائی ہوئی ہے

کیا اوس نے پہر آج شبخون کا سامان ‏— مسی لعل لب پر جمائی ہوئی ہے

وہ سنتا ہے کب حال دل میرا یہ خو ‏— رقیبون نے ہی پڑہائی ہوئی ہے

لگی دیر کیون ہوتی فرقت مین اتنی ‏— کہین تونے مہندی لگائی ہوئی ہے

وہ کہتے ہین روتے ہوئے دیکھ مجھکو ‏— کہین آنکھ تونے لڑائی ہوئی ہے

لگی چوٹ کیا دل پہ فرخ تمہارے
جو زردی سی صورت بنائی ہوئی ہے

مین مرگیا تو میرے درد کی دوا سوجھی ‏— فضول حضرت عیسے کو اب یہ کیا سوجھی

امید زیست سحر تک نظر نہین آتی ‏— شب فراق مین اپنی یہی قضا سوجھی

ہے لطف غیرون پہ اور ہم پہ یہ بیداد ‏— بتا تو اے جفاکار یہ دل مین کیا سوجھی

نشان دانت کا اوس لب پہ دیکھکر یون خجل ‏— شراب پی کے شرارت یہ دلکو کیا سوجھی

اوڑائے تونے جو بچھے تہے پہول مرقد پر ‏— تہی یہ چہیڑ تجھے ہمسے اے صبا سوجھی

طبیب اوٹھ میرے بالین سے دم اوکھڑتا ہی ‏— مجھے تو موت ہی ہے اپنی انتہا سوجھی

وہ ٹکڑا دیکھ کے دل کے کہا تہا صل علے ‏— جو زلف دیکھی تو کالی غضب بلا سوجھی

ہے میری قتل کا ارشاد غیر پر شاباش ‏— تہی یہ طرز ستم تجھکو بیوفا سوجھی

اگر حرام ہے کیون خلد مین ہے حور و شراب ‏— بتا تو اولٹی تجھے کیا یہ واعظا سوجھی

گنوائی عمر کھیلوں میں ہمت اے فتح
نہ از رہِ عقبیٰ کی کچھ ذرا سوجھی

ہر اک دم رولانا نہیں چاہیے ۔ ستا کر دل کو کھونا نہیں چاہیے
کہیں بد دعا لگ نہ جائے کہیں ۔ کسی کو ستانا نہیں چاہیے
لیے ساتھ آئی ہو غیروں کو کیوں ۔ جلے کو جلانا نہیں چاہیے
ابھی آ کے ہو جاؤ گے بن کے کیا ۔ بڑھا کر گھٹانا نہیں چاہیے
تماشا ہے قدرت کا دکھلا دی ۔ نہیں منہ چھپانا نہیں چاہیے
ق
سجا ہے جو ارشاد ہو ناصحا ۔ پھر ہنسنے بھی لانا نہیں چاہیے
مگر کیا کریں دل سے مجبور ہیں ۔ محبت سے کہنا نہیں چاہیے
رقیبِ سیہ رو سے ملتے ہیں ۔ انہیں سے بڑھانا نہیں چاہیے
فنا ایک دن ہے ہر اک پر فتح ۔ یہاں دل لگانا نہیں چاہیے
ملے نے ہو اقرار لو سے کیوں ۔ ہنسا کر رولانا نہیں چاہیے

اور نہیں کچھ بھی پروا نہیں تیری فتح
تجھے جی گنوانا نہیں چاہیے

ہوئے کیا وہ اقرار پیارے تمہارے ۔ جو باہم ہوئے تھے ہمارے تمہارے
ہر اک بات پر منہ چڑاتے ہو صاحب ۔ نرالے ہیں انداز سارے تمہارے
پڑے قتل تیار ہے چین ابرو ۔ سمجھتا ہوں پیارے اشارے تمہارے
مجھے حسرت غیروں سے تمکو الفت ۔ بنے کس طرح پھر ہمارے تمہارے
چلے تم کہاں پیر ہی ہو لو سے او بیکس ۔ میں جیتا ہوں پیارے سہارے تمہارے

تو جاتے ہیں ملنے [illegible] تو
یہ اٹھتے ہیں ہم سے تو گھر سے تمہارے

رقیبوں سے ملتے ہو جا جا کے گھر پہ
نکلنے لگے پاؤں باہر سے تمہارے

زبان شمع کی طرح رکھتا ہوں لیکن
نہیں بولتا ڈر کے مارے تمہارے

پھر ہی سے شرط الفت یہی سوچ لو وہیں
تمہارے ہی مارے ہی جاتے تمہارے

ستاؤ نہ بس حضرت عشق ہم کو
کہاں ہم نکل جائیں مارے تمہارے

کہاں وہ تمکین عالی کی مشفق
نشہ کس لئے فرخ اوتار ہو تمہارے

ایک ہی وار میں مری جان لگاتے جاتے
جو ہے تیغ ہی میں ہی تو کہا سے جاتے

حال دل اونکو بہر حال سنا دو یہ نگے
لگے وہ جو آ گئے کہیں آ سکے جاتے

کر دیا ضعف نے کانٹا سا یہ میرا تن زار
دم اوچھلتے مرے سینہ میں اٹکے جاتے

مژدہ سنکر ترے آنیکا عیادت کے لئے
دم کوئی دم کے لئے ٹھہرا ہی جاتے

ہاں آپکے غم نہیں اسکا لیکن
دہنگ جینے کا نہیں ہی تو رہا جاتے

پاس الفت تھا تو تربت پہ مرے آنا تھا
گریہ بھی پھول تو تیوری ہی چڑھا لے جاتے

موت کے آنے میں اب دیر ہوا کم اک دم
دم سنا جاتے مری تربت پہ آ کے جاتے

سنتے ہم ہی کہاں شور قیامت ہو وہ چال
بخت خوابیدہ اگر اپنا جگا کے جاتے

اے مسیحا کا میں مہمان ہوتا فرخ
وہ مرے دل کی لگی کو بھی بجھا لے جاتے

حضرت موسیٰ بھی طور کا جلوہ دیکھے [illegible]
دم اور [illegible] دلدار [illegible]

وہ ہم [illegible] کو اچھا [illegible]
[illegible] الفت [illegible] ہم اپنے [illegible]

پاس الفت سے نہ کچھ خوف خدا ہی دل مین
کہو کس بات سے کوئی تمہین اچھا سمجھے

مرض ہجر نے یہ تنگ کیا جینے سے
ملک الموت جو آیا تو مسیحا سمجھے

نہ مروت نہ وفا ہے نہ ترحم مطلق
غلطی ہے جو کوئی جان تمہین اچھا سمجھے

غیر ممکن ہے لگی جونک کبھی پتھر پہ
ناصحا اپنا بھلا کیا دل شیدا سمجھے

نسبت کیا ہے کوئی مست کو اک ہشیار
گر یار کو فتح کہو تم کیا سمجھے

عشق مین اوسکے دلکو کھو بیٹھے
زندگانی سے ہاتھ دھو بیٹھے

تیرے در پر ہے مجمع اغیار
ایک اوٹھا تو اسکے دو بیٹھے

بل بے سیل سرشک دیدۂ تر
ہم ترے ہاتھون گھر ڈبو بیٹھے

ہووے اکدم مین شاہ ہفت اقلیم
تیرے کوچہ مین آکے جو بیٹھے

جیب و دامان کو چاک کرکے جنون
کیسے بیکار ہم ہی ہو بیٹھے

جبسے بہکایا اسکو غیرون نے
جان کو ہم پر دن کے رو بیٹھے

خاک ہو کر اوٹھینگے در سے تیرے
ابتو ہونا جو ہو سو ہو بیٹھے

بنے خاموش صورت تصویر
تیری محفل مین ہم بھی گو بیٹھے

کیون سر اپنا پھرا لیے ہو فتح
کہو دل کس طرح سے کھو بیٹھے

یار آیا نثار کیا کیجے
دل سو ہے داغدار کیا کیجے

نیت اصبح دل تو دے بیٹھے
ہو گئے بے اختیار کیا کیجے

جان باقی ہے یان نہ دل باقی
نذر اسکے پیک یار کیا کیجے

جانِ زار آگئی ہے ہونٹھون پہ
اب تو انتظار کیا کیجے

کم بہت ہوگئے انجمِ گردون
داغِ دل کا شمار کیا کیجے

موت آئیگی اپنے وعدہ پہ
التجا بار بار کیا کیجے

لینے دیتا نہین ہے چین اک دم
دلِ بے اختیار کیا کیجے

پیش آیا نوشتۂ تقدیر
گلۂ روزگار کیا کیجے

ق
طلبِ بوسہ پر وہ کہتے ہین
اسے بہرے کردگار کیا کیجے

ایک بوسہ کی ہین تمنا مین
لاکھون اُمیدوار کیا کیجے

رشکِ گلشن ہین داغِ دل اپنے
سیرِ گلزارِ یار کیا کیجے

آبلے آپ ٹوٹ جاتے ہین
منتِ نوکِ خار کیا کیجے

فکر دن رات ہی یہ ہے شیخ
ہین گنہ بیشمار کیا کیجے

وہ رخِ روشن جو گھونگھٹ سے کبھی کھلتا ہے
ہوکے نادم مہرِ تابان ابر مین چھپ جاتا ہے

ناصحِ مشفق کرین کیا ہم بہت مجبور ہین
کچھ نہین چلتا ہے بس جب دل کہین لگ جاتا ہے

نور سے ہوتا ہے جگر شق کتان بے اختیار
جب وہ تیرا چاند سا مکھڑا صنم یاد آتا ہے

دل مین پہلو مین جگر مین کہ نہین تیرا گذر
شوخیان پھر کیون طفلِ اشک کو سکھلاتی ہے

پھر بہار آئی چمن مین ہوگا پھر جوشِ جنون
داغِ دل پہلو مین اپنے ہر دم کھلاتا ہے

بل بے اوس کانِ ملاحت کی محبت کا اثر
رات دن ہمکو یہ غم کس کس مزہ سے کھاتا ہے

رہ نما کانٹون کا دیگا پانو کو ایذا ضرور
جو شہیدون کو ستاتا ہے آپ وہ دکھ پاتا ہے

دیدہ کی مانند ہوتا ہے شنیدہ بھی کہین
ذکرِ جنت سے تو زاہد کیون ہمین للچاتا ہے

ایک تو اولٹی چھری سے ذبح کرتا ہے مجھے — میں تڑپتا ہوں تو اولٹا اور وہ جھنجلاتا ہے
دیکھئے ہوتا ہے کیونکر خاتمہ بالخیر آج — وصل کی پہلی ہی شب اور وہ یہ بھی شرماتا ہے

جو ارشد کی تھا فرخ ہو سکا اسکا ظہور
اب کف افسوس مل ملکر عبث پچھتاتا ہے

تیری گردش کا باور تب دل افگار میں آئے — فلک گر لطف سے تو وہان صحبت اغیار میں آئے
سمجھے آتا ہے یون تو اک نہ اکدن آئے اجل لیکن — بڑا احسان ہو گر اب فراق یار میں آئے
چراغان کا تماشا بر لب جو ہم دکھاوینگے — اگر لخت دل اسکے چشم دریا بار میں آئے
یہہ جان و دل ہیں حاضر جسطرح مرضی والا ہو — ہم اپنو حضرت عشق آپکی سرکار میں آئے
نہین ہے حسن یوسف کی طرح بازار کا سودا — نکلیں جو مشتری گر وہ صنم بازار میں آئے
کیا کب عذر مینے قتل کیجے سر یہہ حاضر ہے — کہو پھر کسلیے بل ابرو سے خمدار میں آئے
گھلایا ضعف نے یہانتک نرکھا نام تک باقی — تو نازکی کہاں سے میرے جسم زار میں آئے
نکالا ہے نیا یہہ چٹکلا اوس شوخ پرفن نے — چھپایا دیکھکے سو نہ جب وہ ہمسے پیار میں آئے
صدا سے ناز خلخال صنم شور قیامت ہی — بپا ہو فتنہ محشر وہ گر رفتار میں آئے
پریشان حال سنبل کا ہوا تو کیا تعجب ہے — کیا حیران نرگس کو وہ جب گلزار میں آئے

کرے جور و جفا فرخ وہ یا لطف و کرم اسلا
نہیں کچھ عذر اپنا جو مزاج یار میں آئے

نہیں یہان تاب گفتگو باقی — پیار جھگڑا ہے جنگجو باقی
فقط شدہ سے عبث فصّاد — نہیں یہان جسم میں لہو باقی
دم نکلتا ہی اوسکے قدمون پر — ہے یہہ ہی ایک آرزو باقی

دیکھے دل یہہ ہی تہا پاس اپنے
کیا رہا اور تند خو باقی

اپنا ساقی حساب ہے جبتک
ہین یہہ جام و مے و سبو باقی

گئے سب وے لکے ساتھ صبر و قرار
رہ گئی جان زار تو باقی

دل مین جو ہو سو کہہ گذر فرخ
رہ نجائے کچھ آرزو باقی

ناتوانی نے نہ کچھ جسم مین چھوڑا باقی
رہ گیا نام ہے بس صورت عنقا باقی

لے چکے دل ہے فقط جان تمنا باقی
یہہ ہی لے لیجے جو ہو آپکا دعوے باقی

صبح مین ہونگا نہ تو اے شب فرقت ہوگی
اور دو چار گھڑی کا ہے یہہ جھگڑا باقی

قتل کرکے مجھے جاتا ہے کہان اے قاتل
ہے ابھی میرے تڑپنے کا تماشا باقی

دیکھکر مجھکو کہا اوس نے یہ ہی قسمت کے
رہ گئے تھے یہہ ہی اک عاشق شیدا باقی

دیکھنے پائے نظر بھر کے نہ سوئے قاتل
رہ گیا خنجر خونخوار سے شکوا باقی

اور سب کچھ تو دو دن تک زمانہ دیکھا
اپنے مرنیکا ہی پہ ایک بکھیڑا باقی

خاک مین ملتے کچھ غم نہین اسکا لیکن
اوسکے ملنے کی رہی دل مین تمنا باقی

پیش آیا وہ ہی فرخ جو مقدر مین تہا
ابہی معلوم نہین اور ہے کیا کیا باقی

کہان ارمان گریہ دیدۂ پرنم نکلتا ہے
کہ ہر اک اشک مین طوفان کا عالم نکلتا ہے

کوئی دم اور ٹھہرو دم لبون پر آن پہنچا ہے
تماشا دیکھتے جاؤ ہمارا دم نکلتا ہے

دکھا کر چشم جادو کرتے ہو بے ہوش ہر اک کو
بیہودہ باوہم ہین جنسے کہ سارا ہمہم نکلتا ہے

کہین جلد ہی سے دم نکلی کہین جلد ہی سے دم نکلے
فراق یار مین منہ سے یہہ ہی ہر دم نکلتا ہے

نہین مشتاق تیری دید کا تو کسلئے پیارے
یہہ خد سے وصل سے اوسکو کہ کردیتا ہے دوگڑی

یہہ کیون ہر صبح مضطر نیر اعظم نکلتا ہے
جو اوسکے روبرو بادام بھی توام نکلتا ہے

نہین پروا اوسے مطلق ہماری اسقدر
غضب ہے جس بت کافر پہ اپنا دم نکلتا ہی

ہوئی مشہور کس کس جا نہ غم کی داستان میری
وہ لے تجھکو خبر ہے کچھہ نہ اتنک او جوان میری

ہوا ہون ایسے خون مین ناتوان ایسا کہ گلشن مین
ہوئین پانو مین موج بو ہی گل ہی بیڑیان میری

نہ پیچہ نام رخصت آنکا کیا جائیگا صاحب
ابھی تن سے نکلجائیگی یہہ روح روان میری

ہمیشہ گالیان کہاتا ہی لکہا تہا مقدر مین
نصیب اوس لعل لب کا بوسہ ہو قسمت کہان میری

نہون کیا ہون سراپا مظہر ہون تپ الفت
برنگ شمع ہی مونہہ مین میری ہر دم زبان میری

ذلیل و خوار و رسوا ہو چکا ہون تیری فرقت مین
نہ پوچہی بات ہی اکر ور تو ٹلے اومیان میری

نہون منت کش دونان نہون محتاج غیرون کا
دعا مقبول ہو اتنی خدا ہی دو جہان میری

صحبت کے تیری کا لائی گو نہین جنت ہی ساقی

اثر سید ہے سو مین کیا کرون شرح
گئی ہے لامکان تک بار نا و فغان میری

جو ہے مجکو سعادت ہو پیر مغان میری

نہین دل رکہنا آتا ہے نہ بن پڑتا ہے
غرض دل چین کر ہر ایک سے لیتا آتا ہے

تجھکو عمر کو کان سے سنا شہر تیرے بری ہو لی
عجب شان تجمل سے تیرا دیوانہ آتا ہے

تصور مین کیا کرتے مین یہہ دن آپ سے باتین
ہمین یون انکی فرقت مین دل بہلانا آتا ہے

مسیحا کی ہوئی امت کہو شکر سے چلاتے ہے
عجائب معجزہ یہہ انکو جانا نہ آتا ہے

نہ کیجے منع رونے سے ہمین واعظ جب دل ہے
نہ کچھہ چلتا ہے بس جب گریہ بے تابانہ آتا ہے

کلیسا ہو کہ کعبہ ہر جگہ صنم جلوہ نمائش ہے
عجب شیطان صفت واعظ تجھے بہکانا آتا ہے

کر دستگیر فکرِ عقبیٰ ابھی کبھی یاتو نہ ای فرخ
کفِ افسوس مل ملکر نہیں پچتانا آتا ہے

تمت بالخیر [illegible]

نامۂ شوق

ای لیلیٰ یارِ جاودانی
سرمایۂ عیش و کامرانی

اے باعثِ زندگانیِ من
وے مونسِ شادمانیِ من

لکھتا ہون تمنا سے پیاری
یہ لکھتا ہون حالِ بیقراری

ہر چند ہے لکھنا اسکا مشکل
لیکن نہیں تاب آتا ہے دل

ہے شوقِ وصال اسکا مجھکو
طاقت کی نہیں مجال مجھکو

سنئے ذرا گوشِ دل سے لیلیٰ
جو حال گزر رہا ہے دل پر

جس روز سے تجھسے ہین جدا ہون
بجلی کی طرح تڑپ رہا ہون

ہے خواب و خورش حرام مجھکو
دنیا سے نہیں ہے کام مجھکو

دریا مری آنکھون سے روان ہے
نالہ کبھی لب پہ گہ فغان ہے

رخصت ہوے صبر اور طاقت
بسر کرتا ہے اک غم زدۂ فرقت

حیران ہون کیا کرون الہی
کٹتا ہی نہیں کسی طرح جی

وحشت ہے یہ دمبدم فزون تر
جنگل سے سوا ہوا ہے گھر

ہے ہجر و سوز سے خرابی
ہر دم ہے زیادہ اضطرابی

ہوتا ہے فزون جو رنج دلکو ‌ ‌ ‌ پڑہتا ہون مین رو کے یہ غزلکو

غزل

اوس گل سے جو اندنون جدا ہون ‌ ‌ ‌ بیگانہ ہر ایک سے ہوا ہون
بے خود مین یہان تلک ہوا ہون ‌ ‌ ‌ معلوم نہین کہان ہون کیا ہون
آ جلد کہ لب پہ جان ہے میرے ‌ ‌ ‌ اس زیست کو کب تلک نبہا ہون
ہے اصل جان عزیز سبکو ‌ ‌ ‌ وہ جان ہے کیون اوسے نہ چاہون
ہل جاتے ہین دم مین چرخ و افلاک ‌ ‌ ‌ سینہ سے جو آہ کھینچتا ہون
کب تک کرون انتظار تیرا ‌ ‌ ‌ اب راہ عدم کو دیکھتا ہون
ملتا نہین کچھ بھی بھید فرخ ‌ ‌ ‌ مین جینے سے اپنے کیون خفا ہون

رہتا ہے سدا خیال تیرا ‌ ‌ ‌ ابتر ہوا ہے حال میرا
فرقت مین ہے تیرے یہ بدحالی ‌ ‌ ‌ رنگت ہے بدن کی زعفرانی
ہے شام و پگاہ آہ و زاری ‌ ‌ ‌ ہوتی نہین کم یہ بیقراری
گنتا ہون فلک کے شب کو تارے ‌ ‌ ‌ دم بھرتا ہون زندگی کے بارے
غم کہاتا ہے دلکو اور ہم غم ‌ ‌ ‌ مونس ہے کوئی نہ کوئی ہمدم
بیتابی دل کسے سناؤن ‌ ‌ ‌ یہہ دیدۂ تر کسے دکہاؤن
کس سے کہین حال غم جگر دوز ‌ ‌ ‌ چھٹ بیکسی کون آہ دلسوز
سمجھتا ہے نہ کوئی آتا جاتا ‌ ‌ ‌ دم گھٹتا ہے اور رونا آتا
سینہ تپ سے ہے جگر جلا جاتا ‌ ‌ ‌ لب پہ ہے میرے آہون کا دہوان

ہر دم جو زیادہ درد دل ہے — اب ورد زبان یہ غزل ہے

غزل

ہے کچھ بھی خبر تمہیں کسی کی — ہے قطع امید زندگی کی
عاشق نہ دکھاؤ دل کسیکا — لگ جاتی ہے بد دعا کسی کی
اے صبح نہ رات دن کھلا غم — کر بات کوئی ہنسی خوشی کی
آنے نہیں پاتی لب تلک ہی — رہ جاتی ہے بات جی مین جی کی
فتح تمہیں سوت یون نہ آتی — اچھا کیا تمنے عاشقی کی

ہے آہ کبھی کبھی ہے زاری — مشکل ہوئی زیست اب ہماری
گر یون ہی رہی یہ بیقراری — تو ہو چکی زندگی ہماری
کھائیگا یون ہی یہ ہمکو گر غم — مر جائینگے ایکدن یونہی ہم
جینے کا نہیں ہے کوئی بھی ڈھنگ — گر یون ہی کریگا ہمکو غم تنگ
یہ غم نے کیا ہے آہ تلپٹ — دشوار ہے لینا ہمکو کروٹ
یہ ضعف نے کی ہے مہربانی — جاتی نہیں اپنی ناتوانی
بسمل کیطرح تڑپتا ہے دل — ہے سانس بھی لینا ابتو مشکل
ہوتی تھی بسر خوشی مین راتا — کیا جانتے تھے کہ ہائے ہیہاتا
یون سنج جدائی مین پہنسینگے — دشمن میرے حال پر ہنسینگے
بیرحمی چرخ سفلہ پرور — یا اپنا ہی اولٹا ہے مقدر
نیرنگی چرخ رنگ لائی — تمسے ہوئی ہائے یون جدائی

گر جانتے ہم یہ رنج ہجران
دل دیتے نہ ہو کے مفت حیران

یہ رنج جدائی ہم نہ سہتے
دل دیتے نہ رنج مول لیتے

پالی سے چھٹین جان مضطر
کہتے ہیں فلک سے آہ بھر کر

اس رنج سے تو جان ہو کر
کیون پیچھے پڑا ہی ہاتھ دھو کر

سینے پہ ترا یہ رنج کیا لگا
کیون تجھکو یہ ملک دل کا بھایا

سینے پہ ترا یہ رنج کیا لیا ہی
کیون رنج پہ رنج دے رہا ہی

تو نے ہمین مفت مین ستایا
ظالم ترے ہاتھ کچھ نہ آیا

جیتے ہی جسے نے کئے غور
ظالم نے کیا ہے زندہ در گور

حالت ہوئی اپنی کیا یہ ہائے
دشمن کو خدا یہ دن دکھائے

فرقت تیری ایک تو غضب ہی
تس پہ یہ فراموشی عجب ہی

رہ رہ کے یہ ہی ہی سوچ پیارے
کیون دشمن جان تو ہمارے

امید تھی پہر اور وفا کی
تو نے میرا لیکے دل دغا کی

بھولے سے کیا نہ یاد ہمکو
کیا ہوتا جو کرتے شاد ہمکو

گر جانتے دوگے رنج فرقت
کاہیکو بڑہاتے تمسے الفت

بھیجا کوئی پرچہ اور نہ نامہ
کاغذ نہ ملا کہ تمکو خامہ

اقرار یہ ہی تھے یاد کیجے
ٹک سوچئے میری داد دیجے

کہتے تھے کہ قول لے قسم لے
بھولینگے نہ دلسے تمکو کاہے

کہتے تھے کہ یاد لائینگے ہم
دل سے نہ تمہین بھلائینگے ہم

گھبراؤ گے گر تو آئینگے ہم
فرقت مین نہ یون ستائینگے ہم

آتا تو ہے در کنار افسوس | بہولے سے کیا نہ یاد افسوس
وعدے کو ن بہولا ایجان | کہتے وہ کہان ہین عہد و پیمان
کہتے وہ کہان ہین قول جیسا | دو دن ہین گئے ہو بہول [illegible]
دو روز مین تمنے بس بہولایا | بہولے سے بہی یاد مین نہ آیا
کیون یاد بہولائی دل سے یارے | مین جیتا تہا بس اسی سہارے
کیا ایسی ہوئی ہے آہ تقصیر | آفت زدہ کو کیا جو دلگیر
گر ہووے قصور بخش دیجے | مرتا ہون مین مجہکو زندہ کیجے
تہا منتظر پیام تیرا | اس آس مین وہم رہا تہا میرا
اب ٹوٹ گئی ہے آس واللہ | تمکو نہین کچہہ بہی پاس واللہ
معلوم ہوا تیری محبت | ہو جہہ دیکہی کی تہی وہ ساری الفت
مر جاوے اگر کوئی بلا سے | کیا تمکو غرض میری وفا سے
شادی سے نہ عیش اور نہ غم کم | جینے کی خوشی نہ موت کا غم
تمکو نہین کچہہ غرض کسی سے | مطلب غرض اپنی ہی خوشی سے
کیا ہوتا جو نامہ بہیجتے تم | حالت میری آکے دیکہتے تم
کچہہ شان مین فرق آ نہ جاتا | مین مفت مین جان سے نہ جاتا
پر ہے سے خدا اگر لگاتا | پروانہ صفت مین اوڑکے آتا
کیا کرون ناتوان ہوا ہون | زندہ مردون سے بہی سوا ہون
ناتا نہین تمکو میری پروا | لیکن ہو نہین دل ہی تیرا شیدا
[illegible] قرار [illegible] | تن میرے ہی گل ہی [illegible]

مین جسم ہون تو ہے جان جانی
بن تیرے ہو کیونکہ زندگانی

کب زیست جدائی مین ہو امکان
رہتا نہین جسم زندہ بے جان

ہون کوئی گھڑی کا اب بھی مہمان
سب مرگ کے ہو چکے ہین سامان

اب بھی اگر آنا ہے تو آو
مرتا ہون مین مجھکو دیکھہ جاو

آئے تو امید زندگی ہو
بچ جاؤن تو بات کیا بڑی ہے

آجلد کہ جان زار ٹھیرے
اپنا دل بیقرار ٹھیرے

کر رحم جو دل مین کچھہ ذرا ہے
مرتا اک بندۂ خدا ہے

گر زیست میری ہے تجھکو منظور
جلد آکے خبر لے غیرت حور

جینے کی نہین ہے کوئی صورت
للہ دکھاؤ آکے صورت

آؤگے تو زندہ پاؤگے تم
پچھتاؤگے گر نہ آؤگے تم

فیض کوئی دم کا اب ہی مہمان
کی دیر اگر تو حق نگہبان

کرتا ہون مین نامہ ختم اب جا
اب لیجے سلام شوق میرا

حافظ ہو تیرا خدا تعالے
عالم مین سدا ہو بول بالا

حق شاد رکھے مدام تمکو
تا حشر رہے قیام تمکو

دنیا مین رہو سدا سلامت
با حشمت و جاہ و با کرامت

قطعات و رباعیات

کہا اک دن مین اوس سے دل دیجے میرا جانی
خطا بخشو خدا را ہوگئی ہمسے یہ نادانی

ادا و ناز سے ہنسکر لگے کہنے کہ او نادان
چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

دیگر

دیا دل جب سے ہمنے اوس بت کافر کو [illegible] — کوئی کہتاہے سودائی کوئی کہتا ہے خفقانی
مین سمجہاتا ہون دلکو جبکہ پہنچتی ہے پریشانی — چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

دیگر

تیری ہستی رقیب روسیہ کیا — فلک چکراتا ہے آہ رسا سے
نہین لاتے ولیکن لب تلک ہم — خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے

دیگر

ڈرے ہے چشم سے زلف و تو ہے — نگاہ و ناز و انداز و ادا سے
بچاوے دل کہو کس کس سے کوئی — خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے

دیگر

ہوئے ہین تنگ جینے سے الٰہی — ہمین پالا پڑا کس بیوفا سے
نکلتا ہے یہی اب تو زبان سے — خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے

دیگر

کہو دل کس طرح عہدہ برا ہو — ستم سے ظلم سے جور و جفا سے
ستمگر تجہہ پہ گزرے تو جانے — خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے

دیگر

ہائے غیرون سے کہ منہ کہیے — مہربان ہمسے کج ادائی کی
ذرا انصاف تو کرو دل مین — دل دیا تمکو کیا برائی کی

دیگر

بوسہ لب جو وہ تو جی جاؤن	ہمنے اوس سے کہا یہ ہو بیخود
مسکرا کر لگے وہ یون کہنے	واہ کیا خوب یک نشد دو شد

دیگر

اکدن اوس سے کہا ہمنے کہ او بیداد گر	رات دن ہمکو نہ یون ہر دم ستایا چاہیے
سنکے وہ کہنے لگے بس حوصلہ معلوم شد	عاشقی مین رنج و غم سب کچھ اوٹھانا چاہیے

دیگر

مرتا ہون مجھے گلے لگا لے	کی عرض یہ ہمنے بیوفا سے
سنتے ہی کہا یہ اوس نے ہنسکر	مر جائیے جو تو میری بلا سے

دیگر

تنگ کرتے ہو ہمکو کیون حضرت	تم بھی ناصح کبھی پری دیکھو
ذرہ الفت کا اوس ہی کچھ سے	حوصلہ ہو تو عشق کر دیکھو

دیگر

ہمنے کہا گریہ رشک سے عیسی کے	مرتا ہون مین محب کو زندہ کیجیے
سنتے ہی وہ اسکے مسکرا کر	کہنے لگے پہلے مر تو لیجیے

دیگر

ہمنے اوس سے کہا کہ ای جانان	دل لیا میرا اب ہے قصد جان
سنکے بولے کہ کیون نہین آو	واہ کیا خوب مفت کا احسان

دیگر

دل لیا ہے تو اب کیون نہین ہمنے یہ پوچھا	لیتا ہے کوئی جان سے اتنا نہین معلوم

کہنے لگے ہم کیا کرین لاچار ہین فرخ — دلداری کے انداز ہمین تو نہین معلوم

دیگر

مین وہ نہین ہون جو آؤن تمہارے دہوکہ مین — ہزار ناز و ادا و لربائیان سیکہے
جو ترک عشق ہی ٹہیرا تو پہر سے واسطہ کیا — جو چہوڑا اگا نون تو پہر اوسکا نام کیا لیجیے

دیگر

آشنا ہے سوا اپنے مطلب کا — خوب دیکہا تماشا قدرت کا
کوئی ہو باپ بیٹا یا بہائی — نہین ساتہی کوئی مصیبت کا

ہذا مخمس بر غزل خود

ایک طوفان سے سرپا دیدہ پرخون ہوا — [illegible]
اشک کا قطرہ گرا آنکہون سے جیحون ہوا — عالم [illegible] ہوا
رو کے رو تے ہین آنکہ جیحون ہوا

دو کنارے مین بہہ دریا آئی یا پلک — [illegible]
عالم بالا پہ شور و غل مچا ہے مین پلک — پانی پانی ہوگیا [illegible]
پر نہ کم جوش سرشک دیدہ پرخون ہوا

کس نے دیکہا ہے کہ کیسی ہو رہی ہے — [illegible]
کب ہو ممکن سے لگے غافل ہو اپنا جی — [illegible]
زاہدا کہو مین اوسکو مین اک خون ہوا

دل تو ہے اشتیاق [illegible] مین آوارہ ہوا — [illegible]

کیا سبکدوشی ہوئی شاباش ہان جیدر جیا | دور تونے بار سر گردن سے میرے کر دیا
آج اسے شمشیر قاتل ہین تیرا ممنون ہوا

از خندہ سے نہین ہین آشنا لب وقف ہنوز | نام شادی بھی نہین آیا زبان تک ہی ہنوز
ہون گرفتار الم روز تولد سے ہنوز | ایک ہی حسرت میرے دل سے نہین نکلی ہنوز
پھر الٰہی کس لئے دشمن میرا گردون ہوا

رات دن صدمہ پہ صدمہ غم پہ غم لاکھون سہے | اس طرح کی زندگی سے موت یارب خوب ہے
مفت مین بیٹھے بٹھائے جان کے لالے پڑے | ہے دعائے مرگ ہر دم تنگ ہو کر زیست سے
جب سے ای فرخ کسی پر اپنا دل مفتون ہوا

یاس و حسرت رشک و حرمان رنج و غم ہمکو دئے | داغ دل درد و الم رنج و محن ہمکو دئے
واہ کیون صدقے نہون مین اس قسم کے | جام عشرت سبکو قسام ازل تونے دئے
اور قسمت کا ہمارے طالع وارون ہوا

عقل کیون حیران نہو طرفہ طلسم آیا نظر | ہین جسم دندان ہین یا صدف مین ہین گہر
صاف کہدو مجھسے تم ایسی جان جان ہو چوا کر | پان کی سرخی نہین لعل لب جان بخش پر
چشمہ حیوان پہ شاید کسیکا خون ہوا

زندگی مین تو بھلا رہتی ہی تھی حالت زبون | دست ہر سخط بہ سخط اپنی وحشت تھی فزون
مر گئے پھر بھی رہی تاثیر باقی جوش کی یون | یعنی مر کر بھی گیا اپنا نہ وہ جوش جنون
خاک سے میری بگولا جو بنا مجنون ہوا

کوئی اسپ خوان کوئی زیادہ کوئی کمتر فرو | اسکے پڑھتے تھے سبق مجھسے ہمیشہ دو سبق
پوچھتے سے عشق کیا شئ ہو وہ آدی تہی رو | عشق کے کتب کا مین استاد ہون سب سے ابد

سب میری شاگردی مین فلاطون ہوا مجنون ہوا

مخمس دیگر بر غزل خود

اپنے بیگانون سے ظالم نے چھڑایا ہمکو	خوار و رسوا و ذلیل اس نے بنایا ہمکو
الغرض دیکھا جو کچھہ اس نے دکھایا ہمکو	خاک مین اس دل شیدا نے ملایا ہمکو
ہاے اس دشمن عقلی نے ستایا ہمکو	
وحشت دل کا تمہین حال سناؤن کیا کیا	جبکہ آبادی سے جی میرا بہت گھبرایا
لیگئی خاک اڑانے کو یہہ سوے صحرا	کوہ و ہامون و بیابان و جبال دکھلایا
الغرض کیا کہون کیا کیا نہ دکھایا ہمکو	
ہاے کیا حال ہوا ہے ترے غم مین اے یار	ضعف سے جان کا گھٹنا ہے بدن مین دشوار
لاغری نے یہہ بنایا ہے مرے جسم کو زار	آکے بالین سے پھرا پیک اجل بھی سو بار
ناتوانی سے جو بستر پہ نہ پایا ہمکو	
نکلی ہو منہ دیکھے کی الفت ہی تمہاری حیف	مر گئے پر کسی نے بھی خبر لی صد حیف
چار ہی دن مین گئے بھول ہمیں تم حیف	فاتحہ بھی کوئی پڑھنے کو نہ آیا صد حیف
کیون سمجھنے لگے سب اپنے پرایا ہمکو	
کیون چھپاتے ہو عبث تم رخ زیبا ہمسے	کب تلک رکھئے گا ایجان یہہ پردہ ہمسے
اسقدر شرم نہین ہے تمہین زیبا ہمسے	ہم ترے عاشق شیدا ہین شہرہ ہمسے
دیکھہ تو شوق کہان سے کہان لایا ہمکو	
وقت پر سیکڑون کو بات بناتے دیکھا	وقت پر کام کسی کو بھی نہ آتے دیکھا

آشنا ہے کسی کو بھی نہ جیتے دیکھا
جسکو دیکھا اوسے مطلب ہی کا ساتھی دیکھا

کوئی دنیا میں نہ اپنا [illegible]

دل لیے تو خوب جیسے آج [illegible]
[illegible] کو کیا ہوتا
دشمنوں کو میری حالت پہ [illegible]
[illegible]

[illegible]

مخمس [illegible]

چین کس طرح سے پائے دل نالاں اپنا
[illegible] ہیں درمان اپنا
ہائے ہم کس سے کہیں حال پریشان اپنا
جوش سودا ہے سوا شب ہجران اپنا

نہ ہوئی صبح ہوا چاک گریبان اپنا

لاغری کا ادھیں ہم حال جتائے کیونکر
نکہت گل کی طرح سے نظر آئے کیونکر
ناتوانی سے [illegible] ہم ہو گئے کیونکر
ایسے لاغر جو نہ ہوتے تو سمائے کیونکر

تنگ ہے خانۂ زنجیر سے زندان اپنا

[illegible] سے
خوب رو کرتے ہیں اوس رخ کے مقابل سارے
[illegible] سے پیارے
چونہ [illegible] کر لیے ہیں زمیں پر تارے

کیوں بنے نیر فلک [illegible] اپنا

نالہ [illegible] چرخ کو یہ نالۂ دل
آج کل [illegible] اپنا یہ نالۂ دل
خوف ہے [illegible] ہیں نالۂ دل
[illegible] کہیں نالۂ دل

[illegible] اپنا

الغرض اک روز جیا [illegible] کہلاتا ہے [illegible]
[illegible] دیکھا [illegible] گل

پھڑ تو دیکھو سنا کہ مجھے کہتا ہے وہ گل
نعرہ زن ہین نہین محفل ہین تو کہتا ہے وہ گل

آج سے بلبل نالان ہے گلستان اپنا

ہے یہہ دیوان ہی فرخ کا مرقعہ ناسخ
گویا میلا ہے حسینان جہان کا ناسخ

چشم انصاف سے ٹک دیکھہ خدا را ناسخ
ہر ورق بال پری سے ہے مشابہ ناسخ

کہ پریزادون سے ہے وصف مین دیوان اپنا

ترجیع بند

کوئی کہتا ہے مجھے دیدہ گریان والے
کوئی کہتا ہے مجھے سینہ سوزان والے

کوئی کہتا ہے مجھے نالہ و افغان والے
کوئی کہتا ہے مجھے حسرت و ارمان والے

یون پکارین ہین مجھے کوچہ جانان والے
ادہر آ بے ابے او چاک گریبان والے

عاشق زار کوئی کہتا ہے رسوا کوئی
دل زلف دادہ کوئی کہتا ہے شیدا کوئی

الغرض کیا کہون کہتے ہین جو کیا کیا کوئی
اسطرح ہوگا نہ بدنام بہی مجھسا کوئی

یون پکارین ہین مجھے کوچہ جانان والے
ادہر آ بے ابے او چاک گریبان والے

کوئی مجنون مجھے کہتا ہے کوئی آوارہ
کوئی محزون کوئی غمناک کوئی بیچارہ

کوئی مفتون کوئی سودائی کوئی ناکارہ
کوئی وحشی کوئی دیوانہ جگر صد پارہ

یون پکارین ہین مجھے کوچہ جانان والے
ادہر آ بے ابے او چاک گریبان والے

کوئی وامق کوئی فرہاد مجھے کہتا ہے　　اور کوئی عاشق ناشاد مجھے کہتا ہے
اور کوئی صاحب فریاد مجھے کہتا ہے　　اور کوئی خانہ برباد مجھے کہتا ہے

یون پکارین ہین مجھے کوچہ جانان والے
ادہر آبلے اسلے اوچاک گریبان والے

والہ و شیفتہ و نال پریشان کوئی　　کوئی بیدل کوئی ناکام و پشیمان کوئی
بے خبر و مجھکو کوئی کہتا ہے حیوان کوئی　　کوئی مجہول کوئی احمق و نادان کوئی

یون پکارین ہین مجھے کوچہ جانان والے
ادہر آبلے آبلے او چاک گریبان والے

غمزدہ کوئی مجھے کہتا ہے کوئی رنجور　　کوئی مقہور مجھے کہتا ہے کوئی مجبور
ہے قسمت کا لکھا تہا یہہ خدا کو منظور　　عشق نے سیکڑون ہی نام کئے ہین مشہور

یون پکارین ہین مجھے کوچہ جانان والے
ادہر آبلے اسبلے اوچاک گریبان والے

سینہ صد چاک کوئی کہتا ہے بیخواب کوئی　　کوئی بے صبر مجھے کہتا ہے بیتاب کوئی
سینہ پر داغ کوئی ماہی بے آب کوئی　　محو دیدار کوئی دیدہ پر آب کوئی

یون پکارین ہین مجھے کوچہ جانان والے
ادہر آبلے اسبلے اوچاک گریبان والے

کوئی بے ننگ کوئی خوار مجھے کہتے ہین　　حیرتی نقش بدیوار مجھے کہتے ہین
بے حیا بے ہمہ مہیار مجھے کہتے ہین　　دل مین جو آتا ہے اغیار مجھے کہتے ہین

یون پکارین ہین مجھے کوچہ جانان والے

اودہر آبے ابے او چاک گریبان والے

سب مین ہنستا ہون جو کچھ کہتے ہین بیجا و بجا	نہ غرض نام سے ہے ننگ کی اصلا پروا
کیا شکایت ہے کسیکی یہہ ہی قسمت کا لکھا	نام رکھوا ہے میری عشق نے فرخ کیا کیا

یون پکارین ہین سبھی کوچہ جانان والے
اودہر آبے ابے او چاک گریبان والے

تمت بالخیر

التماس مولف

خاکسار ہیچمدان کیول کشن المتخلص بہ فرخ بعد شکرگزاری جناب خالق باری عز اسمہ خدمت مین طوطیان شکرستان سخن و عندلیبان بہارستان علم و فن کے بعد ادب و تعظیم عرض پرداز ہے کہ دعوے شاعری کا یہہ دور ہے میرا کیا منہہ اور مقدور ہے بہرحال احباب کے شوق اور تقاضا سے برآئینہ جو کچھ سمجھہ مین آیا بطور ہدیہ پیشکش کیا۔ یا حضرت عشاق برگ سبز است تحفہ درویش۔ منظور اور قبول ہو اور شاعران دقیقہ رس سخن سنج معنی شناس کی خدمت بابرکت مین التماس ہے کہ جہان کہین غلطی دیکھین براہ کرم گستری اصلاح فرما دینا اور عیب پوشی کرین کہ ہیچ نفس بشر خالی از خطا نبود۔ اور راقم گنہگار کو دعا خیر سے یاد فقط

تقریظ

از نتایج طبع شاعر نازک خیال سخنور بے مثال منشی سدا سکھ لعل صاحب متخلص بہ غریب قوم کائستھ بھٹناگر متوطن کرانہ ضلع مظفرنگر

طالبان علم و فن و شایقان شعر و سخن کو مژدہ ہو کہ دیوان فصاحت عنوان بلاغت بنیان جسکی ہر غزل شوخی مین غزال ختن ہے جو مصرعہ ہے روانی مین سرو ناز چمن ہے جو شعر ہے کوزہ قند ہے حلاوت مذاق مین لب شکرین ہے وہ چھپ گیا ہے۔ ہر ردیف چشمہ شیرین ہے۔ ہر قافیہ شہد انگبین ہے۔ جو وزن ہے سنجیدہ ہے۔ جو کلام ہے پسندیدہ ہے۔ بندش الفاظ نفیس اور چست محاورہ روزمرہ سلیس اور درست۔ قطعات برجستہ رباعیات دل البستہ الفاظ رنگین سے رنگینی ٹپکتی ہے معانی شیرین سے شیرینی ٹپکتی ہے بول چال کا نیا ڈھنگ۔ چمن بہار کا نیا رنگ۔ طرفہ باغ پربہار ہے معانی رنگین سے رشک لالہ زار ہے کلام بے مثال ہے لاریب رشک مقال شعرائے ماضی و حال ہے۔ من نتایج طبع سلیم مستنبط الکمالات زمن اعنی منشی کیول کشن کائستھ متوطن کرانہ ضلع مظفرنگر خلف جناب منشی نوبت راے صاحب مولفا پوتھی بابا سانگی جو عرصہ دراز تک بملازمت سرکار ابد پایدار انگلشیہ دامت سلطنتہا بعہدہ جلیلہ ڈپٹی انسپکٹری محکمہ پولیس ضلع لاہور معزز و ممتاز رہے اور اب بحصول پنشن تارک لذات دنیوی ہو کر پیرانہ جا بتراین مصروف مین مرتب ہو کر فرحت بخش خواطر اہل مذاق ہوا۔ خاص و عام اوسکی دید کا مشتاق ہوا چشم بد دور اگر اسکی رعنائی مین نقد دل دیجے تو بجا ہے اور گوہر کلام آبدار پر گوہر جان نثار کیجیے تو روا ہے سخن پختہ او استادی کی دلیل اسحق سخنور سجید ہے۔ ماشاء اللہ کیا طبیعت

خداداد ہے اس متانت و فصاحت کی کیونکر نہ داد دیجیے ہر شعر پر لطافت سحر ہے کیونکر نہ ہزار صاد
کیجیے واہ واہ سبحان اللہ زور طبیعت اسی کو کہتے ہین کہ شعر انتخاب ہے جو کچھ
کہا ہے لاجواب ہے مطلع سے مقطع تک ہر غزل مین نازو نیاز ٹپکتا ہے ہر رنگ مین شاہد
معنی کا جلوہ چمکتا ہے ہر جگہہ زمین شعر مین وہ گل کھلائے ہین کہ ہزارون کے رنگ اوڑ گئے
مین کچھ انتہا ہے جو کچھ کہا ہے - مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید جب منصف مزاج
پڑھینگے خود دیکھ لینگے - اب کسیقدر حالات مصنف کا بیان ضرور ہے جنکا دیوان ایسا
مطلع نور ہے - یہہ گرامی منش ستودہ روش روشن بیان سحر زبان نازک خیال شیرین مقال
باکمال - یگانہ دہر یکتائے عصر عجیب روزگار زبدۂ کملائے ہر دیار و امصار والی اقلیم سخنوری
مالک ملک معنی پروری سپہر علوم کے ماہ دو ہفتہ منشی ہرگوپال صاحب تفتہ سکندرآبادی
شاگرد رشید جناب معلی القاب شہسوار میدان سخنوری بیشہ معنی گستری یکہ تاز عرصۂ کمال
سے آہ کشور افضال نجم الدولہ دبیر الملک مرزا اسد اللہ خان صاحب بہادر نظام جنگ
عرف جناب مرزا نوشہ دہلوی متخلص بہ غالب کا شاگرد ہے - فن شاعری کے سوائی صنعت
تحریر و نقاشی مین وہ جوہر کمال جنکا اظہار ایک امر محال ہے طغرا - توامر غبار ریحان گلزار
جوہر شعاعی ناخنی وغیرہ کی تحریر مین یاقوت رقم اور جواہر نگار ہے - بہرحال یہہ جوہر کمال
قابل دید ہین ہر ایک شعبہ دو نسخہ عجوبہ روزگار کے موسوم بہ سبد فرح - اور دوسری موسوم
بہ خیالات فرخ اس صاحب کمال کی ترتیب و تالیف سے راقم [illegible] ان کی نظر سے
گذرے ہین واقعی یہہ ہر دو کتاب لاجواب جنکو دیکھکے بیساختہ [illegible] زبان سے نکلتا ہے
مصرعہ این کار از تو آید و مردان چنین کنند - اگر [illegible] کا بیان [illegible]
اک طول طویل داستان ہے سچ تو یہہ ہے کہ یہہ سب کچھ خداداد ہے - اوسی کے فضل

امداد ہے - اب فقط یہ کلام ہے یہ دعا وردِ زبان صبح و شام ہے کہ جبتک زمین و آسمان قایم ہین قادر ذوالجلال ہمیشہ اپنا فضل و کرم اوس نیک خصال صحیح اخلاق و معدن اشفاق کے شامل حال رکھے اور اوسکی کلام کو رونق اور اوسکی حرمت و عزت کو یوماً فیوماً ترقی بخشی آمین آمین ثم آمین

قطعہ تاریخ

از طبع سلیم سخنور شیرین مقال منشی دیندیال صاحب متخلص عاجز کایستھہ بھٹناگر طالب علم گورنمنٹ کالج لاہور متوطن کرانہ ضلع مظفر نگر -

جب فرخ نے لکھا دیوان فرخ	کہا دل نے خوشا دیوان فرخ
ہر اک شعر اسکا ہے موتی کی لڑی	ہے نسخہ دلکشا دیوان فرخ
ہر اک مصرع ہے اوسکا سبز شمشاد	ہے گلشن پر فضا دیوان فرخ
لکھی عاجز نے یون تاریخ تکمیل	ہمیشہ شاہ چھپا دیوان فرخ ٦٨٧٦

قطعہ تاریخ

از طبع رسا و ذہن وکاشاعر روشن ضمیر منشی جہانگیر لعل صاحب متخلص بہ جہانگیر شاگرد رشید منشی ہرگوپال صاحب تفتہ سکندرآبادی کایستھہ بھٹناگر متوطن سکندرآباد -

بوقت خسرو سخن خرداد	کہ در لاہور دیدم جام جمشید
پئے تاریخ طبع گفتا جہانگیر	زہے دیوان فرخ طبع گردید ۱۲۹۲ھ

دیگر

از نتایج طبع سلیم منشی کیول کشن صاحب المتخلص بہ منعم خلف منشی جہانگیر لعل صاحب

ممدوح کایستھ بھٹناگر متوطن سکندرآباد۔

جب چھپا دیوان فرخ باخوشی جستجو تاریخ کی دل کو ہوئی
یوں لکھا منشی نے تب از راہِ شوق سن اٹھارہ سو چہتر عیسوی ۱۸۷۴

قطعہ تاریخ

از نتائج طبع بلند منشی لچھمن نراین صاحب متخلص بہ ارجمند تلمیذ دلبند مولف

ہاں نہ کیوں اے دل زمانہ شاد ہو چشم مشتاقان ہوئی اب بہرہ مند
یعنی وہ فرمودۂ فرخ کہ ہے راحت افزائے دلِ ہر دردمند
گشت چوں طبع بمطبع کوہ نور روح پرور جان ستان و دل پسند
شوق گر وا آمد کہ تاریخش بگو طبع نے مضمون بتائے چند چند
پسند آئی یہ ہاتف کی صدا کیا چھپا دیوان فرخ ارجمند ۱۲۹۲

قطعہ تاریخ

از نتیجہ طبع رسا منشی گوپی ناتھ صاحب خوشتر رئیس کار قصبہ دبولپورہ ضلع بلندشہر برادر بزرگوار فرخ

چو دیدم این گلستان گشت مطبوع پئے تاریخ سال آمد بخاطر
ز ہاتف ناگہاں خوش شنیدم کہ بس دیوان فرخ خوب نادر ۱۸۷۴

قطعہ تاریخ

طبع زاد جناب میر ولایت علی صاحب علاقہ دار نہر گنگ ضلع بلندشہر

کیا دلنشین کلام ہے فرخ کا واہ واہ
کہتا ہے دل جو دیکھتے ہیں یہ کتاب دیکھ

دیوان میر و ناسخ و سودا و ذوق سب
بالائے طاق رکھتے ہیں یہ لاجواب دیکھ

دلکو ہوئی امنگ جو تاریخ سال کی
پہنچا ہے یہ کمال فضیلت مآب دیکھ

بیساختہ وہیں بصدائے نوید لطف
بولا سروش یون کہ نفیس انتخاب دیکھ ۱۲۹۲

قطعہ تاریخ

از نتائج طبع خامہ جادو نگار شاعر شیرین زبان منشی امراؤ سنگھ صاحب تخلص بہ حیران
خلف الرشید منشی نجات سنگھ صاحب کایستھ بھٹناگر رئیس قصبہ [illegible]

عجب سامان عشرت آج عالم میں ہویدا ہیں
سنا تو نے یہ مژدہ [illegible]

یہی تاریخ سکی اسطرح ہاتف نے اے حیران
چھپا دیوان فرخ بے بہا ابدل مبارک ہو ۱۲۹۲

تمام شد

بدستخط گمنام عاصی خلائق نویس غلام قادر

صورت اتمام پذیرفت

فہرست صحت دیوان رنج

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
١	١٣	میرا	اپنا	٢٣	١٢	وعدہ وصل	وعدۂ وصل کا
"	١٤	ایضاً	ایضاً	٢٧	١٨	اتر تک	اثر تک
٢	١٥	برقہ	برقع	٣٩	٣	شہورش	شورش
٣	"	ثمرسک	سرشک	٤٠	١	ناپا پیدا رکا	ناپا پیدا رہے
٥	٤	رہینگی	رہینگے	"	١٢	جمہورا	جہورا
٦	"	آپکی	آپکے	٤٤	١	دل وکی سچا	دل دیکے بچا
"	١١	اٹھینگی	اوٹھینگے	٦٢	٨	بہوٹ پھٹتی	پہوٹ بہینے
٩	٢	اہ ہے عالم	آہ بن گردون	٧١	١٠	سرکے	سرکی
١٠	٥	گل آتی ہے	گل آتے ہی	٧٣	١١	لپیٹا	لپیٹنا
١١	١٣	پہر	بہر	٧٨	١٣	ہار تہا	یار تہا
١٦	"	بالین میرے	بالین پر میرے	٨٠	١٩	کہلایا	گہلایا
١٨	"	بوجہ	پوچہہ	٩٠	٩	سب ہجر	شب ہجر
١٩	٢	کہٹلتی	کہٹکتے	"	١٠	آکے	یعنی
٢١	١٩	مین	ہین	٩٢	١٦	بہر جاسے	پہر جاسے
٢٣	٨	عمر بہر	عمر بہر	٩٩	٣	بلبل ناوان	بلبل نالان
"	١٠	سنکے	ہنسکے	١٠٠	٣	مور سیگے	موڑ دینگے
٢٤	٥	پی جاسے	پی جاہے	"	"	چلتے جو چتنا	چاہتے جتنا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۰	۵۶	سرتا گردن	سرتا گردن	۱۲۵	۹	جب آئے	جب آئے ہیں
۱۰۱	۱۶	دہن تنگیا اور کمر	دہن تنگ اور کمر	۱۳۰	۳	پہلو میری	پہلو سے میرے
۱۰۹	۵	گنہگاری چرخ	گردش ای چرخ	۱۳۶	۴	میخانہ	بت خانہ
۱۱۰	۱۴	دل کا ہار	دل کا پار	۱۴۰	۱	ہاتھ	وار
۱۱۷	۱۰	چاہتے ہیں	جانتے ہیں				